الحكومات العربية في الهند والسند

تأليف

القاضي أطهر المباركفوري

ترجمة

الدكتور عبد العزيز عزت عبد الجليل

نشره

مكتبة آل سعد الله، شارع الظهرات، الرياض

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی

اس کتاب کی داستان یہ ہے کہ میں نے مارچ ۱۹۶۸ء کو محترم الاستاذ الدکتور عبدالعزیز عزت عبدالجلیل کو یہ کتاب دی، اور موصوف نے "عرب وہند عہد رسالت میں" کی طرح "ہندوستان میں عربوں کی حکومتیں" کا ترجمہ کرنے کا ارادہ ظاہر کیا، اس کے بعد کچھ پتہ نہیں چلا یہاں تک کہ میں ۱۹۷۸ء میں عزیزی خالد کمال سلمہ ربہ کے ہمراہ حج کو جاتے ہوئے قاہرہ پہونچا اور کئی دن ایک ہوٹل کرنک میں مقیم رہا، اس وقت موصوف ادارۃ الازہر کے مجمع البحوث الاسلامیہ کے ایک افسر کی حیثیت سے وہیں موجود تھے، بار بار ملاقاتیں رہیں، اور انھوں نے اس کتاب کا پورا ترجمہ کتابی شکل میں دکھایا جس میں مقدمہ وغیرہ کا اضافہ تھا، یہ ترجمہ قسط وار ادارہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد پاکستان کے سہ ماہی عربی مجلۃ الدراسات الاسلامیۃ میں تیرہ قسطوں میں چھپا تھا اور ان ہی قسطوں کو یکجا کیا تھا اور اس کی طباعت واشاعت کے لیے دار الانصار قاہرہ سے بات چیت چل رہی تھی، عزیزی خالد کمال نے اس کے غیر مطبوعہ حصوں کو وہیں نقل کر لیا تھا، ڈاکٹر صاحب نے اس سے پہلے پاکستان میں کراچی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد مولانا کوثر نیازی وزیر اوقاف پاکستان کے سکریٹری کی حیثیت سے ان کی کتابوں کا عربی میں ترجمہ کیا، اسی درمیان میں "الحکومات العربیۃ فی الہند والسند" کو الدراسات الاسلامیہ میں شائع کیا تھا،

عرب وافریقہ سے میری واپسی کے بعد ایک مرتبہ میں مدرسۃ الاصلاح سرائمیر گیا اور وہاں الدراسات الاسلامیۃ کے کچھ نمبر دیکھے جن میں یہ کتاب قسط وار شائع ہوئی تھی، مگر پوری قسطیں نہیں تھیں، معلوم ہوا کہ جناب ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی نے یہ پرچے اسلام آباد سے بھیجے ہیں جو رسالہ "فکر ونظر" کے مدیر ہیں، نیز انھوں نے مدرسۃ الفلاح بلریا گنج کو بھی یہ پرچے بھیجے ہیں، میں نے مدرسۃ الفلاح جاکر دیکھا تو وہی تمام پرچے تھے، کوئی

مجلۃ الازہر قاہرہ میں جمادی الاولیٰ ۱۴۱۱ھ مطابق نومبر، دسمبر کے شمارہ میں ڈاکٹر عبدالعزیز عزت نے میری کتاب تدوین سیر ومغازی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے

وقد قمت بترجمة كتابيه "العرب والهند في عهد الرسالة" و"الحكومات العربية في السند والهند" من الاردية الى العربية، طبع الاول بالهيئة المصرية العامة للكتاب، وطبع الثاني بمكتبة الحرمين لمكتبة (؟) بالرياض بالسعودية، (ص۵۹۳)

زائد تحریر نہیں تھا۔ اس کے بعد میں نے ڈاکٹر اشرف الدین اصلاحی کو لکھا کہ کسی طرح "الدراسات الاسلامیہ" میں چھپے ہوئے ان تمام مضامین کو بھیجیں، موصوف نے علم دوستی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، کئی ماہ کے بعد اس کے پورے اجزاء ڈاک سے روانہ کر دئے اور جو قسطیں نہ مل سکیں، ان کی فوٹو کاپی روانہ کی، اس وقت ادارہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد کے ڈائرکٹر جناب ڈاکٹر عبد الواحد ہالے پوتہ صاحب تھے، ان سے دار المصنفین میں مستشرقین کانفرنس میں ملاقات ہوئی تھی وہ پاکستان کے وفد کے قائد تھے، ڈاکٹر شرف الدین اور ڈاکٹر عبد الواحد صاحبان نے بڑے خلوص سے میری گذارش پر تمام اجزاء مہیا کرکے روانہ کئے اور میں نے ڈاکٹر عبد الواحد صاحب کا خاص طور سے خط لکھ کر شکریہ ادا کیا، اور یہ اجزاء اپنے پاس محفوظ رکھے،

یہاں تک کہ مارچ ۱۹۸۶ء میں عزیزی سلمان مبشر اور عزیزی ظفر مسعود گھانا جاتے ہوئے قاہرہ پہونچے اور ڈاکٹر عزت صاحب سے ملاقات ہوئی، بڑے خلوص و محبت سے ملے، اس وقت وہ مدیر مکتب شیخ الازہر کے عہدے پر ہیں، انہوں نے بتایا کہ "الحکومات العربیۃ فی الھند والسند" کو دو سال قبل ریاض کے ایک مکتبہ نے شائع کیا ہے اور ان کو دس نسخے دئے تھے، جس میں صرف ایک نسخہ ان کے پاس رہ گیا تھا، اسے بھی شیخ الازہر نے طلب کر لیا، اور ان کے پاس اب کوئی نسخہ باقی نہیں رہا، نہ ہی ریاض کے ناشر کا صحیح پتہ ان کو معلوم ہے

اسی طرح موصوف نے "العرب والھند فی عہد الرسالۃ" کے بارے میں بے اعتنائی کی تھی اور جب میں نے ایام حج میں مکہ مکرمہ سے ان کو کراچی لکھا تو جواب میں لکھا کہ یہ کتاب چھپ چکی ہے مگر میرے پاس فی الحال کوئی نسخہ نہیں ہے، اس کے بعد عزیزی خالد کمال نے گھانا جاتے ہوئے قاہرہ میں اس کو تلاش کرکے مجھے ایک نسخہ ڈاک سے بھیجا اور بعد میں متعدد نسخے خریدے، خدا کرے "الحکومات العربیۃ فی الھند والسند" بھی اسی طرح کبھی کسی کے ذریعہ دستیاب ہو سکے، ہندی اہل علم کی مجبوری اور عربی اہل علم کی یہ بے اعتنائی دونوں کے لئے قابل رحم ہے،

قاضی اطہر مبارک پوری ۲۲ رجولائی ۱۹۸۶ء
یکم ذو قعدہ ۱۴۰۶ھ

۱۹۸۶ء میں جب معلوم ہوا کہ کتاب چھپ گئی ہے تو میں نے حرمین شریفین کے دوستوں کو لکھا کہ اس کو تلاش کریں، مگر کہیں پتہ نہ چلا، عزیزی سلمان مبشر نے اکرا سے جامعۃ الامام سعود ریاض کے مدیر مکتبہ کو لکھا تو معلوم ہوا کہ وہاں یہ کتاب موجود ہے،

جنوری ۱۹۸۸ء میں سلمان مبشر نے اکرا جاتے ہوئے قاہرہ ایئر پورٹ سے ڈاکٹر عزت شیلی فون سے بات چیت کی تو انہوں نے کہا کہ اس کتاب کے کچھ نسخے میں نے منگوائے تھے سعودی عرب کا کوئی آدمی لیکر آیا تھا اور کسی ہوٹل میں بنڈل چھوڑ کر چلا گیا جو تلاش کے بعد نہیں مل سکا، ڈاکٹر عزت نے ناشر کا پتہ تلاش کرکے میرے پاس بھیجنے کا وعدہ کیا اور بہت دنوں کے بعد ان کا یہ خط آیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الازہر
مکتب الامام الاکبر
شیخ الازہر

فضیلۃ مولانا العالم الکبیر القاضی اطہر مبارک پوری

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، ولعیر فارجو لکم صحۃ وسعادۃ، وکذلک لجمیع الاہل والمحبین۔ قبل عدۃ ایام اتصل بی بالمنزل تلیفونیا النجل العزیز سلمان مبشر من مطار القاہرۃ حیث لم یتمکن من الزیارۃ، وہو فی طریقہ الی مقر بعثتہ، وقد تلقیت منہ رسالۃ یخبرنی فیہا بفقدۃ مواقا تکم بعنوان ناشر کتابکم "الحکومات العربیۃ فی الہند والسند" الذی تم طبعہ فی السعودیۃ، وقد وجدت ذلک فرصۃ طیبۃ لابعث الیکم بخطابی ہذا لاطمئن علیکم وکی اعرف باتتالی نشاطکم العلمی فی الفترۃ الاخیرۃ۔ والیکم العنوان بالکامل کما ہو موضح بالبطاقۃ التی ہی و

مطابع الشریۃ۔ مکتبۃ آل عبد اللہ۔ صالح بن عبد اللہ الخلیفی۔ المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، الریاض، شارع الخزان، ص۔ب ۲۴۹۴ ۔ تلیفون ۴۷۸۹۳۳۳، ۴۷۸۳۷۰۵/

وبناءً علی ذلک فیمکنکم الاتصال بہ علی ہذا العنوان، وانہ لمع الاسف الشدید ان جمیع

النسخ التي أخذتها كلها نفدت، وطلبت منه مرافاتي لعدد منها، وقد ابلغني انه أثناء زيارة له للقاهرة ترك لي عشر نسخ بفندق "پار ليوت" بالقاهرة ولكنني لم أتمكن منه الحصول عليها، وذهبت مع الريح،

هذا ويسعدني ان اسمع عن فضيلتكم كل خير، وارجو ان تتذكروني بالكتابة اليّ دائماً، والسلام

أخوك د، عبد العزيز عزت

١٢/٨/١٤٠٨هـ ٣٠/٣/١٩٨٨م

عنوان المنزل ١٥٢ شقة النزهة، مصر الجديدة، القاهرة أمام بنك مصر فرع النزهة تليفون ٢٤٣٣٤٤ - القاهرة

المكتب د، عبد العزيز عزت القاهرة - الأزهر، مكتب الإمام الأكبر شيخ الأزهر
تليفون ٩٠٢٤٥٩

ابن حزم کے بعد اگر امین عزیزی سلمان بشر کو مکہ مکرمہ میں برادرم الحاج مختار احمد اور عزیزی مولوی محمد حفیظ الرحمن ندوی اور دیگر احباب کو لکھا اور ان سب نے مکہ مکرمہ کے مکتبات میں کتاب تلاش کی مگر نہیں مل سکی تھی کہ ریاض میں شائع ظہران تک تلاش ہوئی مگر کچھ پتہ نہ چلا، خدا کرے کہیں سے کوئی نسخہ مل جائے، کتاب مذکور کی طباعت و اشاعت پر چار برس گزر گئے ہیں، مگر اس کی صورت بھی نہ دیکھی،

قاضی اطہر مبارکپوری

١١ محرم ١٤٠٩ھ

اهداء السيد المؤلف على الكتاب

الى السيد الاستاذ عبد العزيز عزت الموقر مع التحية والاحترام
واجزته لترجمة هذا الكتاب، والأخذ والاقتباس منه
والطبع والنشر كلاً وجزءاً على ابقاء اسم المصنف، وله مني
على هذا الجهد العلمي الشكر

اخوكم المخلص القاضي اطهر المباركبوري
بومباي
٩/٣/١٩٦٨م

كتاب الحكومات العربية في الهند، يعتبر من نوعه اول
تصنيف علمي تحقيقي تفصيلي في بابه،

من مقدمة الكتاب لعتيق الرحمن العثماني
(مدير ندوة المصنفين بدهلي)

بسم الله الرحمن الرحيم

تقديم

للدكتور المحقق المؤرخ الاستاذ عبد المنعم النمر، وزير الاوقاف
للجمهورية العربية المتحدة سابقاً.

الفاضل اخونا القاضي اطهر مبارك كبوري عالم من علماء الهند عنو ابتاريخها قبل ان تسمى الهند وباكستان بأي تاريخها القديم في القرون الاسلامية الاولى، وله في ذلك عدة كتب مفيدة لمن اراد الالمام بالتاريخ الاسلامي في هذه المنطقة، وعلاقتها بالعرب والحكم الاسلامي في هذه الفترات،

وكتب التاريخ الاسلامي الحديثة قلّما تعرض على هذه الناحية التي عُني بها المؤرخ الاسلامي القاضي اطهر مبارك كبوري، وبذل الكثير من الوقت في تقصّي ما تناثر من تاريخها في مصادرنا العربية القديمة وذلك لان احداثها كانت على هامش احداث الدول الاسلامية الكبرى في ذلك الوقت، ولانه لم يقم فيها ملك قوي مستقر لفترة كبيرة تلفت انظار الباحثين والمؤرخين، ولذلك يمر عليها المؤرخون المحدثون دون ذكر لها، واذا ذكروها فبكلمة عامة لان تقصي اخبارها بالتفصيل لا يمكن ان يتم في كتاب تاريخي عام يسير مع ركب التاريخ الاسلامي، فلا يتوقف كثيراً عند هذه الفترة، ولا هذه المنطقة واحداثها كما فعلتُ في كتابي "تاريخ الاسلام في الهند"

وقد جاء المؤرخ الهندي القاضي اطهر مبارك كبوري من كبار العلماء والمؤرخين بالهند فعكف على هذا الذي تركه غيره، ووجد فيه صيداً ألقى عليه شباكه

مقدمة المترجم

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله واصحابه، ومن تبعهم باحسان الى يوم الدين،

وبعد فبيني وبين مولانا قاضي اطهر مباركپوري مصنف هذا الكتاب صلة علمية منذ ان قدمت الى الهند في عام ١٩٦١م، ولما عدت الى القاهرة سنة ١٩٦٥ شرعت في ترجمة كتابه "عرب وهند عهد رسالت ميں" "العرب والهند في عهد الرسالة" وانتهيت فيه وقدمته لدار الكتاب العربي بالقاهرة لنشره، ونظرًا لجدة موضوعه وشدة حاجة المكتبة العربية اليه حرصت تلك الدار على طبعه بالرغم من ضغط مطبوعاتها،

ثم التفت الى لون آخر من مؤلفات العلماء الهنود التي تضيف في موضوعها صفحات جديدة في سجل العرب، وصورًا حية من صور امجادهم ومعاصرهم في الحضارة الحديثة وفي النهضة البشرية تضاف الى الصور المتألقة الاخرى، فقمت بترجمة كتاب العلامة المرحوم سيد سليمان الندوي "عربون كى جهاز رانى" "الملاحة العربية والاكتشافات البحرية"، وقد تفضل بتقديمه، وبعرضه على طبعه سعادة سفير الجمهورية العربية المتحدة في الباكستان السيد/ علي ابو الفضل خشبة/،

ثم عاد لي الحنين الى الالتقاء مرة اخرى بالقاضي اطهر في رحاب مجالاته العلمية الواسعة، وتحقيقاته التاريخية الاسلامية، وكان قد صدر الكتاب الثالث "الحكومات العربية في الهند" الذي اهدى الي نسخة منه مخيرًا الي ترجمته او الاخذ او الاقتباس منه كلًا وجزءًا، فلما قرأته احسست بأهميته الكبيرة في ترجمته وتقديمه للمكتبة العربية، فقد بذل المؤلف فيه مجهودًا كبيرًا مضنيًا يستحق الثناء، فقد ابرز فيه

فأخرج لنا مؤلفات تاريخية قيمة تسد فراغًا في تاريخ هذه الفترة لهذه المنطقة، ومن هذه المؤلفات هذا الكتاب "الحكومات العربية في الهند والسند" والذي ترجمه من الاردية وقدم له اخونا العالم الازهري الدكتور عزت عبد الجليل، وقد جمع فيه المؤلف الكثير من اقوال المؤرخين المسلمين القدامى، ووضع امام القارئ مائدة يختار من الوانها ما يشتهي،

وكنت وانا اتصفح هذا الكتاب ولي شيء من المعرفة بتاريخ الهند وباسماء البلاد فيها، كنت اتوجه الى ان تكون معه خريطة او خرائط غير خريطة ابن حوقل يبين عليها اسماء المدن والمواقع وحدود الولايات التي قامت، ويذكر لنا ما يكون قد تغير الآن من الاسماء القديمة، ويحاول قدر امكانه عدم التكرار في ذكر الاحداث، على انني وانا اتابع الحملات الاسلامية على بلاد السند لم ار عناية من المؤرخ بحملة القائد الشاب محمد بن قاسم الثقفي التي تعتبر اولى الحملات القوية التي تركت آثارها الراسخة في بلاد الهند، وعلى اساس حكمها قامت الحكومات الاسلامية،

وهذه كلها مسائل هينة بجانب ما جمعه الكتاب من معلومات قيمة، ولعل المؤلف الفاضل يتداركها، وله منا دائمًا كل التقدير لعلمه ودأبه وعنايته الفريدة بالتاريخ لهذه الفترة التي اهملها المؤرخون

دكتور عبد المنعم النمر

القاهرة ١٨/٨/١٩٨٠م

توفي رحمه الله في اواخر ذي الحجة سنة ١٤١١هـ

صورا تاريخية تتكامل من بداية التاريخ الاسلامي في الهند
كانت ولا تزال منتشرة في الكتب،

وكما كشف عن احوال اهم حكومات عربية في اقليمي الهند والسند، هي حكومة آل ماهان في سندان من سنة ١٩٨ الى ٢٢٧هـ، و حكومة آل هبّار في المنصورة من سنة ٢٢٧ الى سنة ٤١٦هـ، وحكومة آل سامة في الملتان من سنة ٢٨٠ الى سنة ٣٦٠هـ وحكومة آل معدان في مكران من سنة ٣٤٥ الى سنة ٣٧١هـ وحكومة آل المتغلب في طوران في حدود ٣٤٥ الى ٣٧١هـ،

وقد وضح السيد المؤلف العالم المؤرخ الطرق التي قامت بها هذه الحكومات، والاعمال التي انجزتها، والنتائج التي حققتها، ثم بيّن الاسباب التي ادت بها وقضت عليها، ولم يهمل ذكر ارباب العلم والفن في اي منها سواء من المفسرين او المحدثين، او الادباء، او غيرهم، ومدى اتجاهاتهم في نشر الثقافة الاسلامية بين ربوع تلك الديار وغيرها من البلاد،

وقد بذلت قصارى جهدي حرصا على ان تكون الترجمة صورة امينة للكتاب، فلم اترك لفظا ولم اهمل حرفا، ولا يفوتني في هذه المناسبة ان اشكر كل من ساهم في انجاز هذا العمل، والله اسأل أن يجعل هذا العمل خالصا لوجهه وينفع به،

كراتشي، باكستان

عبد العزيز عزت عبد الجليل
٢٦/٤/١٩٧٠م

بسم الله الرحمن الرحيم

مقدمة المؤلف

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على رسوله الكريم سيدنا محمد وآله واصحابه اجمعين،

تعالوا بنا نسير في ارض الهند والسند عبر القرنين الثالث والرابع الهجريين، ونتجول فيه آثارهما واطلالها، لاشك ان هذا الطريق الطويل والسفر الشاق في اعماق التاريخ نحتاج لاجل المضي فيه قدما ان تكون لدينا مشاعل تضئ لنا ونهتدي بها، ان رحلتنا هذه التحقيقية الدينية والثقافية سوف تبدأ من سواحل الهند الغربية حتى تنتهي بنا الى آخر حدود السند وسيحط ركابنا خلال هذه الرحلة في منازل تاريخية، وستكون اهم هذه الوقفات في سندان والملتان، والمنصورة، ومكران، وطوران، تلك الديار التي حطت فيها قوافل الدين والايمان قرونا ثم خفتت تلك الصروح الشامخة، ولقد تطلب منا ذلك مطالعة التاريخ والعودة الف سنة الى الوراء، وقد قيل لنا انه سوف تعترضنا صعوبات، وتقابلنا مشكلات لانه ليس لدينا في تجوالنا هذا من الاسباب والزاد غير اشعة باهتة ومصابيح خافتة مداد الرحالة والمؤرخين، والجغرافيين المسلمين القدامى، و على كلٍّ فان اسفارنا واقامتنا ستكون - ولا شك - رهينة تلك الاضواء الخافتة لناخذ العبرة البالغة من احوال آل ماهان في سندان، وبني منبه في الملتان، وبني هبّار في المنصورة، وبني معدان في مكران وغيرهم،

فقد كان هؤلاء الحكام العرب يملكون التاج والسلطان، لكن المؤرخين المسلمين القدامى لم يفسحوا لذلك في كتبهم بخلوا في

تاليفاتهم، وضيقوا عليه فى مصنفاتهم، فلا يذكرون اعمالهم المجيدة الا ضمناً، ولهذا فان مورخينا الذين سطروا تاريخ البطولات الاسلامية قد تكلموا عن هذه الحكومات، وسجلوا وما سنخطه فى هذا الكتاب، انما هو نتيجة ذلك الاحسان، استخلصناه من بين السطور التى وردت فى كتبهم، وهو مالم المورخون الهند، و انفسهم اذا استثنينا سطرين او اربعة، كما ان التواريخ الفارسية لم تعط صورة صحيحة عن هذه الحكومات،

الحمد لله فهذا هو كتابى الثالث فى سلسلة بداية التاريخ الاسلامى فى الهند، ففى عام ١٣٧٧ هـ نشر كتابى رجال السند والهند الى القرن السابع فى العربية، وقد وصل الى ايدى الباحثين و المحققين فى الهند والبلاد العربية و اوربا وله بينهم منزلة وقدر، واما كتابى الثانى العرب و الهند فى عهد الرسالة فيقوم بترجمته الآن عالم مصرى فاضل، وهذا كتابى الثالث "الحكومات العربية فى الهند" اقدمه هدية للملة الاسلامية

ونحن وان لم يكن قد رأينا هذا العصر الزاهر، ولكن نستطيع صور الخريف ان نتمثل بقول الشاعر العربى

واذكر ايام الحمى ثم انثنى — على كبدى من خشية ان تصدعا

قاضى اطهر مباركپورى، بومباى

ليلة الجمعة ١٣٨٤ هـ
٣ فبرائر ١٩٦٥ م

الحكومات العربية فى الهند السند

(١)

تاليف

القاضى اطهر مبارك پورى

ترجمة

الاستاذ عبد العزيز عزت عبد الجليل

الفصل اولال

فى آخر القرن الثانى الهجرى كان الاسلام قد وصل غربا الى الاندلس وامتد شرقا الى السند و الهند ، و أظل القارات الثلاثة آسيا و افريقيا ، و اوربا[١] واستمر يقيم بها حضارات شملت جميع ميادينها و كلما تقدم المجاهدون تبعهم علماء الكتاب و السنة يفرشون فى تلك الديار أبسطة العلوم الدينية ، وعاش العامة و الخاصة تحت ظلال الاسلام فى أمن و أمان ، وعمت القيم الاسلامية كل طرف ، و انتشرت الثقافة الاسلامية فى المدن والقرى و الكفور .

أما العباد و الزهاد فكانوا مصروفين الى زهدهم و تقواهم ، و كان العلماء و المحدثون مشغولين فى حلقات الدرس ، يؤدون رسالتهم و يحرصون على الأمر بالمعروف و النهى عن المنكر ، و يعملون على ايصال نور رسالة التوحيد الى معاقل الظلم و الكفر و الشرك .

١- يقصد المؤلف من ذلك دخول الاسلام الى الاندلس و جزء كبير من اوربا .

و ما هى الا فترة وجيزة من الزمن ، حتى كانت هناك أمة جديدة تملك من الشرق إلى الغرب عمت أصداؤها الدنيا ، و سارت بأحاديثها الركبان ، و مع انتشار القيم الاسلامية الدينية و العلمية و الفكرية بروح من النشاط و الانشراح كانت هذه الأمة تشكل وحدة من الأندلس فى أقصى المغرب إلى السند و الخطا فى الشرق -

و فى آخر القرن الأول الهجرى كانت قد انضوت تحت راية الاسلام مناطق كثيرة من بلاد الهند والسند[1] و كان العمال و الحكام الأمويون و من بعدهم العباسيون يحكمون السند و يسيطرون عليها حتى اعتبرت تلك المنطقة جزءا من العالم الاسلامى تابعا للخلافة .

و يعتبر القرن الثالث و الرابع الهجرى عهد الشباب للفتوحات الاسلامية و مهد الكثير من رجال الدين و العلوم و الفنون الإسلامية فى مختلف نواحى العالم الاسلامى فقد شقت قوافل المسلمين المتتابعة طريقها فى كافة الميادين برا و بحرا رطبا و يابسا .

و عندما أصاب مركز الخلافة الضعف قامت عدة حكومات مستقلة فى بعض الولايات و لكن عزيمة المسلمين ظلت فتية لم تترك لخلافات الحكام و منازعاتهم أن تؤثر على نفسياتهم و طبيعتهم ، و كانت بعض الحكومات المستقله فى المشرق تدعو للخليفة فى الخطاب و تعمل على إرضائه ، تخضع لطاعته ، و إن كان هذا لم يمنع من وجود اختلاف فى نظام الحكم الداخلى ، و كانت مدينتا الديبل و المنصورة ببلاد السند فى هذا العهد كالكوفه و البصرة فى العراق مركزا للعلوم و الفنون الاسلامية ، و مهدا للحضارة و الفكر الدينى و كان التجار

١- قال الحموى "سند" بلاد بين بلاد الهند و كرمان و سجستان و قالوا كذلك ان السند والهند كانا اخوين من ولد بوقير بن يقطن بن حام بن نوح عليه السلام يقال للواحد من اهلها سندى والجمع سند مثل زنجى و زنج .

يأتون إليها و يذهبون منها إما عن طريق البر من سمرقند و بخارى و خراسان و الصين و إما عن طريق البحر ، عمان و سيراف و بغداد و البصرة و اليمن ، بل إنها كانت تمتد إلى بلاد الشام و حدود اوربا .

و قد انتشر العلماء و المحدثون و العباد و رجال العلم والدين فى أرجاءالدنيا يؤدون واجبهم ، و يقومون بتأدية الأمانة التى أخذوها على عواتقهم ، و نجد فى كتب التاريخ و الرجال ذكرا لعلماء المنصورة والديبل فى هذا الدور كما هو الشأن بالنسبة لمصر و الشام و بخارى و بغداد .

ولقد تناول الجغرافيون و الرحالة فى كتبهم الكلام على سندان و السند ، و الملتان و المنصورة و الديبل و مكران و طوران و غيرها بقدر لابأس به حتى إنهم بينوا المسافات و قدروها بين كل مدينة و أخرى بل بين كل قرية و قرية .

و يقف بنا تاريخ هذا الدور عند بعض الحكومات الاسلامية التى قامت فى بلاد السند و الهند ليكشف لنا كيف كانت بركة الاسلام فى الماضى و أثره ، و ماذا فعل المسلمون هناك و ما هى النتائج التى وصلوا إليها ؟ و الأعمال التاريخية التى قاموا بها -

و ينبغى علينا قبل الحديث عن الحكومات العربية فى الهند أن نلقى ضوءا على حالة العالم الاسلامى فى تلك الفترة فمن المعروف أن الخلافة الاسلامية تعرضت فى وسط القرن الثالث لأنواع شديدة من الخلافات و الانقسامات و الفتن الداخلية .

و قامت ثورات فى عدة جهات للاستيلاء على السلطة بالثورة و البغى ، و كان العلويون من أكبر المحركين لذلك ، فقد ظلوا

يعملون خفية و من وراء ستار أكثر مما كانوا يعملون فى الظاهر[1] على امتداد رقعة العالم الاسلامى من مشرقه إلى مغربه ، فقام أبو عبدالله الشيعى فى شمال إفريقيا يدعو للمهدى ، و نجحت دعوته ، فاستولى العبيديون و الفاطميون على مصر و شمال إفريقيا ، و بذلك خرجت مصر وبلاد الشام و المغرب الأقصى و كل دول هذه المنطقة من يد الخلافة العباسية ، و فى عام سنة ٢٥٠ه قامت فى كل من مصر و الشام حكومة مستقلة لبنى أغلب (القيروان) ، كما قامت من بعدهم سلطنة أخرى لموالى بنى طغج استمرت حتى سنة ٣٦٠ه و وقعت الأندلس فى قبضة بنى أمية .

كما قام بالدعوة العامة فى طبرستان الداعى العلوى حسن بن زيد بن محمد واستولى عليها و على أطرافها و فى عام سنة ٣٠١ه دخلت تحت حكومة أخيه أطروش و بعد ذلك قامت دولة الديالميين فى نواحى طبرستان .

و فى سنة ٢٩٠ه ابتدأ الرئيس ابن ابراهيم طباطبا العلوى الزيدى فى دعوته باليمن وكان من نتيجة ذلك قيام حكومة زيدية هناك لم تبلغ نهايتها إلا منذ ثلاث سنوات فقط[2] .

و فى عام سنة ٢٥٥ه خرج شخص يدعى على بن محمد بن عبدالرحيم و يلقب بصاحب الزنج و أشاع ثورة كبيرة و كان ينسب إلى قبيلة عبد القيس وادعى أنه على بن محمد بن أحمد بن عيسى بن يزيد الشهيد و أنه نصير الزنج بالبصرة و استطاع أن يستولى على البصرة و الأبلة و عبادان و غيرها وقتل فى زمن المعتمد سنة ٢٧٠ه و ظل أولاده

١- على اعتبار أن الشيعة يرون أن نجاح كل أمر يتوقف على سريته أولا و ذلك من اعتقاداتهم .

٢- من وقت تأليف هذا الكتاب وهو يعنى بذلك سقوط حكم أسرة آل حميد الدين بالثورة اليمنية سنة ١٩٦٢م .

يشيعون الثورة فى نواحى البصرة إلى وقت طويل .

و فى عام سنة ٢٧٩ه ظهر فى عمان والبحرين شخص يدعى "قزط" و كان يزعم أنه من أولاد اسماعيل بن الامام جعفر الصادق و كان معه زميلان أحدهما حسن الجنالى و الآخر "زكروتة الكاشانى" فاستوليا على البحرين و عمان ، و فى آخر القرن الرابع زالت سلطتهما .

و فى سنة ٢٥٣ه أقام يعقوب بن الليث الصفار حكومة مستقلة فى خراسان و ظل آل الصفار يحكمون إلى فترة من الزمن .

و فى عام سنة ٢٦٠ه أقام بنو سامان حكومة فى المنطقة التى تقع فوق خراسان مابين النهرين و استمرت حتى آخر القرن الرابع الهجرى ، و بعد انتهاء حكومة السامانيين انتقلت الحكومة إلى يد "آل سبكتكين" من مواليهم و امتدت إلى "غزنة" التى ينسب إليها السلطان الفاتح العظيم محمود الغزنوى "و استمر قيام الدولة الغزنوية إلى القرن السادس الهجرى و كان زوالها على يد حكام الدولة الغورية الذين منهم غياث الدين الغورى و شهاب الدين الغورى .

و فى عام سنة ٣٣٠ه قامت حكومة أخرى فى الديلم فبعد أن تم إستيلاء "بنى بويه" على خراسان زحفوا على بغداد و قبضوا على السلطة و نادوا بأمير المؤمنين و كانت حكومة آل بويه فى هذا العصر من أقوى الحكومات الاسلامية و من حكامها عضد الدولة و كانت حكومة شيعية .[1]

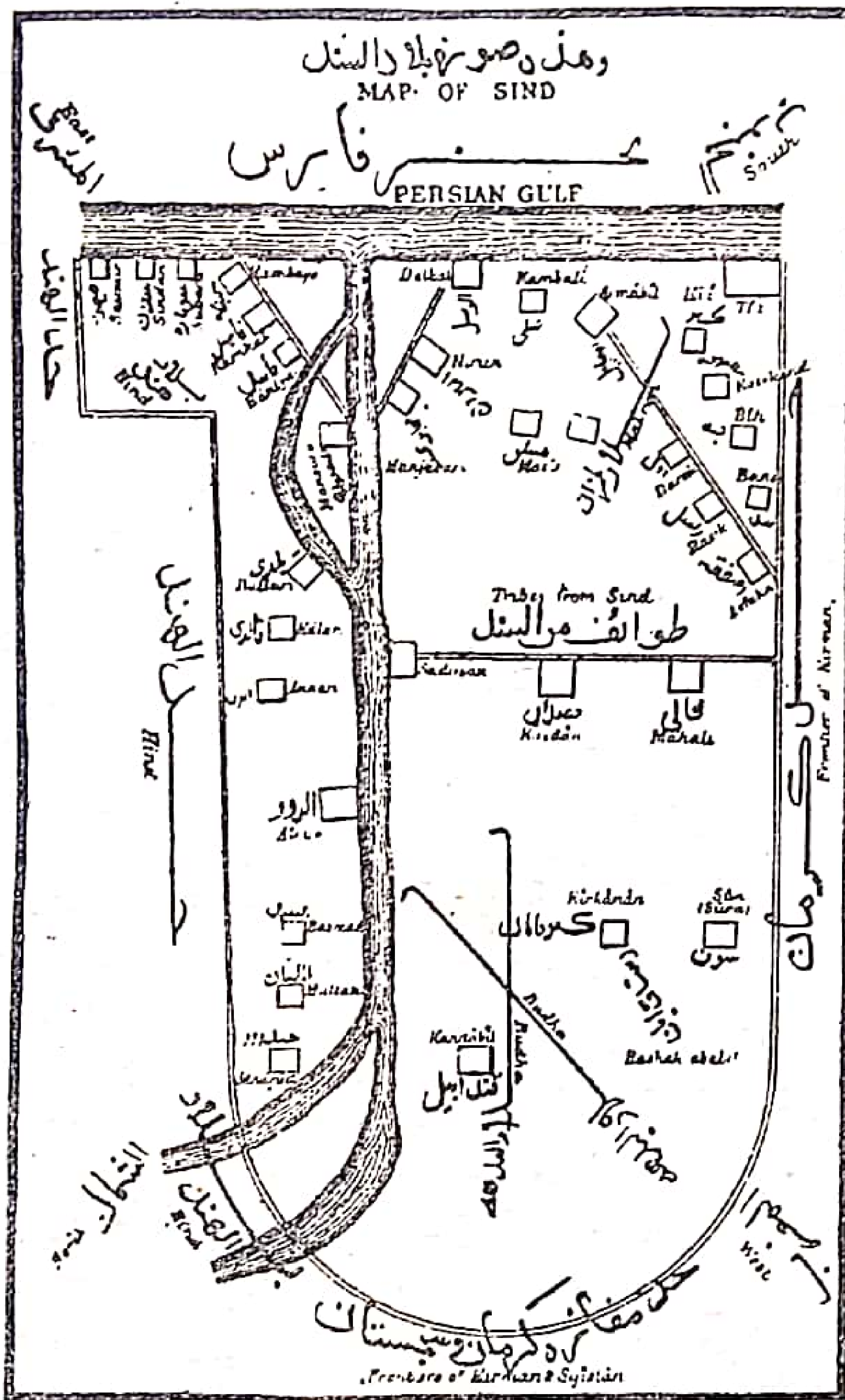
و نخلص من كل هذا إلى القول بأنه كانت هناك حكومات مستقلة فى العالم الاسلامى امتدت من مشرقه إلى مغربه و ان الخلفاء العباسيين فى بغداد قد تقلص نفوذهم فكانوا يحكمون منطقة السواد فيما بين دجلة و الفرات و أثناء الفتن القلقة التى شاعت فى هذا الدور

١- يحرص المؤلف دائما على النص باهل السنة و الجماعة أو الشيعة نظرا لما يربطه به مجتمعه سواء فى الهند أو باكستان .

قامت تلك الحكومات المستقلة التى من بينها حكومات الهند والسند ، و كان أكثر هذه الحكومات تدعو للخليفة العباسى فى الخطب ، كما أنها احتفظت بالولاء والطاعة له ، و مما يسترعى الانتباه و يجب الالتفات إليه أن كلتا الحكومتين اللتين قامتا فى السند و الهند لم تعتمد على أهل هذه البلاد ، ولم تقم بهم ، و إنما أقامها العرب أنفسهم على عكس ماكان فى خراسان و ايران ، فقد كان الحكام هناك من آل صفار والديالمة و الغزنويين و الغوريين و كلهم من العجم .

و من أهم الحكومات الحرة المستقلة التى قامت فى بلاد السند و الهند هذه الحكومات الخمسة الآتية :

اسم الدولة	العاصمة	مدة الحكم
١- الدولة الإهانية	سنجان (الهند)	فى حدود سنة ١٩٨ إلى سنة ٢٢٧هـ و مدة حكمها ٣٠ سنة تقريبا
٢- "الهبارية	المنصورة (السند)	فى حدود سنة ٢٤٧ الى ٤١٦هـ و مدة حكمها ١٧٠ سنة تقريبا
٣- "السامية	الملتان (البنجاب)	فى حدود سنة ٢٨٠هـ الى ٣٦٠هـ و مدة حكمها ٨٥ سنه تقريبا
٤- "المعدانية	تيز (مكران)	فى حدود سنة ٣٤٠هـ الى ٤٧١هـ و مدة حكمها ١٣٠هـ سنة تقريبا
٥- "المتغلبة	قصدار (طوران)	فى حدود سنة ٣٤٠ الى ٤٧١هـ و مدة حكمها ١٣٠ سنة تقريبا



هذه اول خريطة لموقع السند فى شبه القارة الهندية ، رسمها ابن حوقل البغدادى سنة ٣٤٣هـ-٩٤٣م "من مجلة ثقافة الهند-يونيو ١٩٥٠."

و علاوة على هذه الحكومات الخمسة المستقلة فقد كان هناك فى الداخل بعض الحكام الذين جعلوا اتصالهم رأسا بالخليفة فى بغداد و لكن هؤلاء لم يعدوا كونهم من كبار الاقطاعيين والمتمولين مثل مطهر بن رجاء صاحب منطقة مشكى فى مكران سنة ٣٠٤هـ وايل حاكم منطقة طوران .

و الغرض أن فترة الحكام العرب فى الهند والسند تبدأ من أول قيام الدولة الماهانية فى سنجان[1] سنة ١٩٨هـ إلى الدولة المعدانية فى مكران و حتى نهاية الدولة المتغلبة فى طوران سنة ٤٧١هـ و هى فترة تبلغ فى حساب الزمن و قياس الأعوام ٢٧٥ سنة و كانت تلك الحكومات تحت الخلافة العباسية واستمدت منها قيامها و ثباتها .

و قد مهدت هذه الحكومات للثقافة الاسلامية أرضا جديدة و أقامت بستانا أزهر غرسه و أثمرت أشجاره فأسهمت الهند بنصيب كبير فى حضارة العالم الاسلامى .

و عندما قامت الدولة الغزنوية من سنة ٣٦٦هـ إلى سنة ٥٧٨ فقد أكدت بأفعالها العظيمة دور الهند وأهميته فى مجال العالم الاسلامى .

و بظهور الدولة الغورية على اثر نهاية الدولة الغزنوية ظل العمل على نهجهم و أسلوبهم من مراعاة للتقاليد الاسلامية حتى سنة ٦٠٤هـ وتبعا لذلك فقد ارتقت العلوم و تقدمت الحضارة الاسلامية . و اذا كان الأعاجم فى كلتا الدولتين الغزنوية و الغورية هم الذين خلفوا العرب فى الحكم و ورثوا عنهم السلطة و ساروا فى المشاريع العربية التى لم تكن قد اكتملت فنهضوا بها و ظهروافاننا نذكر بالمثل العربى :

١- سنجان هى بنفسها سندان و قد وردت فى كتب التاريخ تارة هكذا و تارة هكذا .

"و الفضل للمتقدم[1]."

الدولة الماهانية فى سنجان[2] :

تدل روايات الجغرافيين والسياح والرحالة القدامى على أنهم كانوا يرون أن الهند والسند بلدان مختلفان و ملكان متباينان وأنه قامت فيهما حكومات متعددة مابين صغيرة و كبيرة و حكامها مابين راجا و مهراجا .

وقد ذكر ابن خرداذبه بعد بلاد السند "آوتكين" على أنها أول بلاد الهند فقد كتب (ومن مهران أى نهر السند حيث تكون آوتكين تبدأ أول بلاد الهند و هى على مسافة أربعة أيام) .

أما ياقوت الحموى فقد اعتبر أن مدينة قامهل "هى أول بلاد الهند كما كتب مثل ذلك الاصطخرى فهو يعد قامهل أول مدن الهند و يذكر بعدها كهمبايت وسوبارة و سندان و جيمور والملتان و جنداور و بسمد و سندان هى بعينها "سنجان" التى كانت عاصمة الدولة الماهانية و كانت حكومة مهاراجا كان "ولبهى راى فى المنطقة الساحلية فى الجنوب الغربى و كانت تمتد من قامهل إلى بلاد الكوكن و تضم المدن المركزية الكبيرة المذكورة آنفا و جعلت عاصمتها "مانكير" وقد ذكر أبو الفضل فى "آئين أكبرى" سومنات و منكلور على أنها

١- نلحظ من هذا أيضا مدى تعلق المؤلف بالعرب و اعتزازه بهم خاصة و أنه يكتب بصفته هنديا للهنود بلغتهم .

٢- سنجان أو "سندان" : قال أبوالفدا فى "تقويم البلدان" سندان من سواحل الهند و قال العزيزى و مدينة سندان بينها و بين المنصورة خمسة عشر فرسخا و هى مجمع الطرق . قال و سندان بلاد القسط والقنا والخيزران و هى من أجمل فرضة على البحر وقد قال البحترى :

و لقد ركبت البحر فى أمواجه و ركبت هول الليل فى بياس
و قطعت أطوال البلاد وعرضها ما بين سندان و سجاس

وسيأتى الكلام على ذلك مفصلا فى موضعه .

من بين ما تشملها هذه الحكومة و ''منكلور'' هى التى يطلق عليها اليوم ''مانكرور'' أو مانكرول و كان الحكام هناك يلقبون بلقب ''بلهرا'' و كانت اكثر المناطق الساحلية الموجودة الآن فى ولايتى مهارشترا و كجرات الحاليتين داخلة فيها والتى تشمل بلاد الكوكن التى عرفت باسم بلاد ''كم كم'' وبلاد الأزر و بلاد الساج .

و يذهب البيرونى إلى أن مدينة ''تهانة[1]'' كانت هى المركز الأصلى للكوكن و فيها حكومة ''كاشتى'' التى تحكم باسم ''راجا بلهرا'' (و لبهى راى).

و كذلك نائبه على صيمور (بومباى العظمى) و كان لفظ (صيمور) وقتها يعنى كل المنطقة التى تشمل صيمور[2] و سوباره[3] و سندان وغيرها . و تعتبر صيمور من أول المناطق التى نزل فيها المسلمون

١- واسمها القديم ''تانه'' وهى الآن احدى عواصم مديريات ولاية مهارشترا و تقع على مسافة ٣٢ ميلا منها و بها معبد كبير قديم للجينيين ، وقد شاهدته بنفسى وقال أبو الفدا فى ''تقويم البلدان'' : قال بعض المسافرين و تانة من الجزرات فى الجهة الشرقية منها غربى المينار . قال ابن سعيد هى آخر مدن اللار مشهورة على ألسنة التجار و أهل هذا الساحل الهندى جميعهم يعبدون الأنداد و يسكنون معهم المسلمين . قال البيرونى هى على الساحل وينسب الى تانه تانشى و منه التانشيه . قال الادريسى وأرضها وجبالها تنبت القنا و الطباشير يتخذ فيها من أصول القنا و يحمل الى الآفاق . وعن بعض المسافرين أن الماء محيط بها و بقراها فهى جزيرة فى البحر .

٢- قال الحموى و ربما قيل صيجون بالنون فى اخره بلد من بلاد الهند الملاصقة للسند قرب الديبل و هو من عمل ملك من ملوكهم يقال له ''بلهرا'' ''و لبهى راى'' الا ان صيجور وكتامة من بلاد فيها مسلمون ولا يلى عليهم من قبل بلهرا الا مسلم و بها مسجد جامع . وقال المسعودى فى ذكر صيجور ان بها من المسلمين نحو عشرة آلاف قاطنين بياسره . ثم قال و معنى
(أنظرا الصفحة التالية)

فى الهند . ففى سنة ١٥ ه فى عهد عمر الفاروق رض وضعت أولى طلائع المجاهدين الاسلاميين أقدامها فى ''تهانة'' و فى المدة مابين سنة ١٩٨ ه إلى سنة ٢٢٧ ه قامت فى هذه المنطقة حكومة اسلامية مستقلة فى سندان هى الدولة الماهانية .

علاقات المسلمين بجنوب الهند قبل السند :

يرجع تاريخ الإسلام والمسلمين فى الهند إلى عهد فاتح الهند والسند العظيم القائد محمد بن القاسم الثقفى ولكن هذا لايمنع من وجود علاقات بين المسلمين و جنوبى الهند قبل ذلك بكثير و قد كتب بزرج بن شهريار الرامهرمزى بأن وفدا من سرنديب قد سافر إلى المدينة المنورة فى عهد الرسالة لمقابلة الرسول صلى الله عليه وسلم و نظر البعض الصعوبات و العقبات التى اعترضت طريقه فإنه وصل متأخرا أثناء خلافة عمر بن الخطاب رض و هناك اتصل بالمسلمين اتصالا مباشرا و سمع منهم و عرف من تواضعهم و اخلاقهم مما كان له أكبر الأثر فى حياتهم كما كانت هناك علاقات تجارية بين العرب و جنوب الهند قبل الاسلام[1] و كان للتجار العرب ولع كبير بالتجارة فى الهند لما كانت تحويه من مختلف السلع و أنواع التجارات الأخرى ، و كانت البضائع و السلع الصينية و السرنديبية التى تصدر من الصين او سرنديب أو تستورد منها

(بقية الصفحة السابقة)
قولنا بياسرة يراد من ولدوا من المسلمين بارض الهند يدعون هذا اللقب و احدهم بيسر وجمعهم بياسر .

٣- قال ابو الفدا سفالة الهند . قال البيرونى و اسمها ''سوباره'' وللهند هذه السفاره كما للزنج . قال الادريسى سوفارة مدينة عامرة كثيرة الساكن و لها تجارات ومرافق وهى فرضة من فرض البحر الهندى و بها مصايد ومغاص اللؤلوء و بينها و بين مدينة سندان خمس مراحل . (انتهت حاشية الصفحة السابقة)

١- لمزيد من التفصيل يمكن الرجوع الى ''العرب والهند فى عهد الرسالة'' للمولف و علاقات العرب بالهند للمرحوم سيد سليمان الندوى .

ثمر بمنطقة حكومة ''راجا ولبهى'' و بذلك توطدت العلاقات بين سرنديب و صيمور و سوبارة و سندان و تهانة و بهروج و كهبايت وغيرها و عند ما جاء الاسلام فانه قد دفع بتلك العلاقات قدما إلى الأمام و وسع دائرتها و وثق روابطها .

روايات ثلاثة عن ثلاث حملات على بعض مناطق بالهند فى عهد عمر الفاروق رض

فى أثناء خلافة عمر بن الخطاب رضى الله عنه تولى عمرو بن أبى العاص الثقفى أمر البحرين سنة ١٥ھ و قد وجه أخاه الحكم بن أبى العاص إلى بهروج و تهانه كما أرسل أخاه الثانى المغيرة بن أبى العاص إلى ''الديبل[1]'' وقد صرح بذلك الامام البلاذرى فى كتابه ''فتوح البلدان'' كما كتب ياقوت الحموى فى ''معجم البلدان'' نبذا مهمة عن الديبل و لكنه أخذ فيها اسم الحكم بدلا من أخيه المغيرة[2] .

١- والديبل على شط ماء السند و هى على ساحل البحر و هى بلد صغير شديد الحر و بها سمسم كثير و يجلب اليها التمر من البصرة . قال ابن حوقل والديبل على البحر و هى فرضة تلك البلاد و هى شرقى مهران وكذلك قال فى اللباب انها على البحر الهندى قريبة من السند قال ابن سعيد فى دخلة من البرالخليج السند و يجلب منها المتاع الديبلى و هى أكبر فرصه السند و اشهرها .

٢- ورد فى كتاب ''جمهرة انساب العرب'' لابى محمد على بن احمد بن سعيد بن حزم الاندلسى طبعة دارالمعارف بمصر سنة ١٣٨٢ھ ـ سنة ١٩٦٢م تحقيق عبدالسلام محمد هارون ص ٢٦٦ ماياتى : و هؤلاء بنو منبه بن بكر بن هوازن بن منصور بن عكرمه بن خصفه بن قيس عيلان و هم ثقيف و عثمان منهم خيار الصحابة ولاه رسول الله صلى الله عليلا وسلم الطائف و غزا فارس وثلاثة من بلاد الهند وله فتوح واليه ينسب شط عثمان بالبصرة و كانت امه صفية بنت امية بن عبد شمس'' .

و مهما يكن من أمر فان كلا أخوى عثمان بن أبى العاص قد حملا على الهند من ثلاث جهات و فى ذلك تصريحان و قولان مذكوران فى كتب التاريخ ، لانجد داعيا لذكرها .

أما القول الثالث و هو الأهم والمعتبر فهو من كلام الامام ابن حزم الأندلسى المتوفى سنة ٤٥٦ھ و هو مدرج فى ''جمهرة أنساب العرب'' بالنص الآتى : ''وعثمان منهم من خيار الصحابة ولاه رسول الله صلى الله عليه وسلم الطائف و غزا فارس و ثلاثة من بلاد الهند وله فتوح .

و هذا يدل على حدوث حملات على الهند من قبل عثمان بن أبى العاص الثقفى . والظاهر أنه أثناء توليه حكم البحرين قد أرسل اسطولا حربيا من هناك لعله كان على رأسه كما يرى ذلك ابن حزم و أن الأخوة الثلاثة هجموا على ثلاث جهات من الهند[1] .

طلائع المجاهدين الاسلاميين فى سنة ١٥ على بهروج و تهانه و نواحى سندان

كانت أول منطقه هندية لها شرف فى تاريخ الاسلام بالهند مملكة ''ولبهى راى'' ففى بداية عهد عمر بن الخطاب سنة ١٥ھ بدأت حملات المجاهدين الاسلاميين من المتطوعين على تهانة و بهروج . وقد ذكر العلامة البلاذرى فى كتابه ''فتوح البلدان'' فى باب فتوح السند أن عمر رضى الله عنه ولى عثمان بن أبى العاص الثقفى فى عام سنة ١٥ البحرين و عمان و أن عثمان أرسل أخاه الحكم إلى البحرين و توجه هو إلى عمان و من هناك وجه جيشا إلى تهانة ، و لما عاد أخبر عمر بما فعل فكتب إليه عمر :

١- هى تهانه و بهروج والديبل .

،،ياثقفى حملت دودا على عود واقسم با الله
أن لوأصيبوا لآخذن من قومك بدلا منهم،،

و كان عثمان قد وجه أخاه الحكم إلى بهروج و أخاه المغيرة إلى الديبل[1] قريبا من كراتشى الحالية وهناك انتصر على أعدائه .

فتح مكران سنة ٢٣ فى عهد عمر :

فى خلافة أبوبكر رضى الله عنه بدأ احتكاك الايرانيين بالمسلمين و مناوشتهم ، و فى عهد عمر رض غزت الجيوش الاسلامية بعض مناطق من ايران و فتحتها و فى سنة ١٧ هـ طلب المسلمون من عمر الترخيص لهم بالزحف على بلاد فارس لمقابلة الجيش الفارسى والالتحام معه فى قتال أصبح ضروريا لازما فأمر عمر أبا موسى الأشعرى حاكم البصرة آنذاك بالهجوم على بلاد فارس فجهز أبو موسى سبعة ألوية تحت قيادة سبعة أمراء و جعل سهيل بن عدى على رأس الجيش العام و على لواء اصطخر عثمان بن أبى العاص ، و على لواء كرمان سهيل بن عدى ، و على لواء مكران الحكم بن عمر والثعلبى ولكن الحملة على فارس وقعت فيما بين سنة ٢١—٢٣هـ فحمل كل أمير من أولئك على المنطقة المعينة له فتوجه الحكم بن عمر والثعلبى[2] إلى مكران و لحق به مدد على رأسه شهاب بن مخارق و عبدالله بن عبدالله بن عتبان و سار به إلى مكران و عندئذ عاون أهل السند المكرانيين بارسال جيش كبير

١- يرى بعض العلماء ان مكان الديبل حاليا مدينة تهتها التى بها محطة المياه التى تغذى مدينة كراتشى وتبعد عنها بحوالى ستين ميلا بينما يرى بعض المحققين خلاف ذلك .

٢- قال القاضى فى جميع المواضع فى هذه العبارة كان ،،الحكم بن عمرو التغلبى بالتاء المثناة فكتبناه الحكم بن عمرو الثعلبى بالثاء المثلثة لانه هو الصحيح،، ـ العقد الثمين فى فتوح الهند و من ورد فيها من الصحابة والتابعين ،،. ١٢٨٨هـ—١٩١٨م المطبعة الحميديه اعظم جر .

ولكن جيوش المسلمين لم تدع لهم فرصة و خاضت غمار الحرب معهم فقتلت منهم الكثير فولوا هاربين وتعقبتهم الجيوش الاسلامية فعبروا الأنهار فارين و عاد المسلمون فاستولوا على مكران و سافر صحار العبدى يحمل معه إلى أمير المؤمنين عمر بن الخطاب بشرى الفتح وخمس الغنائم فاستفهم منه عمر عن الهند وأحوالها فأوضح أمامه المشكلات والصعوبات التى صادفتهم هناك فكتب إلى كل من سهل بن عدى والحكم بن عمر و بألا يتقدم الجيش بعد ذلك أو أن يتجاوز جندى واحد مكران[1] .

وكما عرفنا سابقا أن المناوشات الأولى للمسلمين بأرض الهند كانت فى منطقة سندان و أن المسلمين قد وضعوا أقدامهم فى اهم مركزين أحدهما ،،تهانه،، مركز الكوكن وثانيها ،،بهروج،، فى كجرات ، على حين أن عثمان بن أبى العاص كان قد وجه المغيرة فى هذه الأثناء للحملة على الديبل فلقى هناك نجاحا وعاد ظافرا فقد ظل النصر حليف المجاهدين الاسلاميين فى كل من السند والهند ولكن هذه الحملات والمناوشات لم تنه الأمر فاستمرت هناك مناوشات و سلسلة من الاحتكاكات حتى كان عهد عثمان وعلى رضى الله عنهما فأخذت لونا آخر وإن كان لايظهر لنا أى عمل آخر فى عهد الخلفاء الراشدين فى بلاد الهند والسند من هذا القبيل .

١- تاريخ ابن خلدون ج ٢ ص ١٢٣ . [ولما قدم صحار على عمر بالخبر والمغانم سأله عمر عن مكران فقال : ياأمير المؤمنين أرض سهلها جبل ، و ماؤها وشل ، وثمرها دقل ، و عدوها بطل ، و خيرها قليل ، و شرها طويل ، و الكثير بها قليل ، والقليل بها ضائع ، وما وراءها شرمنها . فقال عمر : أسجاع انت ام مخبر ؟ قال لا بل مخبر . قال لا والله لايغزوها جيش لى ماأطعت وكتب الى الحكم بن عمرو و ابى سهيل الا يجوزن مكران احد من جنودكما واقتصرا على مادون النهر] العقد الثمين فيمن ورد الى الهند مع الصحابة و التابعين،، .

الحملة الأخرى فى عهد الخلافة الأموية

من سنة ١٠٥ الى سنة ١٢٥

بعد الحوادث التى ذكرناها بعدة أعوام ابتدأ المسلمون ينشطون فى منطقة كجرات بمملكة بلهرا بعد أن كانوا قد سيطروا فى وسط تلك الفترة على كل السند و وافد عمال و حكام الخليفة الأموى على تلك البلاد يحكمونها و من سنة ١٠٥ إلى ١٢٥ إثناء عهد هشام بن عبد الملك عين الجنيد بن عبد الرحمن المرى حاكما على السند فقام بعدة اصلاحات قوم بعض الحالات ثم جهز جيشا انتحاريا فتح به مدنا كثيرة فى كجرات و مرمد و مندل[1] و دهنج و بهروج و بهليهان .

و قد كتب البلاذرى أن الجنيد وأتباعه قد توجهوا إلى بهروج و دهنج و مندل و مرمد و أن الجنيد قد أرسل حبيب بن مرة ناحية مالوه و أجين ففتح البهليهان و كجرات و أن ذلك كان فى سنة ١٠٧ ه .

و قد نجح الجنيد بن عبدالرحمن المرى فى حملاته تلك التى قام بها مع الفدائيين و المتطوعين على نواحى سندان ولا نلمع بعد ذلك أية حروب أو حملات على الهند فى عهد الأمويين ، و الظاهر أنه لم تحدث مشاغبات أو اشتباكات أيام انضواء السند تحت الخلافة الأموية على أن ذلك لم يمنع من وجود نوع من عدم الربط والضبط فى نواحى سندان إلى أن كان عام ١٣٢ ، فانتقلت الخلافة من الأمويين إلى العباسيين و صارت بغداد عاصمة لهم بدلا من دمشق فعند ذلك اتخذت الأمور شكلا آخر و دخلت البلاد الإسلامية فى عهد جديد .

١- فتوح البلدان ، ص ١٢٩ ، ١٣٠ -

الحملة الثالثة فى عهد العباسيين :

فيما بين سنة ١٣٢—١٥٨ه

و عندما قامت الدولة العباسية أتجه الخلفاء العباسيون إلى الهند وقد عين أبو جعفر المنصور سنة ١٣٢ ه—١٥٨ ه هشام بن عمرو الثعلبى حاكما على بلاد السند ، فلما وصل هناك أصلح من شئونها و قوم أحوالها و أزال اضطرابها وقضى على الثورات الداخلية فيها ووطد الأمر لبنى العباس و قام بارسال حملة بحرية إلى ''بهار بهوت'' من أعمال بهروج التى هى من أهم المزاكر فى كجرات آنذاك فاستولت على ميناء ''قندهار'' القديم المشهور .

و يؤخذ من كلام البلاذرى أن هشام بن عمرو الثعلبى قد وجه عمرو بن جمل على رأس اسطول إلى ''باربد'' فوصل عمرو بأسطوله هذا إلى ''قندهار'' وحارب و انتصر ثم هدم بيت الأصنام هناك و أقام مكانه مسجدا[1] .

و قد نجحت حملة هشام بن عمرو بالنسبة للحملة التى قام بها الجنيد بن عبد الرحمن المرى قبل ذلك بخمسة و عشرين سنة فضلا على أنه قد فتح بعض المناطق فى الهند بعد أن استقر قليلا فى السند يصلح من أحوالها .

و مما هو جدير بالذكر هنا أن أهل الهند استبشروا بالعرب فتبدلت نظرتهم إليهم و حلت محبتهم فى قلوبهم و كان ذلك بمثابة تأييد الهى غيبى للمسلمين و فى ذلك كتب البلاذرى :

فأخصبت البلاد فى ولايته[2]
فتبركوا به

١- فتوح البلدان ، ص ١٣١ .

٢- فتوح البلدان ، ص ١٣١ .

و لم تكن الفتوحات فى ذلك الحين قد تمت فى كجرات و أنحائها ولهذا فقد استمرت المناوشات جارية فى تلك المنطقة بين المسلمين وأهل البلاد .

الحملة الرابعة فى سنة ١٦٠هـ وفتح بهاربهوت :

و عندما تبوأ المهدى الخلافة بعد والده المنصور العباسى سنة ١٥٨—١٦٩هـ شاقه أمر كجرات و رأى أن يقوم الخليفة العباسى بنفسه بتجهيز جيش بدلا من الاعتماد على الحكام و العمال هناك فقام فى السنة الثانية من حكمه سنة ١٥٩هـ بتهيئة جيش كبير على المستوى الحكومى والشعبى و أرسله تحت قيادة عبد الملك بن شهاب المسمعى إلى ''باربد'' و كان هذا الجيش يضم ألفى مقاتل من جيش البصرة و ألفين و خمسمائة من المتطوعين منها و من غيرها على نفقتهم الخاصة وانضم إلى هذا الجيش سبعمائة شامى تحت قيادة يزيد بن حباب المزحجى علاوة على أربعة آلاف من الأساورة[1] والسيابجة[2] القاطنين فى أنحاء البلاد العربية و بالجملة فقد بلغ عدد الجيش الذى حمل على باربد حوالى عشرة آلاف مقاتل على الأقل و فى سنة ١٦٠هـ تم فتحها وكان المسلمون قد أنذروا

١- الأساورة : جاء فى لسان العرب ما يأتى : الاسوار و الاسوار قائد الفرس و قيل هو الجيد الثبات على ظهر الفرس والجمع اساورة .

و كانوا من أكثر الجاليات فى البلاد العربية التى لها قوة و شوكة و امور الحكم و السياسية و السلطان على كل السواحل العربية من العراق الى اليمن . و من يريد التفصيل فعليه بمطالعة ''العرب و الهند فى عهد الرسالة .''

٢- السيابجه : كتب الجوهرى إن السيابجة قوم من السند كانوا بالبصرة جلادى و حراس السجن كما كتب ابن دريد فى ''الجمهرة'' السيابجة قوم من الهند يستاجرون للقتال فى السفن . وقد اخطأ صاحب المنجد القول عندما ذكر انهم كانوا يسكنون اندونيسيا و انهم اسلموا سنة ٦٣٨ . و من يريد الاستزادة من ذلك فليقرأ ما كتب عنهم فى كتاب ''العرب و الهند فى عهد الرسالة .''

أهلها فعرضوا عليهم الاسلام و أعطوهم مهلة يومين عليهم بعدها إما أن يعلنوا قبولهم للاسلام أو استعدادهم لدفع الجزية منعا للحرب و لكن الموعد المضروب انقضى دون رد ، فحملوا عليهم بالمنجنيق و آلات الحرب الأخرى و زمجرت الجيوش الاسلامية بالتكبير و تلاوة آيات من القرآن الكريم و بهذه الروح و هذا الايمان القوى فتح الله عليهم فانتشر الفرسان فى كل الأطراف و اقتحموا عليهم كل الجهات حتى اضطر السكان إلى اللجوء إلى المعابد و الهياكل و ظلوا يدافعون و يقاومون ~~و استخدموا جذوع شجر التارى حتى حرقوا منه الكثير~~ و كانت العاقبة للمسلمين و كان لهم الفتح المبين و قد استشهد فى هذه المعركة أكثر من عشرين مجاهدا و عاد الجيش الاسلامى ظافرا منتصرا و فى أثناء عودته كان البحر هائجا مما اضطره إلى الانتظار لعدة أيام .

و فى خلال تلك المدة انتشر فى الجيش وباء يعرف ''بحمامة الغز'' فهلك بسببه آلاف مؤلفة ، و كان هذا المرض يتمثل فى ظهور بثور و حبوب مسممة على الوجه و الفم . و كان من بين الهالكين ربيع بن صبيح البصرى الذى كان يعتبر من كبار المصنفين و الفقهاء و المحدثين المرابطين فى عبادان و خرج للجهاد فى سبيل الله حسبة .

أما باقى الجيش فقد توجه بعد ذلك إلى العراق ، و ما أن وصل قريبا من ساحل فارس حتى هب طوفان عات أغرق أكثر السفن بمن عليها من المجاهدين و استطاع عبد االملك بن شهاب المسمعى الوصول إلى دار الخلافة و معه جماعة من أهل باربد مقبوضا عليهم ، من بينهم ابن راجا باربد[1] ، فقرره الخليفة المهدى حاكما على بلاد السند بعد هذه الواقعة .

١- تاريخ الطبرى ، جلد ٩ ، ص ٣٣٤ .

وما من شك فى أن هذه الحملة وهى الرابعة على نواحى سندان كانت قوية و منظمة لأنها كانت تحت رعاية الخليفة المهدى مباشرة و لذلك فقد حققت نجاحا كبيرا بالنسبة لكل ما سبقها من معارك فقد أبلى فيها المتطوعون والمرابطون بلاء حسنا و أسهموا بنصيب كبير و بخاصة الأساورة و السيابجة الذين واتتهم الفرصة للرجوع الى بلاد آبائهم و أجدادهم محاربين .

و لقد عاد الجيش منتصرا لولا ذلك الوباء الذى فتك بكثير و كان سببا فى القضاء على فكرة ارسال جيش انتحارى آخر إلى الهند فى المستقبل و من جهة أخرى فان الفتن الداخلية فى السند لم تعط فرصة لذلك .

الفتن الداخلية فى السند
صرفت النظر عن بلاد الهند

للأسباب التى ذكرناها آنفا لم نقف على أى نشاط للمسلمين فى كجرات و مملكة بلهرا بعد معارك سنة ١٦٠هـ، فقد أدت الحالات غير الطبيعية و غير المستقرة فى السند إلى صرف الخلفاء العباسيين عن التقدم بعد ذلك فى بلاد الهند على خلاف ما كان يبدو أولا وكانت الفتن الداخلية فى بلاد السند قد اشتدت نظرا لبعدها عن مركز الخلافة فى بغداد مما هيأ للمخالفين للعباسيين من الخوارج و الروافض و الاسماعيلية والملاحدة جوا خصبا فاتخذوا من تلك الديار مراكز لحركاتهم و نشاطهم امتدت من البحرين إلى سواحل الهند و داخلها، و كانت كلها تتسم بالصبغة الدينية و كانت هناك فى كل مكان ثورات وضعت بذورها فى عهد الأمويين .

لذلك خرج كل من معاوية بن الحارث العلافى و أخيه[1] محمد بن

١- سيأتى الكلام على ذلك مفصلا فى الدولة الهبارية .

الحارث على سعيد بن أسلم بن زرعة الكلابى مندوب الحجاج على السند و كان من نتيجة ذلك قتل سعيد بن أسلم و استيلاء معاوية وأخيه على السند و تبع ذلك ثورات عديدة شملت كل اقليم السند و كل من واتته الفرصة للاستقلال بالحكم عن الخلافة فعل واستقل، ولما كان عهد الخليفة أبى جعفر المنصور وفد عنده داؤد بن يزيد بن حاتم بعد تنصيبه حاكما على السند و معه شخص يدعى "أبوصمة" كان علافا لبنى كنده وجرثومة ثورات و كان بشر بن داود أيضا من المخالفين للعباسيين فى السند وقد أعلن الثورة والعصيان فى عهد المأمون علانية فدق رأسه غسان بن عباد و قرر موسى بن يحيى البرمكى حاكما على السند الذى توفى سنة ٢٢١هـ فخلفه ابنه عمران .

و عندما تولى الخليفة المعتصم الخلافة من سنة ٢١٨ الى ٢٢٧ اهتم بأمر السند و حكومته .

و فى عهد عمران بن موسى استطاع شخص يدعى محمد بن خليل الاستيلاء على قنادابيل فاعتقله عمران و أرجع قنادابيل تحت لواء الخلافة و فى هذه الآونة أخذت الحالة صورة الحرب الأهلية بين العرب المقيمين فى السند فقامت نعرة النزارية واليمنية و جاشت العصبية العمياء فحدثت منازعات و احتكاكات فانحاز عمران إلى اليمنيين و ذهب عمر بن عبدالعزيز الهبارى مع النزاريين .[1]

و فيما بين سنة ١٦٠ إلى ٢٢٧ انتشرت الاضطرابات العنيفة ببلاد السند التى كانت سببا فى عدم انتظام الأمور و شيوع الفوضى، ولهذا لانجد فى كتب التاريخ أى شئ يدل على حدوث حملات على الهند بعد سنة ١٦٠هـ.

١- ليس المقصود بالنزاريين هنا طائفة الشيعة المعروفة و انما يراد باليمانية "القحطانيين" و بالنزاريين "الحجازيين" .

قيام الدولة الماهانية فى سندان فى عهد المأمون حوالى سنة ٩٨هـ :

وسط تلك الحالات غير الطبيعية التى مرت ببلاد السند أيام المامون والمعتصم استطاع أحد عتقاء بنى سامة وهو الفضل بن ماهان أن يثبت أركانه فى سندان التى لم يكن لها قبل ذلك أى ارتباط بالخلافة فقد كانت من أعمال مهارجكان يلهرا حاكم كجرات .

لقد كان المسلمون يسعون منذ العهد الفاروقى حتى عهد الأمويين والعباسيين للسيطرة على سندان و نواحيها ولذلك وجه المهدى الخليفة العباسى جيشا خاصا ، و لكن القدر و ارادة الله تعالى شاءت أن يكون ذلك على يد الفضل بن ماهان الذى استطاع أن يقيم فيها حكومة مستقلة سار بها بتفكير عميق و نظر ثاقب و بصيرة سياسية ، و أوجد علاقات ودية مع الخلافة العباسية و بذلك تحقق للمسلمين حلمهم القديم كما أصبحت هذه الحكومة الاسلامية الصغيرة فى أمن و هيبة جعلت الحكام غير المسلمين المجاورين لها فى رعب منها و حذر من بطشها و هكذا ظهرت الدولة الماهانية فى سندان الى الوجود تعبيرا حيا واقعيا لآمال المسلمين الاولين .

و قصة هذه الدولة فى التاريخ رهينة تصريح للامام البلاذرى . فانه وحده الذى جاء بذكرها فى العبارات الاتية :

"حدثنى منصور بن حاتم قال : كان الفضل بن ماهان مولى بنى سامة فتح سندان و غلب عليها و بعث الى المأمون رحمه الله بفيل و كاتبه و دعا له فى مسجد جامع اتخذه بها فلما مات قام محمد بن الفضل بن ماهان مقامه فسار فى سبعين بارجة الى ميد الهند فقتل منهم خلقا وافتتح قالى و رجع الى سندان و قد غلب عليها أخ له يقال له ماهان بن الفضل

و كاتب أمير المومنين المعتصم بالله و أهدى اليه ساجا لم ير مثله عظما و طولا و كانت الهند فى أمر أخيه فمالوا اليه فقتلوه و صلبوه ثم ان الهند بعد أن غلبوا على سندان فتركوا مسجدها للمسلمين يجمعون فيه و يدعون للخليفة[1]" .

و لم يتناول أحد من المؤرخين الكلام على الدولة الماهانية غير البلاذرى[2] و أبو منصور بن حاتم النحوى فى السطور التى ذكرناها سابقا والتى ستعرف على ضوئها حقيقتها و لاسيما و أن كلا الراويين البلاذرى و أبومنصور من خاصة رواة و علماء التاريخ الاسلامى القديم للهند و المهتمين به بدليل أن العلامة البلاذرى هو وحده الذى روى لنا المعارك الاولى للمجاهدين المسلمين فى الديبل و بروج و تهانة فى كتابه "فتوح البلدان" و ان كان ياقوت الحموى قد تكلم عن الحملة على الديبل وأبو منصور بن حاتم نزيل الهند عن بيت الاصنام فيها و عن راجا داهر و قتله . و عن بديل بن طهفه فى قندابيل فان البلاذرى قد أدرج كل ذلك فى كتابه .

سبب صمت المؤرخين و عدم تعرضهم لهذه الواقعات :

لم يرد ذكر الحكومة العربية فى سندان فى كتب التاريخ الاسلامى لان وجودها أو عدمها كان فى صدر الاسلام و كان المسلمون قد اجتهدوا و حاولوا أكثر من مرة بل مرات متعددة الاستيلاء على بعض المناطق فى الهند فلم يوفقوا فى البداية .

و بعد مرور مائة سنة على هذه الحكومة النائية و مضى زمن كبير عليها زار الهند كل من ابن خرداذبه والاصطخرى والمسعودى و بزرج بن شهريار الرامهرمزى و ابن رسته و ابن حوقل و ابو بشار المقدسى

١- فتوح البلدان ، ص ٤٣٢ ، ٤٣٣ .

٢- نقل البلاذرى عن ابي منصور نزيل الهند .

و غيرهم وكتبوا عن جغرافيتها .

و بعد زوال الدولة الماهانية بعدة سنوات كتب سليمان التاجر سنة ٢٣٧هـ وأبو زيد السيرافى سنة ٢٦٤هـ على حالات الهند والصين و لكنهما لم يتحدثا اطلاقا عن الدولة الماهانية و لكنهما أشارا براجا بلهرا الذى كان توجد فى حدود مملكته حكومة اسلامية و لايرجع عدم تعرض هؤلاء الجغرافيين والسياح بالكلام عن هذه الدولة جهلهم بها خاصة و أن آثارها واضحة أمام أنظارهم شأنها فى ذلك شأن أربع حكومات عربية أخرى فى السند والهند ظنا منهم أنها حكومات صغيرة تستحق الذكر خاصة فى وقتها[1] .

يتبع



١- كما يمكن ايضا ان يكون المؤرخون قد اهملوا ذلك عمدا بناء على اعتبارات عندهم او لعدم توافر الشروط الواجبة فى الدولة فى نظرهم آنذاك .

الحكومات العربية فى الهند و السند

(٢)

تاليف

القاضى اظهر مباركپورى

ترجمه

للاستاذ عبدالعزيز عزت عبدالجليل

مزيد من الشواهد والدلائل على وجود هذه الحكومة :

و مع أنه لم يتحدث عن الدولة الماهانية من المؤرخين سوى البلاذرى و أبو منصور الا أن هناك دلائل و شواهد أخرى تشير الى أهميتها و عظمتها و نورد فيما يأتى مما كتبه ياقوت الحموى من بيان نصر بن عبدالرحمن السكندرى :

"سندان قال نصر هى قصبة بلاد الهند ولا أدرى أى شئ أراد بهذا فان القصبة فى العرف هى أجل مدينة فى الكورة أو الناحية و لايعرف بالهند مدينة يقال لها سندان تكون كالقصبة و انما سندان مدينة ملاصقة السند بينها و بين الديبل و المنصورة نحو عشر مراحل ولم توصف صفة ما يستحق أن تكون قصبة الهند ."

و مما يدعو إلى العجب والدهشة أن جغرافيا كبيرا ماهرا كياقوت الحموى يظهر عدم علمه و ينكر ما ذهب اليه أبو الفتح نصر بن عبدالرحمن السكندرى من أن سندان قصبة البلاد و عاصمة حكومة

آل ماهان .

ومن المستبعد أن يقال ان ياقوت الحموى لم يكن عنده علم بحكومة آل ماهان . فى سندان أن العلامة البلاذرى كتب فى "فتوح البلدان" فى أكثر من مكان عنها مما لابد و أن يكون ياقوت قد وقع نظره عليه ، فلعل ياقوت لم يأبه بذلك و لم يعط تلك الحكومة أهمية فلم يذكر عنها شيئا أو أنه كان لا يعترف بالحكومات التى تقوم على الهجوم و الاغارة و لذلك أهمل ذكر حكومة سندان . و حسبنا ما ذكره نصر بن عبدالرحمن فى شأن سندان .

و أنه لما يثير الدهشة أشد أن ياقوت يوثق نصر و يعتمد على كلامه فهو يقول فى مقدمة كتابه "معجم البلدان" :

"ألفه أبو الفتح نصر بن عبدالرحمن الاسكندرى النحوى فيما اختلف و ائتلف من أسماء البقاع فوجدته تأليف رجل ضابط قد أنفذ فى تحصيله عمرا و أحسن فيه . . فأما أنا فكل ما نقلته من كتاب نصر فقد نسبته إليه و أحلته عليه و لم أضع نصبه ولا أخملت ذكره و تعبه والله يثيبه و يرحمه[1]."

و على الرغم من اعتماد ياقوت على كلام نصر فاننا نجده يقف أمام اعتراف بسندان كقصبة لبلاد السند و هذا تناقض من ياقوت لا نستطيع تعليله .

شهادة الشاعر البحترى :

و لقد أنشد الشعراء العرب المعاصرون للدولة الماهانية أبياتا تكشف عن مدى أهميتها حتى أن منهم من شد الرحال إليها و من هؤلاء

١- معجم البلدان ، ج ١ ، ص ٨ ، طبع طهران .

الشاعر البحترى المتوفى سنة ٢٨٤ هـ الذى يقول :

و لقد ركبت البحر فى أمواجه   و ركبت هول الليل فى بياس
و قطعت أطوال البلاد و عرضها   مابين سندان و بين سجاس

شهادة الشاعر أبوالعتاهية :

كما نجد أبياتا لشاعر مشهور من شعراء العهد العباسى هو أبو العتاهية المتوفى سنة ٢١١ هـ فهو يقول فى شأن سندان :

ما على ذا افترقنا بسندان   و ما هكذا عهدنا الاخاء
تضرب الناس بالمهند البيض   على غدرهم و تنسى الوفاء

فما كتبه أبو الفتح نصر بن عبدالرحمن السكندرى عن سندان و مجىء البحترى اليها و قرضه الشعر فى حقها وما حكاه أبو العتاهية من واقعة سياسية فى البيتين اللذين ذكرناهما آنفا ـ كل هذا مما يدل على أنه كان للمسلمين فى سندان مركز قوى و أنهم حصلوا فيها على ما لم يتيسر لهم فى مناطق أخرى من الهند و السند ، و قد كان للمنصورة عاصمة الدولة الهبارية أربعة أبواب أحدها كان يطلق عليه "باب سندان"[1] و هذا أيضا مما يدل على أهميتها .

حكام الدولة الماهانية :

كان الفضل بن ماهان مؤسس الدولة الماهانية فى سندان مولى لبنى سامة الذين استوطنوا عمان و لهم فى التاريخ الاسلامى شأن كبير و ينتمى إليهم البطل محمد بن قاسم السامى الذى قضى على حركات الروافض و الخوارج فى عمان من سنة ٢٧٩ـ٢٨٦ هـ فى عهد المعتضد ، و أقام

١- احسن التقاسيم ، ص ٤٧٩ .

حكومة سنية هناك استمرت تتنقل بين أفراد عائلته حتى سنة ٧١٣هـ ، و فى نفس الوقت استطاع أن يقيم حكومة أخرى فى الملتان بعد أن فتحها و كان يخطب فى كلتا الحكومتين باسم الخلفاء العباسين .

و كان الفضل قد تمكن قبل ذلك بخمسين أو ستين سنة من إقامة حكومة فى الهند على حين أن بنى سامة فى الموصل كانوا لا يفترون يظهرون قوتهم و شوكتهم فى الوقت الذى كان تتخلخل فيه قوة بنى ثعلبة و المصائب تلحق بالقرامطة و الخوارج و العصبية القبلية فى بلاد السند منتشرة ، و فى خلال هذه الحالات توجه الفضل بن ماهان بما له من كفاءة و بعد نظر إلى سندان فأقام بها حكومة ثم حكم بنو سامة بعد ذلك عمان و الملتان .

الفضل بن ماهان مولى بنى سامة :

و حكام الدولة الماهانية هم :

(١) الفضل بن ماهان بانى الدولة و مؤسسها و كان مولى لبنى سامة .

(٢) محمد بن الفضل بن ماهان الابن الأكبر للفضل .

(٣) ماهان بن الفضل بن ماهان و هو الحاكم الأخير لتلك الحكومة .

و تاريخ حكومة الفضل بن ماهان فى سندان الآتية كما جاءت فى فتوح البلدان للبلاذرى :

كان الفضل بن ماهان مولى بنى سامة فتح سندان و استولى عليها و بعث إلى المأمون رحمه الله بفيل و كاتبه و دعا له

فى مسجد جامع اتخذه بها[١]."

و هذا يعنى أن ذلك حدث أثناء خلافة المأمون من سنة ١٩٨ الى سنة ٢١٨ و يمكن أن يكون قبل ذلك بقليل فان كلام البلاذرى يبين أنه فتح سندان ثم استولى عليها ، و يغلب على الظن أنه لم يكن للفضل جيش هجومى فتح به البلاد و انما سويت له الأمور و مهدت له السبل عن طريق ما كان يكنه راجا بلهرا من حب للعرب و اعتقاد عامة شعبه فيهم بسبب ماحدث معهم قبل ذلك بخمسين سنة عند ما أخصبت الارض و أنتجت نتاجا طيبا عقب فتوحات الوالى العباسى هشام بن عمرو التغلبى مما جعل الناس يعتقدون فى العرب أنهم سبب الخير و البركة و لهذا رحبوا بمقدم الفضل بن ماهان .

و قد أدت الحروب الأهلية بين آل ماهان إلى القضاء على تلك الحكومة . و لما صار الأمر بعد ذلك إلى الهندوك أجاز الحاكم الهندوكى للمسلمين تأدية صلواتهم بالمسجد والدعاء فيه للخليفة و هذا عمل عظيم من صاحب مملكة بلهرا ازاء الأقلية الاسلامية و مشعلا يهدى الحكومات خاصة فى بلد كالهند[٢].

ولا شك أن العمل الخالد الذى قام به الفضل بن هامان هو اقامته حكومة عربية فى قلب مملكة بلهرا تدعو لخليفة المسلمين لأنه حقق بذلك حلما طالما عاش المسلمين يأملون فى تحقيقه منذ العهد الفاروقى .

و من الأعمال المجيدة التى تنسب إليه أيضا اقامته مسجدا جامعافى سندان تؤدى فيه الصلوات الخمس والجمعة و يدعى فيه للخليفة فقد كان بمثابة قلعة اسلامية داخل مملكة بلهرا لم يصل إلى

١- فتوح البلدان ، ص ٤٣٢ .

٢- لأن الهند تعانى الآن من الطائفية الكثير .

درجته المسجد الذى أقامه عمرو بن جميل قريبا من قندهار بعد فتحها فى عهد أبى جعفر المنصور .

و مما يدل على ذكاء الفضل بن هامان اتصاله بمركز الخلافة عقب اقامته للحكومة فى سندان و انتزاع اعتراف المأمون بها واهدائه فيلا و أشياء أخرى لفت بها نظر المسلمين هناك إليه و إلى سندان .

و قد تولى الحكومة بعد موت الفضل ابنه محمد و لم نقف على أى شئ بالنسبة إليه غير ما جاء بتلك العبارة التى أوردها البلاذرى فى فتوح البلدان :

"فلما مات قام محمد بن الفضل بن هامان مقامه فسار فى سبعين بارجة إلى ميد الهند فقتل منهم خلقا كثيرا و افتتح فالى و رجع إلى سندان و قد غلب عليها أخ له[1] .

توسيع الحدود و تصفية القناصة :

لم نقف على مقدار المدة التى حكمها الفضل بن هامان و لكن من الثابت أن الحكومة التى أقامها و سار بها كانت مستقلة ثابتة و عند ما تولى الأمر من بعده محمد ابنه رغب فى توسيع حدودها والعمل على مزيد من الأمن والطمأنينة فيها ، خاصة و أن سندان كانت فى ذلك الوقت من أهم الموانى التجارية التى ترسو عليها و تقلع منها سفن سيراف و البصرة و عدن و الحبشه و سرنديب و الصين ، و لذلك أعد محمد بن الفضل قوة بحرية كبيرة فخرج فى سبعين بارجة لتأديب الميد قراصنة البحر على السواحل الهندية الذين كانوا ينتشرون من كجرات حتى سواحل السند .

٢- فتوح البلدان ص ٤٣٢ .

و قد كتب ابن خرداذبة أن المسافة من مهران (نهرالسند) إلى اوتكين على الحدود أربعة أيام و ان كل سكان هذه المنطقة من اللصوص و تأتى منطقة الميد[1] على مسافة فرسخين من تلك الجهة[2].

و كتب الاصطخرى أن الميد يقيمون فيما بين مهران إلى الملتان و مراعيهم بين قامهل و مهران و كذلك مسكناهم و عمرانهم و أكثريتهم فى هذه المنطقة[3].

و كان هؤلاء يضايقون التجار و المسافرين فى البحر خاصة فى المنطقة الواقعة بين كجرات و مالابار والسند بل و إلى سوقطرة كذلك و كانت لهم قوة و شوكة حتى إنهم كانوا ليسرقون السفن الكبيرة و كان ذلك ليس بشئ بالنسبة لهم ، و قد وقف الحكام الهنود والرجوات أمامهم عاجزين و فى عهد راجا داهر سطا بعضهم على سفينة فى السند كان عليها بعض سيدات مسلمات قبضوا عليهن و سلبوهن و نهبوهن و لم يستطع راجا داهر أن يفعل شيئا ازاءهم و وقف مكتوف اليدين و كان ذلك من الأسباب التى دعت محمد بن القاسم الثقفى للحملة على الهند ، و لعل ذلك مما يعطى للقارئ صورة حية عن قوتهم و جبروتهم ، و قد سبق لنا القول من أن محمد بن الفضل بن ماهان قد قام بحملة تأديبية ضدهم و استطاع قمعهم مما كان مثار اعجاب البحارة والتجار و كل من له علاقة بهذا الأمر .

١- جاء فى لسان العرب مايأتى :

وقد ماد فهو مائد من قوم ميدى و قال أبو العباس فى قوله أن تميد بكم تحرك بكم و تزلزل ، و قال الفراء سمعت العرب تقول الميدى الذين أصابهم الميد من الدوار ، و فى حديث أم حرام "المائد فى البحر له أجر شهيد" و الميد يعنى اللصوص البحريين و كانوا يسرقون السفن الذاهبة و القادمة من سرنديب .

٢- المسالك والممالك ، ص ٦٢ .

٣- المسالك والممالك ، ص ١٦٧ .

فتح سوراشتر وتهانه و فالى :

و بعد أن قام محمد ابن الفضل بتأديب "الميد" قراصنة البحر تشجع و توجه باسطوله إلى فالى و فتحها و وسع فى حدود حكومته فى سندان .

و قد كتب ابن خرداذبه أن أطرافها تمتد إلى دهنج و بهروج و فالى[1] و أن فالى هذه تقع قريبا من ميناء "گوگه" فى سوراشتر .

و قد كتب أبوالفضل فى "آئين أكبرى" أن فى وادى "سوراشتر" قلعة كبيرة و فوق هذا الجبل قلعة "تهانة فالى" و هى الآن خالية من العمران و للجينيين هناك معبد كبير و هذه المنطقة ترتبط بميناء "گهوگه[2]" .

و الغالب أن القراصنة كانوا قد اتخذوا من هذه الجهات مركزا لهم و هى نفس الجهات التى حمل عليهم فيها محمد بن الفضل بن ماهان و أزاح خطرهم و أمن البلاد والطرق من شرهم و ضم رقعة كبيرة من أراضيهم إلى مملكة سندان تشمل فالى وتهانه و سوراشتر و هذا عمل عظيم يحفظه له التاريخ .

و نعود فنقول إنه لو لم يختلف محمد بن الفضل مع أخيه و لم ينقسما على بعضهما لاستطاعت هذه الحكومة تحقيق فوائد كثيرة و عظيمة ولكن مع الأسف الشديد عند ما رجع محمد بن الفضل إلى سندان بعد مقاومته للميد و فتحه فالى وجد أخاه قد انتهز فرصة غيابه واستولى على السلطة فضلا عن الخلافات الكبيرة التى كانت قائمة آنذاك بسبب السياسة التى اتبعها مركز الخلافة فى بغداد مما سنفصله فيما بعد .

١- المسالك والممالك ، ص ٥٧ .

٢- آئين اكبرى .

و قد كتب البلاذرى فى شأن ماهان بن الفضل بن ماهان الحاكم الثالث والأخير فى الدولة الماهانية ما يأتى :

و رجع الى سندان و قد غلب عليها أخ له ماهان بن الفضل وكتب الى امير المؤمنين المعتصم بالله و اهدى اليه ساجا لم ير مثله عظما و طولا وكانت الهند فى امر أخيه فمالوا عليه فقتلوه و صلبوه ثم ان الهند بعد غلبوا على سندان فتركوا مسجدها للمسلمين يجمعون فيه و يدعون للخليفة[1] ."

و كان الفضل بن ماهان قد سعى بعد توليه الحكومة فى سندان لالحاقها تحت لواء الخليفة المعتصم بالله فارسل اليه بالهدايا ليسترضية و لكنه لم ينظر الى الخلاف ، ولم يقدر الظروف الداخلية الموجودة عنده و الى أى ناحية تتجه دفة السياسة فى سندان ، و كان من نتيجة انشقاق ماهان على أخيه الفضل و خروجه عليه ، ثورته عليه، القضاء التام على تلك الحكومة العربية فقدانحاز الهندوك الى محمد بن الفضل و شنقوا أخاه الفضل و بعد ذلك استولوا على سندان و استرجعوها من يد آل ماهان .

و هكذا خبأت أنوار الدولة الماهانية فى سندان و أطفى سراجها بيد بناتها .

تدخل جيش المامون فى الفتن التى حدثت قبل سنة ٢٠٣هـ :

و تدل بعض القرائن على أن أساس الخلاف قد بدأ قبل سنة ٢٠٢هـ و أن جيش الخلافة فى بغداد قد تدخل فى الامر و انحاز إلى طرف من المتنازعين و يذكر لنا كتاب الاغانى واقعة تنير لنا الطريق فى هذا الشان و ذلك فى كلام حسن بن سهل أحد كتاب ديوان الخليفة فهو يذكر

١- فتوح البلدان ، ص ٤٣٣ .

أنه قد وصلت رقعة فى يد مسئول من جيش المأمون كان بها بيتان من الشعر فلما رآها مجاشع بن مسعدة[1] قال : إن هذا الشعر لابى العتاهية و إنه صديقى ، و لكنه لايخاطبنى بهذا ، ولا يعنينى بذلك ، و إنما يقصد بها الوزير فضل بن سهل (المتوفى سنة ٢٠٢) فاخذت هذه الرقعة إلى فضل بن سهل و رفعت إليه فلما قرأها ، و أبدى عدم فهمه لما ترمى إليه ، أو المقصود منها و تسربت الاخبار بذلك حتى وصل الى مسامع الخليفة أمرها فأمر باحضار تلك الرقعة لانه يعرف علامتها و يدرك دلالتها فاذا بها مايأتى :

ما على ذا افترقنا بسندان
و ما هكذا عهدنا الإخاء
تضرب الناس بالمهند البيض
على غدرهم و تنسى الوفاء

والظاهر أن الفضل بن ماهان مؤسس حكومة سندان كان قد توفى قبل سنة ٢٠٢هـ وأن ولديه محمد و ماهان قد اختلفا على الحكم من بعده اختلافا شديدا أيهما يخلف والده مما دعا جيش الخليفة للتدخل و كانت الخلافة فى بغداد تؤيد محمد بن الفضل الذى كان قد أخذ يقوم بفتوحات فى نواحى سندان لتأمين حدودها على حين أن أخاه ماهان مكث صامتا منتظرا سنوح فرصة مواتية للانقضاض على الحكم و قد وجدها عندما خرج محمد لتأديب الميد فاستولى على السلطة و قلب الحكومة .

و كان أبوالعتاهية يعنى فى مرثيته التى أنشدها ذلك الشقاق الذى حدث بين الاخوين شخصا معينا مسئولا فى مركز الخلافة هو

١- كان مجاشع بن مسعده من كبار موظفى بلاط الخليفة مسئول عن الجيش .

الذى تسبب فى تلك النكبة لانه بدلا من أن يصلح بينهما و يعمل من أجل المصالحة والتفاهم اختار طريق الدم مما حرك قلب أبى العتاهية الحساس و قامه .

ولا شك أن وجود هذين البيتين و وصولهما فى رقعة إلى مسئول فى جيش المأمون ثم إلى يد المأمون نفسه لمما يوضح أن هذا الاقدام من جيش الخلافة كان أمرا خطيرا و قد قال مجاشع بن مسعده عند ما قرأ هذين البيتين إنهما لأبى العتاهية و أنه يقصد بهما ابا العباس فضل بن سهل وزير الخليفة المأمون الذى أنكر صلته بذلك ، ولكن المأمون كان قد عرف من هو المقصود ولم يظهر ذلك مصلحة .

و قد توفى الوزير فضل بن سهل فى ٢ شعبان سنة ٢٠٢ أو سنة ٢٠٣هـ و هذا يدل على أن تلك الحادثة كانت قبل ذلك و يغلب على الظن أن هذا حدث وقت تنازع الأخوين على السلطة بعد وفاة والدهما الفضل الذى لم تقل مدة حكمه عن عشر سنوات و فى أثناء حكم محمد قام ماهان بالاتصال بالخليفة المعتصم و أرسل إليه الهدايا ليحصل على معاونته للاستيلاء على الحكم . ولكننا لاندرى هل استمر محمد بن الفضل فى الحكم بعد قتل أخيه ماهان و صلبه أم لا ؟ وان كان يؤخذ من كلام البلاذرى أن الهندوك قد استولوا على الحكومة فى سندان بعد مقتل ماهان . و كان أمر سندان قد بقى فى يد حكومة آل ماهان العربية بعد تدخل جيش الخلافة فى أثناء النزاع بين الاخوين و لكنها قد خرجت من أيديهم إلى يد الهندوك فى المرة الثانية التى قتل فيها ماهان و قد حاول الهندوك عدم تعكير الجو بينهم و بين مركز الخلافة فى بغداد من جهة والمسلمين الموجودين بينهم من جهة أخرى فتركوا المسجد للمسلمين يجمعون فيه ويؤدون صلواتهم به و يدعون فيه للخليفة بكامل الحرية حتى ان صاحب مملكة بلهرا (مهارجكان) قد ذهب إلى ابعد من ذلك فى منح الحرية الدينية

للمسلمين فقرر لهم بعد مدة قاضيا منهم يرعى شئونهم و يتصل فى قضاياهم و يحل مشاكلهم فى نواحى سندان و تهانه و صيمور و قامهل و غير ذلك من الاماكن التى كان يتوفر فيها عدد من المسلمين و كان يطلق على ذلك القاضى باللغة المحلية المستعملة آنذاك "هزمن ١."

نهاية الدولة الماهانية بالحروب الأهلية :

و مما يؤسف له أن حكومة آل ماهان العربية الاسلامية لم تدم اكثر من ربع قرن تقريباً على فرض أنها قامت ابتداء عهد الخليفة المامون سنة ١٩٨هـ وانتهت فى آخر عهد المعتصم سنة ٢٢٧هـ أى أن مدة حكمها تبلغ ثمان و عشرين سنة فقط .

نظام الحكومة والحالة الدينية و علاقتها بمركز الخلافة :

كان أمراء سندان من بنى ماهان من أهل السنة والجماعة كمواليهم بنى سامان ، وعلى نحو ماكان يفعل بنو سامان أثناء حكومتهم على عمان والملتان من الدعوة للخليفة العباسى على منابرهم كان آل ماهان فى سندان .

و قد أرسل اثنان من بين حكام هذه الدولة الثلاثة هدايا و تحفا للخليفة كان لها صدى و أثر كبير .

وكانت المنطقة التى تخضع لحكومة آل ماهان فى سندان تعتبر

١- لاتزال هذه المنطقة فى ولاية مهارشترا بالهند حاليا من أهم تجمعات المسلمين وقد حدث اضطراب طائفى فى بلدة بهيوندى من تهانه ذهب ضحيته عدة الاف من المسلمين فى عام ١٩٧٠م وفى ١٩٦٥م حدث كذلك فى ماليجاؤن .

كولاية تابعة للخلافة كباقى الامارات الأخرى نظرا للاتصال المباشر الوثيق بينها وبين الخليفة العباسى فى بغداد حتى ان الخليفة المأمون اعترف بها و عندما قامت الفتنة فيها ضغط بجيشه عليها و قوم الأمور فيها مما أدى الى استقرار الحالة و منع انتشار الفوضى حتى سنة ٢١٨ فأخذ محمد بن الفضل فى توسيع رقعتها وتأمينها حتى جاء عهد المعتصم فقامت فتنة أخرى كانت سببا فى القضاء عليها ولم يتدخل جيش المعتصم فيها فاستولى عليها الهندوك .

والحقيقة أن هذه الحكومة ظلت مرتبطة بمركز الخلافة فى بغداد ولكنها فى نفس الوقت كانت تتمتع بحرية كاملة واستقلال ذاتى فى تصريف أمورها الداخلية .

الحكام والعمال العباسيون فى عهد الماهانيين :

كانت الفترة من سنة ١٩٨ إلى سنة ٢٢٧ عهد خلافة المهدى والمعتصم فترة مباركة فقد أصبحت هناك حكومة فى بلاد الهند تنضوى تحت علم الخلافة يعين حكامها و عمالها من بغداد .

و كان أمراء سندان يرعون الذمة والوفاء ، ويعلنون الطاعة والولاء للخلافة العباسية وكانت منطقة السند وسندان تنضويان تحت لواء الخلافة فى آن واحد و كان حكام و ولاة كلتا المنطقتين يعتقدون أن الخلفاء العباسيين رعاتهم وحماتهم ، و نذكر فيما يلى أسماء بعض العمال العباسيين فى السند فى هذا العهد :

(١) بشر بن داؤد بن يزيد بن حاتم المهلبى وقد عين فى عهد المأمون حاكما على السند وكان يقوم سنويا بارسال مائة ألف درهم لمركز الخلافة ثم تمرد و أوقف ذلك فأرسل إليه المأمون فى سنة ٢١١هـ حاجب بن صالح لتأديبه فحارب بشرا حتى ألجأه إلى كرمان .

(٢) غسان بن عباد الكوفى وكان المأمون قد أرسله فى سنة ٢١٣ إلى السند فأجلى بشربن داؤد إلى خارج كرمان وأسره و ذهب به إلى بغداد سنة ٢١٦هـ .

(٣) موسى بن يحى البرمكى وقد عين حاكما على السند أثناء عودة غسان بن عباد إلى بغداد وتدل بعض الروايات على أن المأمون نفسه هوالذى قرر موسى على السند وقد أدى خدمات جليلة وعظيمة فأوقف الفتن بعد قتل راجا ''بال'' و توفى سنة ٢٢١ فى عهد المعتصم .

(٤) عمران بن موسى بن يحى البرمكى وقد خلف والده موسى بعد وفاته واستطاع أن يحصل على اعتراف المعتصم بحكومته ، و قام بأعمال عظيمة فحارب الزط وأخضعهم ، و كان هناك شخص يدعى محمد بن خليل قد أقام حكومة فى قندابيل و أعلن استقلالها عن الخلافة العباسية فسار إليه عمران وأخضعه ، و قبض على المفسدين هناك ، و أقام معسكرات للجنود فى مدينة تسمى البيضاء قريبة من قيقان ، ثم التفت عمران إلى حالات السند فأصلحها و قوم معوجها وكانت العصبية القبلية قد انتشرت بين العرب الموجودين فقامت الخلافات بين اليمنيين والنزاريين (الحجازيين) فانضم عمران إلى اليمنيين ، وانحاز عبدالعزيز الهبارى الى النزاريين (الحجازيين) و قتل عمران فى هذه الفتنة .

(٥) عنبسه بن اسحاق الضبى و قد عين حاكما على السند بعد عمران فأصلح بعض الأحوال و هدم مينارة بيت الأصنام فى الديبل ، و حوله إلى سجن و رمم مدينة الديبل بأحجار منارة ذلك المعبد و قد عزله الخليفة المتوكل سنة ٢٣٢هـ.

(٦) محمد بن خليل صاحب قندابيل و هو الحاكم الخامس الذى كان معاصرا للماهانيين و كان يحكم السند من قبل الخلافة و قد أعلن استقلال حكومته فى قندابيل عن الخلافة فسار إليه عمران بن موسى وأخضعه كما ذكر آنفا .

(٧) راجا عسيفان المسلم : و علاوة على من ذكرنا كان هناك حاكم مسلم على مدينة عسيفان التى كانت تقع بين كابل وكشمير والملتان المتصلة بالبنجاب و كان هذا الحاكم هندوكيا و أسلم فى خلافة المعتصم ، و يقول البلاذرى عنه إنه كان رجلا عاقلا فاضلا تجله العامة والخاصة ، و كان له معبد كبير للأصنام يأوى اليه كثير من المتعبدين و له سدنة يقومون على خدمته وحراسته و حدث أن مرض طفلا له فدعا سدنة هذا المعبد و طلب منهم أن يلتجئوا إلى الأصنام لشفاء ابنه فغابوا برهة ثم حضروا و قالوا له : إننا عرضنا الحال على الأصنام و توسلنا إليها فقبلت دعائنا ، و أجابت التماسنا ولكن بعد ذلك بقليل مات الطفل مما نفر هذا الراجا من الأصنام بشدة فقام و هدم المعبد ، وحطم الأصنام ، ثم طلب دعوة بعض التجار المسلمين المقيمين فى عسيفان فسمع منهم دعوة التوحيد فأسلم و صار من الموحدين[1] .

و كان أحد رجوات السند والتبت قد أسلم كذلك فى عهد المأمون سنة ٢٠١هـ و قدم نذرا للكعبة وضع فيها بعد استئذان المأمون و تفصيل ذلك فى شفاء الغرام للفاسى .

١- فتوح البلدان ، ص ٤٣٣ .

اسلام راجا سامری فی عهد الپاهانیین ـ تبلیغ الاسلام فی مالابار و تعمیر المساجد :

فی عهد شباب الدولة الپاهانیة فی سندان دخل الاسلام مالابار بسواحل جنوب الهند بأسلوب عجیب فقد دخل فی الاسلام حاکم مالابار ''بیرومال'' الذی أطلق علیه فی العربیة ''سامری[1]'' و کان ذلک سببا فی انتشار الاسلام فی ملیبار والصین وکیرالا وغیرها .

وشخصیة سامری هذه لها جاذبیة فی تاریخ الاسلام القدیم بجنوب الهند والروایات عن تلک الواقعة مشوقة و مشهورة ، و قد أدرجها و تکلم عنها باسهاب زین الدین بن عبدالعزیز المعبری الملیباری فی کتابه ''تحفة المجاهدین فی بعض أخبار البرتغالیین'' و قد ألف هذا الکتاب و نسخه فی سنة ٩٩٣ھ و قد ذکر المعبری أن جماعة من الفقراء المسلمین کانوا متوجهین لزیارة قدم آدم علیه السلام فمروا علی مدینة ''کدنکلور'' و ''کرن خبور'' و لما علم بأمرهم الحاکم السامری دعاهم الی بلاطه ، وکان من بینهم رجل صالح علی بصیرة أفاض عند الکلام معه فی الحدیث عن الاسلام ومعجزات الرسول من شق القمر الی آخره ، مما کان له أبلغ الأثر علی قلب سامری فأسلم خفیة وقال علیکم بمقابلتی أثناء عودتکم لأنی سأصاحبکم إلی بلادکم ، و لکن لا تحدثوا أحدا

١- قال الشیخ زین الدین المعبری الملیباری فی تحفة المجاهدین و اما تاریخ السامری فلم یتحقق عندنا و غالب الظن انه انما کان بعد المائتین من الهجرة النبویة و اما ما اشتهر عند مسلمی ملیبار ان اسلام الملک المذکور کان فی زمن النبی برؤیته انشقاق القمر و انه سافر الی النبی (صعلم) و انه تشرف بلقائه و رجع الی الشحر قاصدا ملیبار مع الجماعة و توفی فیها فلایکاد یصح منها شیء والسامری معرب زاموری و کانت فی قدیم الزمان اسرة ملکیة ''جیروهن بیرومال'' و کان احد ملوکها .

عن اسلامی أو ذهابی ، و واصلت الجماعة سفرها إلی سیلان ، و عند رجوعهم مروا به ، و حضروا عنده و کان الحاکم قد أعد لهذا الغرض سفینة و قال لأرکان دولته لا تضربوا موعدا لأی انسان بمقابلتی لمدة اسبوع وکتب رقعا لخاصته فی الحکومة فی کل منطقة و رکب السفینة خفیة مع هؤلاء القوم فلما وصلوا إلی الشحر قریبا من عمان نزلوا بها ومکثوا أیاما لاعداد وفد للسفر لتبلیغ الاسلام هناک .

کان من بینهم شرف بن مالک ، و مالک بن دینار[1] ، و مالک بن حبیب[2] و لکن قبل رحیل الوفد مرض الحاکم سامری و أذن لرفقائه بالسفر ثم مات بالشحر ، و وصل الثلاثة الذین ذکرنا أسماءهم سابقا إلی ملیبار و أدوا کتب السامری إلی نوابه و عندما سمع الناس بما کان من أمر حاکمهم فرحوا کثیرا ، واستقبلوا الوفد بترحاب کبیر ، وقام الدعاة الثلاثة بتبلیغ الاسلام فی ساحل ملیبار و شرعوا یبنون المساجد فی کل مکان و یذهب المعبری أنه علی ید أولئک النفر قام التبلیغ بالاسلام هناک ولا نستطیع تحدید تاریخ هذا الحاکم علی وجه الیقین ولکن یغلب علی الظن أنه کان فی القرن الثانی والمشهور عند مسلمی ملیبار أن هذا الحاکم قد أسلم فی عهد الرسالة إثر رؤیته معجزة شق القمر و أنه مثل فی حضرة الرسول وأثناء عودته مع جماعة من المبلغین توفی فی الشحر و لیس ذلک بصحیح ، والمشهور عند العوام أن هذا الحاکم دفن فی ظفار ولیس فی الشحر ، وفی تاریخ فرشته أنه أسلم فی عهد الرسالة و یؤید ذلک بعض المستشرقین .

ویتضح من مجموع الروایات أن هذا الحاکم کان فی آخر القرن الثانی أو أوائل القرن الثالث .

١- اخو شرف بن مالک من أمه .
٢- ابن أخی شرف بن مالک .

و يذكر لنا محقق أوروبى تاريخا محددا فيقول إنه قد خرج من مالابار فى ٢٥ اغسطس سنة ٨٢٥ م (سنة ٢١٠هـ) و وصل إلى ساحل بلاد العرب فى سنة ٨٢٨م (سنة ٢١٣هـ) وأنه توفى فى سنة ٢١٦هـ أى سنة ٨٣١م و أن رفقاءه قد وصلوا نواحى مليبار سنة ٨٣٣ أى سنة ٢١٩ ولمزيد من الايضاح والتفصيل فى ذلك ينبغى الرجوع إلى "تحفة المجاهدين" و "رجال السند والهند[1]".

ونقول إن اسلام سامرى وقيام رفقائه بالدعوة إلى الاسلام فى مالابار وتشييد المساجد كان فى عهد المأمون الذى كان يدعى له على منابر سندان فى عهد حاكمين من آل ماهان ، ولو أن العمر امتد بسامرى لقامت فى جنوب الهند حكومة اسلامية عظيمة كان يمكن ان تخلف عملا كبيرا جليلا و تنشر على كلا الساحلين الهنديين لونا جديدا من الحضارة والثقافة الاسلامية .

أهمية سلطنة سندان و مركزها :

تقع سندان بين ولايتى مهارشترا و كجرات الحاليتين و بالتحديد على مسافة مائة و خمسة و أربعين كيلومترا شمال محطة سكك حديد مدينة بومباى و مائة و ثمانية عشر كيلومترا جنوب مدينة (سورت)[2] ولها الآن محطة صغيرة و يطلق عليها الآن فى اللغة المحلية "سنجان" و قد اطلق عليها الجغرافيون و المؤرخون العرب القدماء "سندان" و وردت فى "آئين أكبرى" بلفظ "سنجان" و كانت منذ قديم الزمن من الموانى البحرية المشهورة و سوقا للتجارة البحرية العالمية ،

١- تحفة المجاهدين ص ، ١٣—١٧ . رجال السند والهند ، ص ١٣٠ الى ١٣٦ .

٢- مدينة فى ولاية كجرات الحالية وهى مركز البوهره و لهم بها مدارس الجامعة السيفية .

و قد كتب القلقشندى فى كتابه "صبح الاعشى" أن سندان مدينة تقع على مسافة ثلاثة أيام من تهانة و وقوعها فى الاقليم الاول وطول البلد ١٠٤ درجة و عشرون دقيقة و عرض البلد ١٩ درجة و عشرون دقيقة[1] و قد احتلها البرتغاليون و معها ويو ، و تارابور ، و ماهيم .

و قد كتب أبو الفدا فى "تقويم البلدان" أن سندان من بلاد تهانة فى مدن الهند و هى مجمع الطرق و من أهم الموانى لسفن عديد من الدول[2].

و قد وضح الاصطخرى المسافات بين سندان و ما حولها من المدن فذكر أن بين كهمبايت إلى سوباره أربع مراحل و أن سوبارة على مسافة نصف فرسخ من البحر و بين صيمور و سندان خمس مراحل[3] و كانت سندان و ماحولها مناطق خصبة تفى محصولاتها و غلاتها بحاجة البلاد و مايزيد عنها يصدر إلى الخارج ، وقد أوضح الاصطخرى عند الكلام على كهمبائت و سندان و صيمور أنها بلاد خصبة عامرة يوجد بها النارجيل والأنبج و الموز و اكثر زراعتها الأرز و يكثر فيها كذلك العسل و لكن لايوجد بها نخل أو تمر و بين قامهل و كهمبائت الى صيمور قرى عامرة و سكان[4] .

و كتب بشارة المقدسى فى كتابه "أحسن التقاسيم" أن مناطق سندان و كهمبائت و صيمور كلها خصبة و محصولاتها وافرة و يكثر بتلك المناطق الأرز و العسل[5] .

و قد مربنا كلام أبى الفداء من أن سندان كانت مركزا تتفرع منه

١- صبح الاعشى ، ج ٥ ، ص ٧٢ .

٢- تقويم البلدان .

٣- مسالك والممالك ، ص ١٧٩ .

٤- مسالك والممالك ، ص ١٧٦ .

٥- احسن التقاسيم ، ص ٤٨٤ .

الطرق و كانت كذلك سوقا للقسط و الخيزران الذى كان يصدر منها كميات كبيرة للبلاد العربية ، و كانت الهدية التى أرسلها ماهان بن الفضل آخر حكام الدولة الماهانية إلى الخليفة المعتصم من خشب الساج حتى ان السياح و التجار أطلقوا على تلك المنطقة بلاد الساج و قد ذكر ابن خرداذبة أن الساج و الخيزران يكثران فى سندان كما ذكر الفقيه الهمدانى أن الفلفل والتوابل تصدر من سندان الى البلاد بكثرة[1] و فضلا عن ذلك من أمور التجارة فقد كانت منطقة سندان تصنع بها اشياء اكتسبت شهرة فى البلاد العربية خاصة ، وهى الملابس و الاحذية حتى قيل ''نعال كنباتية'' نسبة الى كنبايا و ثياب تانشيه نسبة الى تهانة و هى أشياء و ان لم تنسب الى سندان الا أنها كانت تصنع فيها كما أوضح ذلك المسعودى فى ''مروج الذهب[2]'' و كتب ابن بشارة المقدسى أن كل أنواع الثياب تصنع هناك الخ ما كتب فى ذلك .

و قد تناول الحديث عن سندان أبوزيد السيرافى (الموجود سنة ٢٦٤) و كان قد وفد عليها بعد ثلاثين أو أربعين سنة من نهاية الدولة الماهانية و تكلم عن مدى أهميتها التجارية ، و ذكر أن التجار الهنود عندما يأتون الى سيراف و يدعون عند كبار التجار المسلمين لتناول الطعام يوضع لكل فرد منهم و هم مئات اناء خاص به لايشترك معه فيه أحد[3] و نحن لا نستطيع أن نطعن فى كلام شخص معروف و مشهور بين الناس و هو ابوزيد السيرافى فضلا عن ان سيراف قريبة من الهند .

و كتب بزرج بن شهريار فى كتابه ''عجائب الهند'' عن حالات التجار و نقل عنهم شفويا و يحكى تلك الواقعة على لسان تاجر قال :

١- المسالك و الممالك ، ص ٧٠ . و كتاب البلدان .
٢- مروج الذهب ، ص ١١٦ .
٣- رحلة ابى زيد السيرافى .

انه سافر من سيراف الى صيمور على ظهر سفينة و كان معه عبدالله بن الخبير و اقلعت كذلك السفينة ''مبا'' و سفينة ثالثة و كانت هذه السفن الثلاثة من اكبر المراكب وا شهرها وقد بلغ عدد ركاب هذه السفن وقتها الف و مائتى راكب من التجار و الموظفين و العملة علاوة على البضائع و السلع المختلفة التى لم يستطع تقديرها و ذكر انه بعد احد عشر يوما من ابحار تلك السفن لاحت امام انظارهم جميعا مشارف تهانه وصيمور و شاهدوا الجبال و لكن سرعان ما هب طوفان شديد أغرقها جميعا و لم ينج غير ثلاثة رجال فقط[1] .

و فى كتب التاريخ و رحلات السائحين كثير من القصص التى حكيت و نقلت شفويا على ألسنة معاصريها و التى نستطيع منها ان نتبين مدى أهمية سندان و مركزها عند العرب .

أثر و بركة الثقافة الاسلامية على الهند :

مع نهاية القرن الثانى الهجرى ابتدأت الثقافة الاسلامية فى الهند تسرى مسرى النور و استطاع آل ماهان أن يزينوا البلاد باطار منها على الرغم من قلة وفود أرباب العلم فليس هناك ما يدل على مجئ المؤرخين او السياح الى الهند فى عهد الماهانيين اذا استثنينا التجار العرب الذين كانوا يأتون و يذهبون للتجارة فقط . و عندما توافد السياح و المؤرخون على بلاد الهند عقب الدولة الماهانية فقد كتبوا عنها و أدرجوا أخبارها و أحوالها تفصيلا و اجمالا فى كتبهم و من هؤلاء سليمان التاجر (سنة ٢٣٧) و أبوزيد السيرافى (سنة ٢٦٤) و ابن خرداذبه (سنة ٢٥٠) و المسعودى (سنة ٣٠٣) و الاصطخرى (سنة ٣٤٠) وغيرهم ممن وفد على الهند و كتب عنها مما نهتدى به فى كشف تاريخ تلك البلاد .

٢- عجائب الهند ، ص ١٦٥ .

حاكم بلهرا والمسلمين :

كان بلهرا مهارجكان يجل خليفة المسلمين فى بغداد و يضعه فى المرتبة الأولى بين الملوك والرؤساء من حيث الاحترام والتقدير ، وكان رعايا دولته يعتقدون فى المسلمين الخير والبركة و بلغ من أثر ذلك الاعتقاد أن الهندوك فى بهاربهوت و قندهار و بهروج قد بالغوا فى اجلال و تكريم عمر بن جميل الذى كان قد أرسله هشام بن عمرو التغلبى لفتح تلك البلاد فأخصبت الأرض فى عهده و ربت و أنبتت و وفر محصولها و عمرت المدن و بدا رونقها بفضل الله تعالى فتمثلوه ملاكا غيبيا أرسله الله إليهم بالخير والخصب والنماء .

و ما من شك فى أن الذى بذر حب العرب فى قلوب الهندوس و حول أفئدتهم هو هشام بن عمرو التغلبى الذى أقام الماهانيون حكومتهم بعده بما يقرب من ستين عاما فأكدوا بنظامهم و حسن إدارتهم للبلاد و سياستهم لها ولاء أهلها لهم و احترامهم و اجلالهم مما دعاهم إلى عدم اتخاذ أى عمل ضد العرب عقب زوال الدولة الماهانية .

و بعد زوال الدولة الماهانية بعشر سنوات سافر سليمان التاجر إلى الصين و كتب فى رحلته هذه فيما يتعلق بالهند أن ”بلهرا“ من أشرف حكام الهند و أن كل الرجوات هناك يعترفون بشرفه و فضله و أن أعمار حكام تلك الأسرة تطول حتى أن منهم من يستمر حكمه خمسين سنة و ليس بين رجوات الهند من يكن للعرب حبا و احتراما مثل بلهرا و قومه . و مما تجدر الاشارة إليه فى هذه المناسبة أن لفظ ”بلهرا“ لقب للحاكم مثل ”كسرى“ و ”قيصر“ و ليس باسم خاص كما أن منطقة راجا بلهرا هى التى يطلق عليها بلاد كوكم و هى تمتد حتى بلاد الصين[1].

١- رحلة سليمان التاجر .

كما وفد إلى تلك البلاد المسعودى فى سنة ٣٠٣ — ٣٠٤ و كتب عن آثارها و مشاهدها و معالمها و وصل الى كهمبائت و صيمور و تهانه و سوباره و سندان و بهروج و بعض الاماكن الاخرى و كتب مايأتى : ”إن الرجوات والحكام حتى الآن لازالوا يحبون المسلمين حبا شديدا و ان الاسلام ينتشر فى كل الانحاء والمسلمون يعيشون فى عزة و احترام و تكريم ، والمساجد عامرة ، و بتمتع كل المذاهب والأديان بالحرية التامة ، والحكام الهندوس يقلدون السياسة الاسلامية فى ادارة بلادهم حتى إنهم ليؤدون مرتبات الجيش من خزانة الدولة اسوة بالمسلمين و إن أكبر الرجوات فى زماننا هو راجا بلهرا الذى يحكم ”مانكيرو“ ، و دولته على مسافة ثمانين فرسخا سنديا من البحر (الفرسخ السندى يساوى ثمانية أميال) ولا يوجد فى الهند من يحترم المسلمين و يجلهم مثل راجا بلهرا و رعيته ، و أعمار حكام أسرة بلهرا يمتد إلى أربعين أو خمسين سنة فى الحكم ، و ربما يزيد على ذلك و يعزون ذلك إلى تعظيمهم للمسلمين و انتهاج طرق العدل والانصاف معهم“ .

و يتضح من هذه التصريحات أن الآثار الطيبة والعلاقات الودية بين المسلمين والهندوس فى سندان و أطرافها ظلت مئات السنين بعد الدولة الماهانية مشعلا يسير على طريقه العامة والخاصة ، ولنا أن نتصور كيف كان الحال فى عهد راجا بلهرا نفسه .

إن الحقيقة الواضحة هى أن الهندوك و حكامهم كانوا يلاحظون أحوال المسلمين دائما و يرعون أمورهم حتى انهم عند ما قبضوا على سندان و استردوا الحكومة فيها أحالوا المسجد الجامع فيها للمسلمين يؤدون فيه فرائض دينهم و صلواتهم و يجمعون فيه و يدعون للخليفة حسب ما كانوا يفعلون .

الهزمة يعنى عمدة القضاء :

عرفنا فيما سبق أن الهندوس بعد استيلائهم على زمام الحكومة فى سندان قد سمحوا المسلمين بإقامة صلواتهم و تأدية فرائضهم بحرية و فيما بعد أجاز حكامهم المسلمين لتشكيل محاكم مستقلة لمعاملاتهم، و أمور شئونهم يتولى الفصل فيها قاض مسلم يطلق عليه "هزمن" و كانت أحكامه المدنية و تؤخذ على أنها أحكام الراجا نفسه، و كان لكل مدينة "هزمن" قاض خاص بها و قد تكلم المسعودى على هزمن صيمور فى سنة ٣٠٤هـ فقال "إن هزمة صيمور فى هذه الأيام هو أبو سعيد معروف بن زكريا و هزمة معناه الرئيس المسلم الذى ينتخب الفصل فى جميع المنازعات بين المسلمين[1]".

و كتب الملاح بزرج بن شهريار كاتبا عن بعض صور التعزيرات فى مملكة بلهرا فذكر أنه اذا سرق المسلم فى هذه البلاد يرفع أمره إلى "الهزمن" ليحكم عليه بما تقضى به الشريعة الاسلامية على نحو ما يجرى فى البلاد الاسلامية ثم أردف يقول "ولايلى هزمن فى هذه المملكة إلا من المسلمين[2]" و قد مر بك سابقا ما ذكره المسعودى من أن هزمن صيمور فى وقت رحلته إلى هناك كان أبو سعيد معروف بن زكريا، أما بزرج بن شهريار فيذكر لنا اسم "هزمن" قاض آخر فى صيمور هو عباس بن ماهان السيرافى الذى كان يعد من أعيان المسلمين هناك و كانت أمور المسلمين و معاملاتهم كلها تحال عليه[3] و قد سمع بزرج بن شهريار من عباس بن ماهان نفسه بعض الحالات والقضايا فى صيمور و تهانه و من تلك القضايا أن أحد المسلمين ذهب

١- مروج الذهب، ج ١، ص ٢٤٠.
٢- عجائب الهند، ص ١٦٠-١٦١.
٣- عجائب الهند، ص ١٤٢.

إلى معبد الأصنام و عمل عملا منكرا فقبض عليه و أرسل إلى "هزمن" قاضى المسلمين فحكم عليه بما يستحق من عقاب قياسا بمن يذهب إلى الكعبة و يعمل مثل العمل و كتب ياقوت الحموى أن حاكم المسلمين فى مملكة بلهرا ـ صيمور و كتامه" من المسلمين الذين يعيشون و يقيمون هناك[1].

حرية العقيدة والاجتماع :

لقد اتخذ المسلمون من مملكة بلهرا وطنا لهم فى سندان، و كان الحكام يحفظون لهم كل ود والشعب يكن لهم كل احترام، و قد ظل الدعاء للخليفة بعد زوال حكومة سندان العربية، واستمرت المنابر والمساجد يذكر فيها اسم الله و تدوى المآذن بأصوات المؤذنين بالتكبير والتوحيد حى على الصلاة حى على الفلاح.

و قد كتب المسعودى عن أحوال المسلمين فى صيمور فقال : إنه قد وصل إلى صيمور فى سنة ٣٠٢ و كان الحاكم الموجود هناك فى هذا الوقت يدعى "حاج" و أن ما يقرب من عشرة آلاف عربي من سيراف و عمان والبصرة و بغداد و يدعون البياسرة قد تأهلوا واستوطنوا هذه المنطقة و منهم كبار التجار مثل موسى بن اسحاق الصندابورى "صندابور يعنى جوا" والمراد بلفظ البياسرة المسلمون الذين ولدوا فى الهند و هذا لقبهم واحدهم بيسر والجمع بياسره[2].

و كتب الاصطخرى "أن فى قامهل و سندان و صيمور و كنبائت مساجد جامعة، و بها كذلك أحكام المسلمين جارية" كما كتب أن

١- معجم البلدان ص، ٤٠٨.
٢- مروج الذهب، ج ١ ص، ٢١٠، كما يمكن الرجوع الى مزيد من التفصيل فى ذلك الى كتاب العرب والهند فى عهد الرسالة.

من صيمور إلى كنبائت منطقة بلاد الكفر و يقيم بها مسلمون يلى أمرهم حاكم مسلم من قبل بلهرا ، و فيها المساجد التى تؤدى فيها الصلوات والجماعة[١] و كتب ياقوت الحموى فى شأن صيمور أنها من سلطنة بلهرا الكافرة ولكن المدن التى بها مسلمون مثل صيمور و كنبائت يلى أمر المسلمين فيها حاكم مسلم من قبل بلهرا و فيها المساجدالجامعة و تقام فيها الصلوات[٢]''.

كما كتب فى شأن تهانة أن كل سكانها و ما حولها على الساحل يعبدون الأصنام و يسكن و يقوم معهم المسلمون[٣] .

و فى شأن قامهل ذكر أن بها مسجدا جامعا للمسلمين يؤدون فيه الصلاة بصفة منتظمة[٤] . و يتضح من هذه التصريحات أنه كان للمسلمين فى سندان و أطرافها و حواليها عمران لا بأس به ، و أنهم كانوا يعيشون فى طمأنينة و حرية دينية كاملة ، و أن غير المسلمين كانوا يراعون المسلمين كثيرا و كانت كل الطوائف الأخرى من عبدة الأوثان يعيش المسلمون بجانبها و معها على أحسن ما يكون و أطيب ما تكون المعاشرة ، و نعتقد أن أثر الدولة الراهانية و أصداءها كان له أثر كبير فى ذلك.

الآثار والمساجد الاسلامية فى نواحى سندان :

فى نظرنا أن أطراف سندان يعنى تهانة و صيمور و بهروج و بعض مناطق كجرات الحالية كانت من أول البلاد التى استقبلت الاسلام فى

١- مسالك الممالك ص ١٧٤ ، ١٧٦ .
٢- معجم البلدان ج ٥ ص ٤٠٤ .
٣- معجم البلدان ج ٥ ص ٧١ .
٤- معجم البلدان ج ٧ ص ١٧ .

الهند و سعدت بقدومه و قد عرفنا فيما سبق أنه فى أثناء العهد الفاروق كانت قد وصلت طلائع المجاهدين والمتطوعين المسلمين إلى تهانة و بهروج تحت قيادة الحكم بن أبى العاص الثقفى و أنهم هم الذين وضعوا أول بشائر للاسلام هناك ، و فى خلافة أبو جعفر المنصور وجه هشام بن عمرو الثعلبى حاكم السند عمرو بن جمل لمعارك كجرات فحل على بهروج و بهاربوت عن طريق البحر و أقام مكان المعبد الوثنى مسجدا يعتبر أول عمارة للمسلمين فى كجرات[١]. و فى حدود سنة ١٦٨ أقام فضل بن ماهان بعد استيلائه على سندان مسجدا جامعا كان يدعى فيه للخليفة[٢] و كان هذا المسجد هو الثانى من حيث الوجود فى هذه الديار و هو الذى رده الهندوك على المسلمين بعد استيلائهم على الحكم فى سندان و قد تكلم عن ذلك الاصطخرى و ياقوت كما ذكرنا ذلك آنفا والظاهر أنه كانت توجد مساجد أخرى فى القرى شيدت بعد قيام الدولة الراهانية ، و كان المسعودى قد رحل إلى هذه المناطق و كتب عنها.

آثار الشخصيات الاسلامية :

و علاوة على المساجد والجوامع والآثار الدينية الموجودة فى تلك المنطقة فانه توجد كذلك تماثيل لأهم الشخصيات و طبقا لما ذكره منصور بن حاتم النحوى فانه قد أقيم تمثال لراجا داهر وقاتله فى بهروج و فى رواية للمدائنى أن راجا داهر حاكم السند قد قتل على يد رجل من بنى كلاب أثناء حملة محمد بن القاسم الثقفى سنة ٩٣ هـ و فى رواية الكلبى أن قاتله هو قاسم بن ثعلبة بن عبدالله حصن الطائى[٣] .

١- فتوح البلدان ، ص ٤٣١ .
٢- فتوح االبلدن ، ص ٤٣٢ .
٣- فتوح البلدان ، ص ٤٢٦ .

ولما قبض على محمد بن القاسم بأمر من سليمان بن عبدالملك فقد استاء أهل الهند لذلك كثيرا حتى أنهم بكوه و اقاموا له فى كيرج تصويرا كبيرا[1] ولكننا لا نستطيع تحديد و تعيين مدينة كيرج هذه فاذا كانت هى مدينه ''كهيرة'' الواقعة فى كجرات الموجودة اليوم أمام ''بزودة'' أمكننا الجزم بالقول بأن التذكار الموجود بها الآن هو للفاتح العظيم محمد ابن القاسم .

شهادة الشجرة :

فضلا عن تلك الآثار الانسانية فانه توجد كذلك آثار أخرى آلهية عجيبة و غريبة تشهد لأحقية الاسلام ، و من ذلك ما ورد بأنه كانت هناك فى منطقة تنكرو شجرة مكتوب على ثمارها بقلم القدرة لااله إلا الله محمد رسول الله وقد كتب بزرج بن شهريار فى كتابه عجائب الهند أن شخصا ممن سافروا إلى الهند قد ذكرله أنه قد رأى فى نواحى مانكير عاصمة الحكومة آنذاك والتى كان يطلق عليها بلاد الذهب شجرة مثل شجرة النارجيل ثمارها حمراء مكتوب عليها لا إله إلا الله محمد رسول الله[2] .

كما أن ابن بطوطه ذكر عند الكلام على راجا جرفتن فى مليبار أنه رأى أمام المسجد شجرة خضراء أوراقها مثل ورق التين إلا أنها أرق منها و أملس ، و تسمى هذه الشجرة هناك شجرة الشهادة و ان الناس قد وضحوا له أن أوراقها تسقط فى فصل الخريف بعد أن تكون قد اصفرت و مال لونها إلى الحمرة ، ويكون مكتوبا عليها بيد القدرة لا اله الا الله محمد رسول الله (''و من بين الذين ذكروا له ذلك الفقيه حسين و ثقات القوم ، و كان من عادة المسلمين الجلوس تحت تلك الشجرة عند

١- فتوح البلدان ، ص ٤٢٨ .
٢- عجائب الهند .

ما يحين وقت سقوط أوراقها ، فاذا سقطت واحدة منها أخذ نصفها الملتقط ، والنصف الآخر يوضع فى خزانة الحاكم غير المسلم و تستعمل بعد ذلك لعلاج المرضى و شفائهم ، وعند ما شاهد جدكوبل تلك الورقة أعلن اسلامه ، و موضوع هذه القصة نقلت بين الناس بالتواتر و قد أمر أحد الرجوات بقطعها من جذورها ومات بعد ذلك مباشرة[1].''

و يؤخذ من هاتين الروايتين مدى اعزاز البلاد الاسلامية للهند و محاولاتهم فى سبيل رفع شانها كما تدل على ذلك الروايات العجيبة المتعددة فى حقها .

اللغات السائده فى هذه المنطقة :

كانت اللغة السائدة فى مملكة بلهرا التى تمثل ولايتى مهارشترا و كجرات الحاليتين لغتين ، فكان الناس فى كجرات يتحدثون و يتخاطبون باللغة ''الكيرية'' يعنى الكجراتية و تنسب إلى ''كهيرا'' بلد فى كجرات ، اما فى منطقة مهارشترا فكانت اللغة السائدة ''لارية'' التى تنسب الى بحر لاروى الذى نستطيع أن نعبر عنه بمراتهى او كوكنى و لأن سندان كانت تعد من بين المدن الساحلية على بحر لاروى فان اللغة التى كانت تسودها هى ''اللاريه'' و قد كتب المسعودى مايأتى :

ولغة أهل الانكير وهى دار مملكة البلهرا كيريتة مضافة إلى الصقع وهى كيرة و لغة ساحل صيمور و سوباره و تهانه و غير ذلك من مدن الساحل لارية و بلادهم مضافة إلى البحر الذى هم عليه وهو لاروى[2].''

١- رحلة ابن بطوطه ، ج ١ ، ص ١١٤ .
٢- مروج الذهب ، ج ١ ، ص ١٦٩ .

والظاهر ان اللغة العربية كانت رائجة فى سندان و أطرافها و حتى اليوم نجد العربية سائرة فى بومباى ومفهومة فيها بدرجة لابأس بها .

العلوم والعلماء فى عهد الماهانيين فى سندان :

لم يحصل المسلمون فى الهند حتى عهد حكومة الماهانيين على مركزية ، كما أن حكومة آل ماهان نفسها لم تحصل على شهرة فى العالم الاسلامى على مدى ثمانية وعشرين عاما هى فترة وجودها ، و كان مركز المسلمين فى هذا الوقت بلاد السند حيث ينتشر العمران الاسلامى كباقى البلاد الاسلامية ، وبعد القرنين الثالث والرابع الهجريين وفد العلماء والرحالة الذين جذبتهم الروايات الى سندان و منهم أبو زيد السيرافى و سليمان التاجر و المسعودى و ابن خرداذبه والاصطخرى وابن حوقل وابن رسته وابن فقيه الهمدانى .

المنصور بن حاتم النحوى و ابوعبادة البحترى :

و فى عهد حكومة آل ماهان وصل إلى سندان بعض أهل الفضل والكمال و وقفوا عن قرب على عظمتها وأهميتها ، ومن اول هؤلاء المنصور بن حاتم النحوى نزيل الهند وكان مولى و غلاما لآل خالد بن أسيد ، و كان قد مكث فى كجرات مدة وله روايات عن أحوالها و تاريخ الدولة الماهانية كله رهين تصريحاته و وقف على قلمه ، و هو أيضا الذى روى قصة حاكم السند و قتله و هدم منائر معبد الاوثان فى الديبل ، وقد نقل البلاذرى كل هذه الروايات عنه فى كتابه فتوح البلدان .

ومنهم كذلك الشاعر البحتري شاعر ديوان الخليفة المتوكل و

بلاط الفتح بن خاقان الذى يقول فى شأن سندان :

و لقد ركبت البحر فى أمواجه
و ركبت هول الليل فى بياس
و قطعت أطراف البلاد و عرضها
مابين سندان و سجاس .

كما كتب الشاعر أبوالعتاهية مرثية فى شأن الحرب الاهلية بين أسرة آل ماهان و لكنه لم يحضر إلى سندان بنفسه .

بعض ارباب العلم :

لا يظهر لنا أى نشاط علمى أو وجود علماء مجيدين فى سندان فى عهد آل ماهان ، ولكن كان على قرب منها علماء يضارعون كافة علماء العالم الاسلامى فى القرنين الثالث والرابع أسهموا فى هذه المنطقة ببلاد الهند بمجهودات علمية و من بينهم :

(١) عبدالرحمن بن أبى زيد البيلمانى مولى عمر بن الخطاب و كان من أبناء اليمن من نجران ومن رواة الحديث وقد روى عن ابن عباس و ابن عمر و نافع و كان شاعرا و توفى فى عهد الوليد بن عبدالملك . والبيلمانى نسبة إلى ‘‘بهيلمان’’ من أعمال كجرات .

(٢) محمد بن عبدالرحمن البيلمانى وهو مشهور كوالده بنسبة مولى عمر و قد روى عن والده وغيره و روى عنه سعيد بن بشير البخارى و عبدالله بن عباس و ربيع الحارثى و محمد بن الحارث بن زياد الحارثى و محمد بن كثير المعبدى و أبو سلمى موسى بن اسماعيل وغيره و قد قرر الامام ابن معين وغيره من علماء الجرح والتعديل أنه من المنكرين للحديث و لم يأخذوا

باحاديثه و قرروا أنها غير معتبرة و قد توفى فيا بين سنة ١٤٠هـ و سنة ١٥٠هـ .

(٣) محمد بن الحارث البيلمانى و قد روى عن والده و والده روى عن محمد بن عبدالرحمن البيلمانى .

(٤) أبو محمد الهندى البغدادى و قد روى عنه البلاذرى فى فتوح البلدان رواية عن استيلاء محمد بن القاسم على كل منطقة السند بعد مقتل داهر و روى عنه على بن محمد المدائنى ~~الذى يكنى بالهندى وان لم يكن منها~~ .

(٥) يزيد بن عبدالله القرشى البيسرى و قد ذكر ابن أبى حاتم فى كتاب الجرح والتعديل أنه روى الحديث عن عمر بن محمد عمرى الذى روى عنه على بن ابى هاشم الطبرانى .

(٦) ابو عبدالله محمد بن ايوب بن سليمان الكليكى البغدادى العودى وقد حرر نسبه السمعانى و قد روى روايات كثيرة للامام الاعمش بعد سفره الى بغداد و ذلك من طريق أبوالمهلب سليمان بن محمد بن حسن الضبى و منه روى ابوبكر محمد بن ابراهيم بن حسن بن شاذان البزاز وكان من سكان ''مينا كله'' فى جنوب الهند المشهور وكان يتاجر فى العود .

(٧) موسى السيلانى و قد ذكره ابن أبى حاتم الرازى فى كتاب الجرح والتعديل وابن الاثير ، و ذهب الى أنس بن مالك و روى عنه الامام شعبة و يعد من التابعين و قد وثقه يحيى بن معين و ينسب الى جزيرة سيلان .

(٨) أبو القاسم جعفر بن محمد السرنديبى و قد ذكره الامام الجزرى فى طبقات القراء ''غاية النهاية'' وتلقى القراءة على

الامام قنتل و تلقى عليه أبوبكر محمد بن عثمان الطرازى و كان من المشهورين فى علم القراءات وأئمة التجويد .

(٩) الامام عبدالله بن حميد نصر الكسى من حفاظ الحديث و صاحب ''مسند الكسى'' و اسمه عبدالحميد واختصر الى ''عبد'' و قد سافر فى شبابه لتلقى العلم و سمع من يزيد بن هارون و محمد بن بشر العبدى و على بن عاصم بن أبى فديك و حسين بن على الجعفى و أبو أسامة والامام عبدالرزاق وغيرهم و عنه روى الامام مسلم والترمذى و غيرهما و قد أدرج له البخارى رواية معلقة وتوفى سنة ٢٤٩ و يعد من علماء الطبقات والرجال وينسب إلى مدينة مشهورة قريبة من سمرقند هى ''كش أو كس'' و إن كان ياقوت الحموى قد ذكر فى معجم البلدان أن ''كس'' مدينة تنسب إلى الهند فيقول :

''و كس أيضا مدينة بأرض الهند مشهورة ذكرت فى المغازى و ممن ينسب إليها عبدالله بن حميد بن نصر .''[١]

وجاء فى فتوح البلدان للبلاذرى ذكر مدينة ''كش'' و هذه القصة .

ثلاث حملات على الهند سنة ١٥هـ و أدلتها :

ذكرنا آنفا الرواية التى كتبها البلاذرى عن الدولة الماهانية فى سنجان و بين فيها أن الجيش الاسلامى قد حمل على تهانه و بهروج والديبل فى سنة ١٥هـ فى عهد عمر بن الخطاب ، كما مر بنا أيضا الرواية التى حكاها ياقوت الحموى وصرح فيها بالحملة على الديبل .

١- ~~جمهرة انساب العرب ، ص ٦٦~~ . معجم البلدان ج

و علاوة على هاتين الروايتين المستندتين القويتين فهناك رواية ثالثة قوية للامام ابن حزم أوردت فى كتاب ''جمهرة أنساب العرب'' و فيها أن عثمان بن أبى العاص الثقفى قد غزا الهند فى ثلاث مدن و نورد فيما يلى نفس عبارته :

و عثمان منهم من خيار الصحابة ولاه رسول الله صلى الله عليه وسلم الطائف وغزا فارس و ثلاثة من بلاد الهند وله فتوح .''١

و تدل رواية البلاذرى على أن عثمان قد وجه أخاه الحكم إلى تهانه و بهروج و وجه أخاه المغيرة إلى خور الديبل على حين أنه يؤخذ من تصريح ياقوت الحموى أن الحكم نفسه هو الذى توجه الى الديبل كما يدل تصريح ابن حزم على أن عثمان قد غزا بنفسه هذه الجهات الثلاثة تهانه و بهروج و الديبل .

و تدل مجموع تلك الأقوال على ثبوت حملة المسلمين على الهند فاذا كان عثمان بن أبى العاص هو الذى قاد بنفسه تلك الحملات و وصل إلى هذه المدن فان ذلك لمن دواعى الشرف العظيم لنا نحن الهنود .

ثورة عتبة بن كعب التميمى فى السند فى القرن الثانى الهجرى وقتله :

كان موسى بن كعب بن عتبة بن غاديه التميمى من دعاة الخلفاء العباسيين و كان يقوم بالدعاية لهم كثيرا و يخالف الأمويين ، و قد أشاع ابنه عتبة ثورة فى السند كان من نتيجتها أنه قتل و بذلك خمدت الفتنة و قد كتب الامام ابن حزم :

''وثار ابنه عتبة بالسند فقتل .'' ٢

١- جمهرة انساب العرب ، ص ٦٦ .

٢- جمهرة انساب العرب ، ص ٢١٤ .

والغالب أن هذه الثورة كانت فى آخر العهد الأموى أو أوائل العهد العباسى عندما كانت الخلافة فى قلاقل و فى طريقها للتغيير و كان أمراء السند من ناحية أخرى يسعون للسلطة و الغلبة .

استشهاد سعد بن هشام الانصارى المدنى فى مكران

سعد بن هشام الأنصارى المدنى ابن عم أنس بن مالك رضى الله عنها و من أجل التابعين و قد روى عن والده هشام وعن أنس ، و عائشة ، و ابن عباس ، و أبى هريرة ، و سمرة بن جندب ، رضى الله عنهم أجمعين ، و قد روى عنه حميد بن هلال ، و زرارة بن أبى أوفى و حميد بن عبدالرحمن الحميرى ، والامام حسن البصرى ، و غيرهم و رواياته موجودة فى كتب الصحاح الستة و قد كتب الامام البخارى فى التاريخ الكبير ما يأتى :

''قتل سعد فى أرض مكران على أحسن حال''١ .

كما ورد فى ''تهذيب التهذيب'' قول ابن حبان الذى صرح فيه باستشهاد سعد فى الجهاد و فى كتاب الزهد لسيار بن حاتم مثل ذلك ، و فى تقريب التهذيب ''استشهد بأرض الهند'' و قد استشهد سعد بن هشام فى وسط القرن الثانى فى معركة من معارك مكران .

علماء آخرون من السند والديبل والمنصورة :

(١) إبو اسحاق ابراهيم بن السندى بن على بن بهرام الأصفهانى و روى عن محمد بن أبى عبدالرحمن المقرى و محمد بن زياد الزيادى .

١- التاريخ الكبير المجلد الثانى ، قسم ٢ ، ص ٧٦ ، و تهذيب التهذيب ، ج ٣ ص ٤٨٣ ، و تقريب التهذيب ، ج ١ ص ١٩٠ .

(٢) ابراهیم بن محمد حمزہ و قد روی عنه عبداللہ بن جعفر و محمد بن یوسف و سلیم بن أحمد و روی عنه بالواسطة أبو نعیم الأصفهانی و ذکر أنه صاحب أصول ، وکان یستعمل الخضاب (الحناء) الأحمر و توفی فی سنة ٣١٥ھ .

(٣) اسماعیل بن موسی بن أثت السندی الأصفهانی الذی روی عن الامامین مالک و شریک و روی عنه عمر بن شاکر ، و توفی فی الکوفة سنة ٤٥١ و قد عده العقیلی فی کتاب أصبهان من علماء أصفهان .

(٤) عبدالرحیم بن یحیی الدیبلی و قد روی عن الولید بن مسلم الدمشقی و روی عنه أبوالقاسم شعیب بن احمد الدیبلی ، و روی عنه ابو نعیم الاصفهانی بواسطة اثنین و قد جاء ذکر ذلک فی کتاب ”تاریخ أصفهان .“

(٥) فضل بن أحمد الأصفهانی المنصوری و قد سافر من المنصورة إلی بغداد لأجل روایة الحدیث و هناک تعلم علی ید هدبة بن خالد و هو أیضا مشهور باسم فضل بن صالح المنصوری .

(٦) أبو حمزہ هریم بن عبدالأعلی بن فرات السندی الأصفهانی و قد روی عن محمد بن راشد صاحب أبی داؤد ، و روی کذلک عن اسماعیل بن عبداللہ ، و روی عنه عبدان ابویعلی و ابن رسته و روی الحدیث فی اصفهان سنة ٢٢٠ھ[١] .

١- نقل ذلک کله فیما یتعلق بمن ذکرنا من معلومات عن نسخة خطیة بمکتبة الاسلام بالمدینة المنورة عن کتاب ”تاریخ ابو نعیم الاصفهانی“ فی مخطوط ~~تعلیم لصفهانی~~ .

الدیبل والدیبلان :

کتب البکری فی کتاب ”معجم ما استعجم“ أن الدیبل مشهورة فی السند و یقال عنها کذلک ”الدیبلان“ و قد نقل أبو عمرو البیت الآتی من الشعر فی الثناء علی مسک السند :

کأن ذراعه المشکول منه سلیب من رجال الدیبلان

و کتب الجوالیقی فی کتاب ”المعرب“ ان اسم حاکم الدیبل ”داهر“ و فی قصیدة لجریر الشاعر العربی المشهور یمدح بها الولید :

و أرض هرقل قد قهرت و داهر
و تسعی لکم من آل کسری النواصف
و أدت إلیک الهند ما فی حصونها
و من أرض صینستان یجبی الطرائف[١]

وقد شاع بعد تمصیر البصرة سنة ١٤ھ اضافة الألف والنون فی آخر أسماء الأمکنة والقطائع والنواحی فأطلقوا علی قطیعة حفص بن أبی العاص ”حفصان“ و قطیعة أبی امیة بن أبی العاص ”امیتان“ و قطیعة الحکم بن أبی العاص ”حکمان“ و غیر ذلک ، و من هذا القبیل أطلق علی الدیبل الدیبلان ، و یظهر من شعر جریر أن منطقة السند کان لها أهمیة کبیرة فی العهد الأموی و کان لها ارتباط خاص بدیوان الخلافة .

الأسماء الحدیثة لبعض الأمکنة والبلاد القدیمة :

قبل الحدیث عن ذلک أتوجه بالشکر الجزیل لمولوی محمد سلیم (مدیر) شاه

١- کتاب المعرب للجوالیقی ص ٣٢ ص ٤٥ نسخة خطیة سنة ٥٢٩ مکتبة شیخ الاسلام بالمدینة المنورة .

ولى الله والكلية الشرقية فى پاكستان الغربية على تعاونه العامى لقد تفضل على بارسال بعض أسماء المقامات القديمة وهى فيما يلى :

(١) ألور و يطلق عليها فى اللغة السندية هذه الأيام ''أرور'' و هى تقع على مسافة أربعة أميال جنوب محطة ''روهنزى'' و هناک الآن قرية صغيرة حديثة العهد .

(٢) ''أش'' و هو مقام مشهور عند أحمد پور فى مقاطعة بهاولپور السابقة و هى مقر شيوخ الجيلانية ، و تاريخها مبسوط فى كتاب ''تبرستان دور تک بيلا هوا'' لمولانا نور احمد البلوصى الملتانى .

(٣) ارمائيل أرمن بيله و فى هذا الوقت تسمى ''السبيله'' بمديرية قلات شمال كراتشى بستين ميلا .

(٤) باميان : وتقع الآن فى دولة افغانستان .

(٥) بنه : وهى بنون التى بها معكسرات الجيش المشهورة و فى اعتقادى أنها تصحيف ''هند'' (Hund) و قد جاء ذكر بنه و لاهور معا دائما و هى الآن مشرب على نهرالسند على أحد شاطئيه ''هند'' وعلى الطرف الآخر ''الوهور'' و لذلک يغلب على الظن أنها ''هند'' و حرفها القراء والكتاب فيما بعد الى ''بنه'' وهى على مسافة ٨٠ ميلا من هناک و ليست بنه هى بنون .

(٦) ''بيرون'' و أصلها ليرون وهذا هو اسمها الحالى فى ولاية حيدر آباد بالسند .

(٧) الديبل و هى التى تطلق عليها اليوم ''بهمبور'' على ساحل تيله و قد كتب على جدران المسجد الذى شيد فى عهد

محمد بن القاسم تاريخ سنة ١٠٩ هـ و تقع على مسافة ٣٣ ميلا جنوب كراتشى الحالية و كتة على مسافة ٦٠ ميلا و لذلک للايمكن أن تكون هى تهتها كما يذهب البعض .

(٨) جبال قفص ''أطلق العرب على الجبال التى فى وسط بلوچستان جبال ''القفص'' و يطلق عليها اليوم جبال ساروان و جهاولان و الغالب أن لفظ ''قفص'' من ''كوش'' و فى شاهنامه الفردوسى ألفاظ كوش وبلوص و الأخيرة فى پاكستان و الأولى تقع الآن فى أفغانستان .

(٩) ''سيوستان'' و هى ''سيوهن'' فى مديرية ''دادو'' واشتهرت بسبب مزار لعل شهباز .

(١٠) ''قيقان'' ''وكانت أحد الأمكنة قديما فى قلات والخيول القيقاليه مشهورة حتى الآن .

(١١) ''قندهار'' و هى مدينة مشهورة هذه الأيام فى دولة أفغانستان .

(١٢) ''قصدار'' و يطلق عليها الآن ''خضدار'' و كانت قديما مركزا للخوارج .

(١٣) ''قندابيل'' و يطلق عليها الآن ''كنداوه .''

(١٤) ''فنزبور'' والغالب أنها محرفة و أن الأصل فيها فنزبور و هى فى منطقة مكران و موجودة حتى الآن مع تحريف بسيط فى اسمها .

(١٥) ''لاهور'' لم تكن فى عهد العرب مدينة بالهند تدعى لاهور و لهذا لم يرد ذكرها للمهلب ابن أبى صفره و قد

عمرت فی العهد الغزنوی و لذلک دلائل .

(١٦) ''المید'' قوم كانوا علی ساحل مكران و ایران القدیمة التی كانت تضم ولایة باسم ''میدیا'' و لمزید من التفصیل عن المید ینبغی الرجوع إلی كتابی ''عرب و هند عهد رسالت میں'' (العرب والهند فی عهد الرسالة) .[١]

(١٧) المنصورة أو المحفوظة و تقع علی مسافة تسعة أمیال من شهداء دیور بمدیریة سانكهر بالسند فعلی مسافة میلین من نهر جمراء توجد أطلال المنصورة و قد قامت مصلحة الآثار فی العام الماضی بالتنقیب فی هذه المنطقة والعامة تطلق علیها هذه الأیام ''دكور'' و هو حاكم مزعوم و لمزید من التفصیل یمكن الرجوع إلی كتابی ''رجال السند و الهند .''

(١٨) ''برهمن آباد'' و هناک قریة صغیرة باسم ''بامنا .''

و قد حصل السید محمد سلیم علی ''دینار المنصور العباسی'' المضروب فی سنة ١٥٨هـ و هو الآن موجود بدار الآثار بالكلیة الشرقیة یزین متحفها .



١- للمترجم طبع بدار الكاتب العربی بالقاهرة .

الحكومات العربیة فی الهند و السند

(٣)

تألیف : القاضی أطهر مباركپوری

ترجمه : الأستاذ عبدالعزیز عزت عبدالجلیل

الدولة الهباریة بالمنصورة

كان هبار بن أسود الأسدی القرشی من الصحابة المشهورین ، و قد أسلم بعد فتح مكة و اختار الاقامة بالمدینة ثم رحل إلی الشام بعد وفاة الرسول صلی الله علیه و سلم و كان شجاعا مقداما ، و اشتهر أولاده بأولی العزم فقد كانوا أینما حلوا أو وجدوا أصحاب الغلبة والاقتدار و السلطان ، سواء فی الشام ، أو البصرة ، أو سیراف ، أو السند ، و بلخ و مصر ، و كان من بین آل هبار شخص یدعی المنذر بن الزبیر الهباری ، كان قد وصل إلی بلاد السند فی عهد الأمویین ، و أقام بها ، و كانت الأحوال السیاسیة آنذاك فی غایة من الاضطراب ، و عدم الاستقرار ، فخرج المنذر بن الزبیر هذا من السند للاستیلاء علی قرقسیا ، و لكنه شنق بعد ذلك لفشله و ظلت أسرته ترقب الأمور حتی استطاع حفیده عمر بن عبدالعزیز الهباری الاستیلاء علی السند و أقام بها حكومة فی المنصورة ، و دعا للخلیفة العباسی فی الخطبة ، علی الرغم من أن تلك الحكومة كانت مستقلة داخلیا و خارجیا .

و لم یكتف حكام تلك الدولة باخماد الفتن ، و القضاء علی الثورات فقط ، و انما عملوا علی استتباب الأمن و اذاعة الطمأنینة فلقوا قبولا و تجاویا .

هبار بن الأسود الأسدى القرشى

و بعد فتح مكة وصل هبار بن أسود بن المطلب بن أسد بن عبدالعزى بن قصى القرشى إلى "الجعرانة" و أعلن اسلامه فعفا الرسول عنه ، و جبر زلاته ، لأنه كان قبل إسلامه من أشد(١) أعداء الإسلام و المسلمين و أمكرهم فى ايصال الأذى لهم ، والحاق الضرر بهم و قد بلغ من كيده و مكره أنه عند سفر السيدة زينب بنت الرسول (٢) إلى المدينة أثناء الهجرة اقترب هبار بن أسود و معه مجموعة من الأوباش من خلف الهودج الذى يحملها ، و أطلق رمحا على الناقة التى تركبها فأوقعها و تسبب فى اسقاط حمل السيدة زينب ، فلما علم الرسول بذلك أظهر سخطه الشديد لهذا العمل الوحشى غير الانسانى و قال للصحابة "أينما تجد هبار فاءننا نضعه فى النار" ثم استدرك قائلا "ولكن لا تغلوا ، ولا تفعلوا ذلك ، لأن التعذيب بالنار حق الله تعالى وحده".

ثم كان فتح مكة و عفو الرسول العام فلما سمع بذلك هبار حضر بنفسه عند الرسول و أسلم و قال "يا رسول الله إنى قد أسأت كثيرا ، و آذيتكم ، و لهذا كنت أريد ترك البلاد العربية و هجرها إلى أى منطقة من بلاد العجم ، و لكنى عندما سمعت بعفوكم حضرت إليكم ، و إن الاسلام يجب ما قبله فلما سمع الرسول منه ذلك عفا عنه ، و ظل هبار بعد ذلك فى مكة فترة من الزمن ، ثم ذهب إلى المدينة و هناك جعل بعض الصحابة يلمزونه بأفعاله السابقة ، وما كان منه أولا ، فاشتكى إلى الرسول فقال له الرسول صلى الله عليه و سلم "عليك بالاجابة والرد عليهم ، واستمر هبار يعيش حياة طيبة فى المدينة .

و يروى أن الرسول كان يمر ذات يوم بناحية دار هبار فسمع صوت غناء و طبول تنبعث من بيته فلم يستحسن ذلك و اتضح أن ذلك

كان بمناسبة زواج كريمة هبار ، و لكن الرواية وردت فى الاصابة فى هذا الشأن تفيد أن هبار عقب ذلك رحل إلى الشام و أقام هناك . (٣)

و فى موطأ الامام مالك ، أن أبا أيوب الأنصارى و هبار بن أسود قد وفدا على مكة فى أيام الحج فى خلافة عمر بن الخطاب رضى الله عنه فقال لهما عمر : أديا العمرة ثم أحلا و فى العام القادم تحجان" كما كان هبار شاعرا و تدل بعض القرائن أنه توفى بعد سنة ١٥ هـ.

أولاد هبار

و قد استطعنا الوقوف على أسماء ثلاثة من أولاد هبار فقط أولهم على بن هبار ، و حفيده يحيى بن عبدالملك بن على بن هبار بن الأسود و ثانيهم عبدالرحمن بن هبار ، و من نسله حكام السند الهباريون الذين ينتمون إلى مؤسس الدولة عمر بن عبدالعزيز بن منذر بن عبدالرحمن بن هبار بن اسود. ثالثهم اسماعيل بن هبار الذى قتله مصعب بن عبدالرحمن بن عوف.

قتل اسماعيل بن هبار(٤)

وردت قصة مقتل اسماعيل بن هبار فى كتاب "المجر" و "الأغانى" بعدة طرق ، فمؤلف كتاب المجر قد كتب أن قتال الكلابى و هو عبادة بن مجيب بن مضر بن عامر كان قد قتل ابن عمه فوضع فى سجن فى المدينة. وكان حاكم المدينة آنذاك مروان بن الحكم ، و محافظ السجن اسماعيل ابن هبار بن أسود بن المطلب بن أسد الذى رفع شكوى لأمير المدينة ذكر له فيها أن قتال الكلابى ينشد أشعارا كثيرة فى السجن و منها :

إذا شئت غنانى على ظهر شرجع   نواعم بيض من قريش و عامر

فأرسل اليه الأمير شخصا فلما قابله استفسر منه و سأله هل انت الذى قلت هذا فقال لا و لكنى قلت :

إذا شئت غنتنى القيود و ساقنى   إلى السجن أعلاج الأمير الطماطم

وسرت الأحاديث بأن مصعب بن عبدالرحمن بن عوف قال لقتال :

ما رأيك فيما سأعرضه عليك ، و أقوله لك ، و لعل فيه خيرك ، إننى سأعطيك سيفا ،و سأهيئ لك فرسا ، لتفر من السجن و تقتل ابن هبار فرضى بذلك قتال ، و تم لمصعب ما أراد و تنفيذا للخطة الموضوعة اتفق مصعب مع قتال على أن يظهر أمام ابن هبار أنه يريد صلاة العشاء فى الصحن الخارجى للسجن و عندما أذن له ابن هبار خرج متقلدا سيفه و أتم الصلاة ثم هجم على ابن هبار فقتله ثم سحبه الى داخل السجن و أغلق عليه و ركب حصانه و فر و فى هذا يقول قتال :

تركت ابن هبار ورائى مجندلا و أصبح دونى شابته فأروسها
بسيف امرئ لن أخبر الدهر باسمه و ان حضرت نفسى إلى هموسها(٥)

أما الرواية الأخرى فقد أوردها أبو الفرج الأصفهانى فى الأغانى بدون أن يذكر أسماء ، و هى توضح طريقتين لقتل ابن هبار ، الأولى تذهب إلى أن ابن هبار كان متوجها إلى الشام فى تجارة و ربما لمقابلة أحد الأمويين فاعترضت طريقه جماعة كان من بينهم قتال فقتلت تلك الجماعة ابن هبار و سلبت أمواله و عندما شاع الخبر أمر مروان بن الحكم حاكم المدينة بالقبض على شخص من المغيرين من بنى كلاب و وضعه فى السجن ، حتى تظهر الحقيقة ، و يتضح السبيل ، و أحسن قتال أنه لا جراة فى زملائه و أن جريمته لن تثبت من هذا الدم و لهذا قتل مأمور السجن و كتب أشعارا على تلك المناسبة فى مطلعها هذا البيت :

أميم أثيبى جد التزيل   أثيبى بوصل أو بصرم معجل

و الطريقة الثانية عن كتاب المجر و يظهر منها أنه فى الوقت الذى كان قتال فيه مسجونا فى سجن المدينة بتهمة قتل أحد ابناء عمه و كانت هناك عداوة مستحكمة بين ابن هبار و ابن عمه الذى اتصل بقتال و اتفق معه على قتل ابن هبار . و لتنفيذ ما اتفقا عليه قال لقتال : إننى سأرسل لك مع الطعام منشارا تقطع به الأغلال ، و تفك به القيود ، و تتركها عليك حتى لا يشتبه فى أمرك أحد ، و عندما تخرج للوضوء احترس من أنظار الحراس و تحين فرصة للفرار و سأكون فى انتظارك فى المكان الفلانى و قد أعددت لك حصانا و سيفا و بهذه الطريقة خرج قتال من السجن و ظل مختفيا عند التواطئ معه حتى أوقف عنه البحث و بعد هذا قتل قتال ابن هبار .

اغارة هبار على بلخ

فى عهد مروان آخر الخلفاء الأمويين تقرر حوثرة حاكما على مصر فقبض على الثوار فى سنة ١٢٨ و ألحق بهم أذى كبيرا ، و قد جاء ذكر تلك الحادثة فى أشعار ميادة المرى الذى أنشد :

لقد سرنى أن كان شيئا يسرنى
مغار ابن هبار على بلخ و السفر
و حوثرة المهدى بمصر جياده
و أسيافه حتى استقامت له مصر

و يتضح من البيت الأول سفر ابن هبار إلى بلخ و إغارته عليها و أن شخصا من أسرة هبار كان قد كشف عن قوته فى بلخ قبل سنة ١٢٨ هـ .

أحد المهباريين فى الهند و الصين

كما تحدث المسعودى فى مروج الذهب عند كلامه عن

بلاد الصين عن هبارى صاحب فهم و فراسة ، تلخص روايته فى أن رجلا قرشيا من أولاد هبار بن أسود كان مقيما فى البصرة و عندما أعمل صاحب الزنج القتل و السلب و النهب فيها سنة ٢٥٧ هـ خرج هذا الشخص من سيراف و كان يعد من أرباب البصيرة و المتمولين ، و من هناك وصل إلى الهند على ظهر سفينة و جعل ينتقل من سفينة إلى إخرى حتى وصل إلى الصين. و مثل أمام ملكها ، و بعد أن أوضح أمامه حسبه و نسبه و مدى قرابته للرسول محمد صلى الله عليه و سلم ، أكرمه و أنعم عليه و أطلعه على كثير من الآثار القديمة و صور الأنبياء و الصحابة و عاد ابن هبار من الصين فائزا و قد قابله فى البصرة سنة ٣٠٣ هـ أبو زيد السيرافى و عرف منه أحوال الصين ، و كانت بلاد السند فى هذا الوقت تحت حكم آل هبار و مع هذا فانه توجه إلى البصرة و أقام فيها بعد عودته.

مجئ المنذربن الزبير الهبارى القرشى إلى السند سنة ١٠٥ هـ

و فى عام سنة ١٠٥ هـ ولى أمر السند الحكم بن عوانة الكلبى بأمر من والى العراق خالد بن عبدالله القسرى فى عهد هشام بن عبدالملك الأموى و كان المنذر بن الزبير الهبارى قد وفد مع الحكم و قد كتب البلاذرى :

” و كان جد عمر هذا ممن قدم السند مع الحكم بن عوانة الكلبى “ (٦)

و يظهر من كلام الاصطخرى أن هذه الأسرة قد أقامت فى قرية صغيرة من بلاد السند هى بنفسها التى كان يسكن بها عمر بن عبدالعزيز الهبارى(٧) قبل اقامته حكومة فى المنصورة ، و كانت الفتن فى هذا الوقت منتشرة فى كل أنحاء السند و العصبية القبلية بين اليمنية و النزارية فى عنفوانها و دعاة العباسيين يروجون لدعوتهم سرا ، والخوارج يرتقون و يصعدون على متن الفتن ، و العلويون يذكون نار الثورات ،

و يعملون على إشاعتها فى كل مكان ، و الشعوبيون يوقدون أوار الشعوبية ، و قد حدث نتيجة لذلك كله نوع من الانفصال و البغى و الخروج ، و مع هذا فانه لم يظهر أى نشاط مخالف للأسرة الهبارية و حكومتها فيما بين سنة ١٠٥ إلى سنة ١٣٢ هـ كما يتضح لنا أن الغرض الذى جاء من أجله المنذر بن زبير الهبارى إلى السند لم تبد له امكانيات النجاح ، أو تظهر أمام عينيه ملامح الفلاح ، فآثر السكوت و الانتظار ، و ظل عليه هذه الحال أكثر من خمس و عشرين سنة يقضى حياته فى ”بانية“ حتى كانت نهاية الدولة الأموية و ابتداء الدولة العباسية ، فخرج من السند متوجها إلى قرقسيا(٨) و اجتهد للسيطرة عليها والاستيلاء على الأمر فيها و لكنه فشل فقتل.

خروج المنذر فى سنة ١٣٢ الى قرقسيا و قتله

و قد أورد الامام ابن حزم فى ”جمهرة أنساب العرب“ فيما يتعلق بعمر بن عبدالعزيز بن منذر الهبارى ما يأتى :

و كان جده المنذر بن الزبير قد قام بقرقسيا أيام السفاح فأسر و صلب(٩)

كما صرح بمثل ذلك العلامة ابن خلدون ،

أما مدينة قرقسيا فانها تقع على شاطئ نهر الخابور فى منطقة مثلثة الشكل و كان عياض بن غنم قد أرسل بعد فتحه أرض الجزيرة مسلمة الفهرى إليها ، ثم جاء قائد آخر يدعى حبيب ففتحها صلحا ، كما فعل فى ”الرقة“ و عندما ثار أهل قرقسيا بعد ذلك عقد معهم صلحا آخر تحت اشراف حاكم الجزيرة عمير بن سعد ولم تحدث هناك أية ثورات بعد هذه.

و قد كتب العلامة ابن الأثير أنه فى سنة ١٣٢ هـ ثار أهل الجزيرة و جمعوا قوة كبيرة فى حران ضد السفاح الخليفة العباسى ،

و كانت قد قامت ثورات فى قرقسيا ، والرقة ، و دارا والرهاء ، فأرسل السفاح أخاه أبا جعفر المنصور و معه عدد كبير لاخماد تلك الثورات و قد نجحت تلك الحملة التأديبية فى تقويم حالة الشام و الجزيرة ، و حكم أبو جعفر المنصور جزيرة أرمنيد و أذربيجان حتى سنة ١٣٦ھ بنجاح ، و كان المنذر بن الزبير الهبارى من زعماء الثوار فى تلك الآونة فكشف عن نفسه و أزاح الستار عن وجهه ، و قاوم الخلافة العباسية علنا ، مما أدى إلى القبض عليه و شنقه ، و اتضح بعد اعدامه أنه كان من أكبر المحركين للثورة ضد العباسيين و من الموالين لبنى أمية ، و أن مجيئه إلى بلاد السند لمما يؤكد ذلك و لو أنه سعى لاحداث انقلاب فى بلاد السند بدلا من توجهه إلى قرقسيا لساعدته الظروف القائمة آنذاك من اصطراب و سوء ادارة و لعاونته تلك الاحوال وقوت أزره.

نجاح عمر بن عبدالعزيز الهبارى سنة ٢٢٧ھ

و بعد فشل المنذر بن الزبير فى قرقسيا لايتضح لنا أى نشاط خارجى أو داخلى إلى مئات السنين من قبل الأسرة الهبارية فى السند و حتى سنة ٢٢٧ ، ففى ذلك العام قام حفيد المنذر عمر بن عبدالعزيز فى مواجهة عمران بن موسى البرمكى حاكم السند و قتذاك و كان من نتيجة ذلك قتل عمران فى خلافة الواثق بالله.

ولم تكن مقابلة عمر لعمران لأجل الغلبة و الاقتدار و انما نتجت عن حدوث فتن قبلية بين العناصر العربية القاطنة فى بلاد السند فتحارب النزاريون و اليمنيون ، وهاجت الطائفة بينهما ، و تدخل عمران بن موسى الوالى العباسى هناك بين الطائفتين المتنازعتين وبدلا من أن يصلح بينهما ، و يسعى للتوفيق بين كليهما ، انحاز كلية إلى اليمنيين ، فانضم عمر بن عبدالعزيز إلى النزاريين (الحجازيين) و تشابكا

فقتل عمران ، و قد كتب البلاذرى فى هذا يقول :

"ثم وقعت العصبية بين النزارية واليمانية فسار إليه عمر بن عبدالعزيز الهبارى فقتله و هو غار (١٠)"

و قد صرح القاضى رشيد بن الزبير فى كتابه الذخائر والتحف أن مقتل عمران بن موسى البرمكى كان بالسند فى شهر ذى الحجة سنة ٢٢٧ھ فى عهد خلافة الواثق بالله(١١)

و وافق أن عمر بن عبدالعزيز كان قد انتصر للعدنانيين عند مقابلتهم للقحطانيين ، مما منحه شهرة طوفت كل منطقة السند و مهدت له السبل فيها ، و مع هذا فانه لم يستطع على مدى عشرين عاما الحصول على الغلبة الظاهرة التى تعطى صورة لها فى الوجود الخارجى متمثلة فى كيان دولة .

تأسيس الدولة الهبارية فى السند سنة ٢٢٧ھ

بعد مقتل الخليفة المتوكل سنة ٢٤٧ھ طرأ على الخلافة اختلال فى الادارة و النظام فقامت الفتن فى كل الارجاء ، و فى ذلك الوقت استطاع عمر بن عبدالعزيز الهبارى اقامة دولة مستقلة بحكومة عربية حرة فى بلاد السند ، و جعل المنصورة(١٢)عاصمتها ، و فى ذلك كتب الامام ابن حزم فى جمهرة الأنساب مايأتى :

"عمر بن عبدالعزيز بن المنذر بن الزبير بن عبد الرحمن بن هبار بن الأسود صاحب السند وليها ابتداء الفتنة اثر قتل المتوكل(١٢)"

و أقدم من تكلم عن عمر بن عبدالعزيز الهبارى هو معاصره إمام الأنساب الزبير بن بكار المتوفى سنة ٢٥٦ فى كتابه "جمهرة أنساب قريش و أخبارها" و قد صرح باستيلائه على السند و تنصيبه حاكما عليها قبل سنة ٢٥٦ھ وكلامه فى ذلك واضح و صريح ، أما ابن حزم فيذهب إلى أنه أصبح حاكما على بلاد السند فور مقتل المتوكل

سنة ٢٤٧هـ و بيان اليعقوبى يقرر أن والى السند هارون بن خالد قد توفى فى سنة ٢٤٠هـ وكان عمر بن عبدالعزيز الهبارى مسيطرا على السند إلى ديوان الخلافة. يقول ولونى الحكم فى بلاد السند وسأحدث بها نظاما جيدا ، وحكومة قوية فاستجاب الخليفة لذلك وولاه بلاد السند(١٣).

ومدلول هذا التصريح يشير إلى مدى تأصل وتغلغل الأسرة الهبارية فى السند ، قبل مقتل المتوكل ، ومع أنهم حصلوا على مرسوم من الخلافة يعضد حكومتهم ، فانهم حتى ذلك الوقت لم يستطيعوا تحقيق الاستقلال.

حكام وسلاطين الدولة الهبارية

لم نجد دليلا يوصلنا إلى أسماء الحكام الهباريين و خلفائهم بصفة منظمة متتابعة فيما عدا مؤسس الدولة. عمر بن عبدالعزيز الهبارى و لكن المسعودى وحده قد تناول حكم هبارى معاصرله هو عمر بن عبدالله بن عبدالعزيز و تكلم عنه بالتفصيل.

ولا شك من أن السياح و المؤرخين الذين وفدوا إلى السند فى تلك الحقبة من الزمن قد تكلموا وكتبوا عن الحكومات الموجودة هناك ولو باختصار و لكنهم لم يتعرضوا لاسماء الحكام ، و لم يبينوا فى أمرهم شيئا ومع هذا فقد أمكننا استخلاص بعض النتائج من هذه البيانات الاجمالية. ففى شان عمر بن المنذر كتب النسابة المعاصر لعمر بن عبدالعزيز و هو مصعب الزبيرى ما يأتى : (كان قد غلب على السند)(١٤) و هذا يدل على أن عمر كان حاكما على السند حتى سنة ٢٣٣هـ كما كتب مؤرخ آخر معاصر هو النسابة الزبير بن بكار المتوفى سنة ٢٥٦ أن حاكم السند فى هذه الأيام من أولاد عمر بن المنذر(١٥) و هذا يدل على أن الحاكم على بلاد السند فى سنة ٢٥٦ ليس عمر و انما أحد اولاده.

و كتب الامام ابن حزم المتوفى سنة ٤٥٦هـ فى جمهرة الأنساب عن عمر بن عبد العزيز أن حكومة السند تجرى فى أولاده و أنها لازالت تنتقل بينهم حتى انتهت فى زماننا هذا على يد السلطان محمود بن سبكتيكين و أن عاصمتهم كانت مدينة المنصورة (١٦) و لم يذكر لنا الامام ابن حزم اسم حاكم واحد من هؤلاء الحكام.

و كتب ابن حوقل البغدادى سنة ٣٥٨هـ فى كتابه (صور الارض) أن سكان السند مسلمون و أن الملك هناك قرشى من أولاد هبار بن أسود (١٧) كما ذكر الاصطخرى (سنة ٣٢٠) فى كتابه المسالك و الممالك أن سكان السند مسلمون و حاكمهم قرشى يقال إنه من أولاد هبار بن الأسود و أن آباءه وأجداده كانوا قد استولوا على السند (١٨)

أما العالم الرحالة الجغرافى المحقق ابن بشار المقدسى المتوفى سنة ٣٧٥ فقد كتب فى ''أحسن التقاسيم'' عن ذلك اجمالا ، و ذكر أن على المنصورة سلطان مستقل من قبيلة قريش ، و أنهم يخطبون هناك باسم الخليفة العباسى . و الغرض أنه لم يتحدث فى شأن حكام المنصورة سوى المسعودى أما الباقون فقد أشاروا اشارات و إذا وجدت أخبار عن ذلك فى كتبهم أو مقالاتهم فانها تأتى ضمنية فى الحديث و ليس هناك أى شئ تفصيلى بالمرة.

و بناء على ذلك فان حكام الدولة الهبارية الذين سنتحدث عنهم قد جاءت أخبارهم و أحوالهم ضمن الأحاديث و فى ثنايا الكلام و إنها لغنيمة كبرى أن المؤرخين العرب و كذلك رحالتهم قد ذكروا أسماء عدد كبير منهم فى كل مكان و مناسبة تتعلق بهم ، مما حرمت منه التواريخ الفارسية.

(١) عمر بن عبدالعزيز الهبارى القرشى
مؤسس الدولة الهبارية بالمنصورة

أقدم من تكلم فى شأن عمر بن عبدالعزيز بن المنذر بن الزبير بن

عبدالرحمن بن هبار بن أسود القرشى مؤسس الدولة الهبارية بالمنصورة ، اثنان من أئمة التاريخ والانساب ، هما مصعب بن عبد الله الزبيرى المتوفى سنة ٢٣٣هـ ، و الزبير بن بكار المتوفى سنة ٢٥٦هـ ، و لكنهما قد كتبا بدلا من عمر بن عبد العزيز — عمر بن المنذر فذكرا اسم الجد بدلا من اسم الوالد(١٩) بينما أورد المورخ ابن حزم المتوفى سنة ٤٥٦ الاسم على النحو الآتى :

عمر بن عبد العزيز بن منذر ، وجرى على هذا كل المؤرخين من بعده(٢٠)

وقد ذكرنا آنفا أن جد عمر "المنذر" كان يقيم فى البصرة وجاء إلى السند فى سنة ١٠٥ مع الوالى الحكم بن عوانة الكلبى ، وأنه أقام فى بانيه جنوب المنصورة ، وما كان من أمره بعد ذلك من خروجه إلى قرقسيا الى نهاية المطاف ، والذى ينبغى ذكره هنا ، أن عمر بن عبدالعزيز ظل وفيا لوالى الخليفة المعتصم عنبسة بن اسحاق الضبى وكانت له قوة وشوكة لا تقل عن قوة الحاكم العام ، حتى إنه لم يكن لوال من الولاة أو حاكم للسند قدرة الدخول إلى البلاد بغير رضائه و استقباله إياه.

وقد كتب الزبير بن بكار فى جمهرة نسب قريش و أخبارها مايلى :

عمر بن المنذر بن الزبير كان قد غلب على السند وكان لايد خلها وال إلا أن يتلقاه عمر بن المنذر فاذا تلقاه عمر بن المنذر فى جماعة دخلها

وقد أعطت هذه الصفة لعمر بن عبدالعزيز اندفاعه إلى الأمام ، والى الاقدام والتطلع للحكم ولذلك عند ما قتل هارون بن أبى خالد المزورى الحاكم العباسى على السند سنة ٢٤٠هـ ، نجد عمر يتقدم فيستولى على المنصورة ، وكانت مركزا للحكام العرب فى بلاد السند

آنذاك ، و تقع على بضعة أميال من "بانية".

وقد أدرك الخليفة المتوكل دقة الوضع و حقيقة الموقف فسلم بولايته و اعترف بحكومته ، فأظهر أهل السند رضاءهم بذلك ، وفى هذا كتب اليعقوبى :

"و توفى هارون بن أبى خالد عامل السند سنة ٢٤٠هـ و كتب عمر بن عبدالعزيز السامى المنتمى الى سامة بن لؤى و صاحب البلد أنه إن ولى البلد سيقيم به ضبط فاجابه إلى ذلك فأقام طول أيام المتوكل(٢١)

ولم يحصل الهباريون على الاستقلال التام بحكومتهم إلا بعد سنة ٢٤٧هـ عند ما قتل المتوكل فأعلنوا حكومتهم المستقلة.

وان قول اليعقوبى أن عمر بن عبدالعزيز من أولاد سامة بن لؤى غير صحيح لأن حكام الملتان هم الذين كانوا من أولاد سامة بن لؤى كما هو موجود و مفصل فى أحوال الدولة السامية فى الملتان ، وقد تحدث الامام ابن حزم عن حكومة عمر بن عبدالعزيز فكتب :

عمر بن عبدالعزيز بن المنذر صاحب السند وليها فى ابتداء الفتنة اثر قتل المتوكل (٢٢)

وكان المتوكل قد قتل فى سنة ٢٤٧هـ ولهذا فان قيام الدولة الهبارية كان فى هذا العام أو بعده فورا ، وقد خطب عمر باسم الخلفاء العباسيين وجعل مركز حكومته المنصورة ، التى كانت مقرا للولاة والعمال فى العهدين الأموى والعباسى ، ولكنه كان يسكن فى قرية "بانية" التى كانت تقع جنوب المنصورة بمسافة قصيرة ، واستطاع أن يقيم حكومة ناجحة شملت كل السند وحصلت على شعبية وقبول من المواطنين ، وقد نسب كل حكام المنصورة إلى عمر هذا.

(٢) عبدالله بن عمر بن عبدالعزيز الهبارى القرشى

و بعد وفاة عمر ورث الحكم بعده ابنه عبد الله و حكم ابتداء من سنة ٢٧٠هـ و حصل على نجاح عظيم فى كل أرجاء السند كوالده، و كانت له منزلة و قدر كبير عند جيرانه من الحكام و الرجوات، و ذاع صيته فى الخدمات الدينية، و كان ديوانه يعج بالعلماء و الفضلاء، و الأدباء، و الشعراء، و أرباب العلم و الفن، و تدل بعض الروايات أن غلاما لبنى كنده يدعى أبو صمة قد أشاع ثورة فى السند فى عهده و استطاع أن يدخل المنصورة و يغلب عليها و لكن عبدالله استطاع بقوته أن يخرجه و يطرده، و انتقل بعد ذلك من مقر آبائه وأجداده فى بانية إلى المنصورة، و اختار القيام بها، و نقل الحكام إليها، و قد كتب الملاح المشهور بزرج بن شهريار فى كتابه عجائب الهند قصة طريفة لها تعلق بعبد الله بن عمر فيروى أن أبا محمد حسن بن عمرو قد ذكر له فى البصرة أنه عند ماكان فى المنصورة سنة ٢٨٠هـ قص عليه بعض الشيوخ هناك أن مهروق بن رائق حاكم الور(الرا) بالهند قد كتب لعبد الله بن عمر بن عبدالعزيز أن يرسل إليه بشرح مبسط فى اللغة الهندية للشريعة الاسلامية و أحكامها فاستدعى عبدالله بن عمر عالما فاضلا ممن يقيمون فى المنصورة من العرب و كان هذا العالم فضلا عن علمه و فهمه و كياسته شاعرا فى العربية نشأ و ترعرع فى بلاد الهند فعرف ألسنتها، و حصل على لغاتها، فعرض عليه عبد الله الأمر فأظهر استعداده للذهاب و قبل السفر أعد قصيدة فى مدح الراجا و الثناء عليه و ضمنها ما يحتاج إليه للذهاب عنده، فلما سمع الحاكم تلك القصيدة سر كثيرا و كتب إلى عبدالله بالعمل على سرعة إرسال هذا العالم، فأرسله فمكث هناك ثلاث سنوات، و لما رجع إلى المنصورة استفسر منه عبد الله عن أحوال هذا الحاكم، فاوضح أمامه الأمر بالتفصيل قائلا: لقد تركت هذا الحاكم مسلما بالقلب

و اللسان، و لكن نظرا لدقة المسألة، و أحوال السلطنة فانه لم يستطع الجهر بالاسلام، و ذكر أنه قد طلب منه تفسيرا للقرآن الكريم باللغة الهندية، فقام بهذا العمل و أنه ظل يفسر له فلما بلغ سورة يسين و تلا قوله تعالى ''قال من يحيى العظام وهى رميم قل يحييها الذى انشأها أول مرة و هو بكل خلق عليم'' نزل الحاكم من فوق عرشه و طفق يسير على الأرض التى كانت ندية بسبب رشها بالماء ثم وضع خده عليها و استمر يبكى حتى تلوث وجهه بالطين فلما أفاق التفت إلى العالم الواعظ قائلا ''هذا هو الرب المعبود بحق، هو الأول، القديم، ليس له شريك، و لا مثيل، ثم أمر ببناء حجرة خاصة له لا يدخلها غيره ليصلى فيها سرا، و عمى ذلك عن بطانته، و أرباب مملكته حتى ظنوا أنه يختلى بهذه الحجرة لتدبير امر الدولة و التفكير فى مهماتها، و أحوالها، و أبان هذا العالم ان راجا مهروق قد أهداه ثلاث مرات ذهبا، بلغ مجموع ذلك ستمائة سير (١٢٠٠) رطل(٢٣) و يتضح من ذلك، أن المسلمين فى هذا الوقت كانوا كثيرين فى الور و أن الاسلام كان له شأن، و شوكة فى هذه المنطقة.

(٣) موسى بن عمربن عبدالعزيز الهبارى القرشى

و هذا هو الأخ الشقيق الحقيقى لعبدالله بن عمر، و تدل القرائن على أن حكمه كان فى سنة ٢٧١هـ، و أن علاقته بالخلافة كانت طيبة للغاية، ولم نقف على أى شئ بالنسبة له اللهم إلا ما جاء فى كتاب التحف و الذخائر للقاضى رشيد بن الزبير الذى كتب يقول:

وأهدى موسى بن عمر بن عبدالعزيز الهبارى صاحب السند
إلى المعتمد با الله فى سنة إحدى و سبعين و مائتين هدية(٢٤)

ثم أخذ فى تفصيل تلك الهدية، فذكر أنها عبارة عن فيل ضخم الجثة لم ير مثله و جملا ممتاز النسل، و بقرة كالغزال، و ثلاثة تماثيل

من الذهب ، علاوة على المسك ، و العنبر ، و الثياب الحريرية ، و الأشياء الأخرى القيمة .

و يظهر من تفصيل تلك الهدية أن موسى قد قضى فترة حكمه فى رعب زائد من مركز الخلافة .

(٤) أبو المنذر عمر بن عبدالله بن عمر

و هو حفيد عمر ، و الحاكم الرابع للدولة الهبارية ، و قد تكلم عنه المسعودى فى كتابه مروج الذهب و لكنه تكلم عن شخصيته بايجاز و أسهب فى بيانه أحوال حكومته ، و فى موضع آخر ذكره ضمن حكام الملتان بدون ذكر لاسمه و يقول :

و كذلك صاحب مملكة المنصورة رجل من قريش من ولد هبار بن الأسود(٢٥)

وفى عبارة أخرى يكتب :

''و كذلك كان دخولى الى بلاد المنصورة فى هذا الوقت و الملك عليها أبو المنذر عمر بن عبدالله(٢٦)''

و نظرا لأن المؤرخين ، و السياح ، لم يتناولوا تاريخ الدولة الهبارية بأى نوع من التفصيل أو الكتابة عنها بالتطويل ، فانه من المناسب أن نورد فيما يلى ما كتبه المسعودى لأنه يلقى أضواء على جوانب متعددة فى هذه الدولة ، و لو أنها تتعلق فى مجموعها بعهد حكومة أبى المنذر يقول المسعودى : إنه عندما وصل إلى المنصورة بعد عام سنة ٣٠٠ھ كان الحاكم فى هذا الوقت أبو المنذر عمر بن عبدالله ، و وزيره شخص يدعى رباحا ، و أن لهذا الحاكم ولدين أحدهما يدعى محمدا ، و الآخر يسمى عليا ، و يذكر أنه رأى فى المنصورة كذلك حاكما عربيا مشهورا باسم حمزة ، و ذكر أن بالمنصورة عمران كثير للعلويين و انه بين أمراء المنصورة بالسند و آل

ابن أبى الشوارب فى بغداد علاقات طيبة ، وقرابة ، و أن الذين يحكمون المنصورة فى هذا الوقت من أولاد هبار بن أسود ، و هم المشهورون بلقب بنو عمر بن عبدالعزيز ، و ان هذه النسبة ليست لعمر بن عبدالعزيز الخليفة الأموى ، و استطرد قائلا : إن المنصورة عاصمتهم و هى تبعد عن الملتان بخمسة و سبعين فرسخا سنديا (٢٧) و المناطق التى تنضوى تحت حكومة المنصورة بها ثلثمائة ألف قرية ، و عزبة ، و أن هذا العدد هو الذى أمكن حصره ، ويتم الناس بجوار الحقول ، ويكثر العمران قرب الأشجار ، و حول الغيطان ، و بهذه المنطقة قوم يعرفون بالميد ، قراصنة البحار .

و عند حاكم المنصورة ثمانون فيلا محاربا ، و تبعا لأصول الحرب ، فان كل فيل يكون حوله خمسمائة جندى ، و يستطيع الفيل الواحد أن يقاتل و يقابل ألف فارس ، ويستطرد قائلا : إنه قد رأى عند حاكم المنصورة فيلين مشهورين بالجرأة ، فى جميع أنحاء الهند و السند ، أحدهما يسمى (مَنْقَرْقَلَسْ) و الآخر (حَيْدَرَهْ) ولهذين الفيلين وقائع مشهورة و حوادث عجيبة ، و من ذلك أنه عندما توفى السايس الذى يلى أمرهما ظل ''منقرقاس'' صائما مضربا عن الطعام و الشراب لأيام و كان يبكى بالدموع تجرى و تسيل من عينيه كالانسان .

و حدث ذات مرة أن خرج ''منقرقاس'' من حظيرة الفيلة ، و وراءه ''حيدره'' و يتبعهما ثمانون فيلا و أثناء سيرهم فى طريق ضيق بالمنصورة برزت فجأة فى الطريق أمامهم امرأة ، و ما أن شاهدت منظر الفيلة حتى سقطت مغشيا عليها ، و تعرى جسدها ، فلما رأى منقرقلس ذلك وقف حائلا بين الفيلة و السيدة ، و التقط إزارها بخرطومه و غطاها و أشار اليها أن تقوم ، و عندما أفاقت السيدة كان منقرقلس قد تقدم و من خلفه كل الفيلة(٢٨) يتبعونه و بذلك نجت السيدة من موت محقق .

(٥) محمد بن عمر بن عبد الله الهباري

مر بنا أن المسعودي قد ذكر أنه رأى في المنصورة ولدين لأبي المنذر عمر بن عبدالله بن عمر ابن عبدالعزيز، وأن ذلك كان في سنة ٣٠٣هـ وأن أحدهما يسمى محمدا، والآخر عليا، فيقول في كتابه مروج الذهب الجزء الأول ١٦٧ : ''ورأيت بها وزيره رباحاً وابنيه محمدا وعليا''

(٦) علي بن عمر بن عبدالله الهباري

وهو الابن الثاني على نحو ماعرفنا من ترتيب المسعودي، ولكننا لم نقف على أي معلومات أو بيانات عن هذين الولدين، وكان من أمرهما، فيما يتعلق بالحكم، وهل حكما على السند أم لا؟ والقياس يقضي أنهما قد حكما، وكانت لكل منهما حكومة.

(٧) يحيى بن محمد صاحب المنصورة

وقد ذكره في رحلاته السياح أبو دلف مسعر بن مهلهل الينبوعي الموجود سنة ٣٧٧هـ كتب عن معبد الأصنام في الملتان ما يأتي:

البلد في يد يحيى بن محمد الأموي وهو صاحب المنصورة أيضا والسند كله.

وفي شان المنصورة كتب يقول:

وهي قصبة السند والخليفة الأموي مقيم بها يخطب لنفسه ويقيم الحدود ويملك السند كله بره وبحره(٢٩)

ثم كتب في حق بغانين ماياتي:

وهو بلد واسع يؤدي أهله الخراج إلى الأموي والى صاحب بيت الذهب(٣٠)

وتصريحات أبي دلف هذه معقدة تحتاج إلى بحث وتحقيق، ومن الضروري القول بأن كل منطقة السند كانت في القرن الرابع الهجري تحت حكم آل هبار، الذين اتخذوا المنصورة عاصمة لهم، وفي هذه الفترة كانت الخلافة الأموية قد طويت صفحتها، ولهذا فانهم لم يعدوا كونهم حلفاء أو عمالا لبني أمية، كما لم يخطبوا باسمهم، وإنما كانوا يدعون في خطبهم للخليفة العباسي، حتى انه ليمكن القول بأن الحكام الهباريين في السند كانوا عباسيين، فضلا عن أنه لم تكن لهم حكومة في الملتان، بل كان يحكم الملتان في ذلك الوقت بنومنبه أو حكام من أسرة سامة بن لؤي، كما يمكن القول أيضا بانه كانت على الملتان آنذاك حكومة شيعية اسماعيلية ولم نجد أي تصريح لمؤرخ أو سياح معاصر للحكام الهباريين يدل على أن الخطبة كانت باسمهم, والذي ذكره بعضهم أن الخطب كانت تقرأ باسم الخليفة عضد الدولة.

وبناء على هذه الوجوه يكون يحيى بن محمد من حكام الاسرة الهبارية وأن حكومته كانت تشمل كل بلاد السند، وأن سكان بغانين كانوا يؤدون إليه الخراج، وكان يخطب باسم الخليفة العباسي كباقي الحكام الهباريين، وقد اشتهر عنه أنه من الحكام المتدينين المتقيدين بأحكام الدين إلى حد كبير، فأجرى الأحكام الشرعية، وأنفذها في طول البلاد وعرضها والغالب أن يحيى هذا هو ابن محمد، وتبعا لما ذكره المسعودي يكون نسبه واسمه الكامل: يحيى بن محمد بن عمر بن عبد الله بن عبدالعزيز ونعود فنقول إن هذه الشخصيات التي تعرضنا لها بالحديث وتلك الأسماء التي أوردناها لحكام الدولة الهبارية من سنة ٢٤٧ إلى نصف القرن الرابع الهجري قد استخلصنا ما كتبناه عنها من عدة كتب ولا شك أن هناك اسماء لحكام آخرين على امتداد الفترة من سنة ٢٤٧هـ إلى سنة ٤١٦ و٤١٧ نهاية هذه الدولة، ولكنني لم

أستطع الاهتداء إلى غير من ذكرتهم.

الملوك الهباريون وعهودهم

عرفنا أن مؤسس الدولة الهبارية هو عمر بن عبد العزيز الهبارى وأنه قد أقامها فى سنة ٢٤٧ بالسند، وأنها كانت حكومة مستقلة، ولكنه لم يحكم سوى مدة قليلة، بدليل أن الحاكم فى سنة ٣٥٦هـ كان من أولاده كما كتب المعاصر له الزبير بن بكار الذى قال:

و والى السند اليوم من ولد عمر بن عبدالعزيز (٣١)

والمعروف أن الزبير قد كتب كتابه "جمهرة أنساب قريش" فى سنة ٢٥٦ عندما كان قاضيا فى مكة.

وقد نقل الخطيب البغدادى قول أبى عبدالله أحمد بن سليمان الطوسى من أن الزبير بن بكار توفى بعد ثلاثة أيام من الفراغ من قراءة كتابه "أنساب قريش(٣٢)" ومن المعلوم أن وفاة الزبير كانت فى سنة ٢٥٦هـ وهذا يدل من طريق آخر على أن حاكم السند فى ذلك الوقت لم يكن عمر بن عبدالعزيز وإنما كان أحد أولاده.

وتدل بعض القرائن على أن وفاة عمر كانت قريبا من سنة ٢٥٠هـ، وأن مدة حكمه لم تتجاوز ثلاث سنوات.

كما يؤخذ من الواقعة قصها بزرج بن شهريار عن ابنه عبد الله أنه كان حاكما على السند سنة ٢٧٠هـ.

ويتضح من كلام القاضى رشيد بن الزبير عن موسى بن عمران أنه كان موجودا فى سنة ٢٧١هـ وأنه كان قد أرسل الهدية التى ذكرناها سابقا إلى الخليفة المعتمد بالله فى هذه السنة.

وطبقا لكلام المسعودى عن حفيده عمر بن عبدالله فانه قد حكم فى سنة ٣٠٣هـ بنجاح.

أما كلا ولدى عمر بن عبدالله اللذين رآهما المسعودى فى المنصورة فلا ندرى هل حكما أم لا؟ و اذا كان فمتى؟

نهاية الدولة الهبارية فى سنة ٤١٦ أو سنة ٤١٧هـ على يد السلطان محمود الغزنوى

دالت الدولة الهبارية والحكومات الأخرى على يد السلطان محمود الغزنوى وقد كتب الامام ابن حزم المتوفى سنة ٤٥٦ فى جمهرة الأنساب ما يأتى:

وتداول أولاده ملكها إلى أن انقطع أمرهم فى زماننا هذا أيام محمود بن سبكتكين صاحب ما دون النهر من خراسان (٣٣)

وقد أكد نفس العبارة السابقة العلامة ابن خلدون، واتفق مع الأثير فى كتابتها على أن نهاية الدولة الهبارية كان على يد السلطان محمود الغزنوى. وان ذلك كان فى سنة ٤١٦ أو سنة ٤١٧هـ ابن الاثير قد ذكر أن السلطان محمود الغزنوى هجم على "سومنات" فى نصف ذى القعدة سنة ٤١٦هـ ثم حمل على المنصورة بعد فتح سومنات ويقول:

قصد المنصورة وكان صاحبها قد ارتد عن الاسلام فلما بلغه مجئ يمين الدولة فارقها واحتمى بغياض أشبة فقصده يمين الدولة من موضعين فأحاط به وبمن معه فقتلوا أكثرهم وغرق منهم كثير ولم ينج منهم إلا القليل (٣٤)

كما ذكر ابن خلدون أن حاكم المنصورة كان قد ارتد عن الاسلام فهجم محمود الغزنوى على المنصورة، فلما ذاعت الأخبار، ووصلت إليه الأنباء، احتمى بالأشجار، ودخل بين الغابات ولكن جيوش السلطان أحاطت به، وأخذت فى قتل أصحابه، ومن معه،

حتى أفنتهم عن آخرهم ، و توجه السلطان الغزنوي بعد ذلك "بهاتيا" و هناك خضع له الناس و أعلنوا ولاءهم ، و طاعتهم فعاد إلى غزنة في صفر سنة ٤١٧ هـ(٣٥)

حقيقة ارتداد صاحب المنصورة

إن قصة سلطان المنصورة ، و التصريحات المؤدية إلى القول بارتداده عن الاسلام لأمر يدعو إلى العجب ، كما يدعو إلى النظر ، و دقة البحث ، لأن المعلوم كما لمسنا سابقا من استعراض أحوال ملوك المنصورة ، أنهم كانوا معروفين بالتقوى ، مشهورين بالتدين و كانوا من أهل السنة و الجماعة بل إنهم كانوا يتشددون في التقيد بمذهب الإمام داؤد الظاهري و كان هو المذهب الرسمي للدولة الهبارية ، و له علماء أجلاء ، و قضاة و فقهاء هناك ، و قد ظلوا منذ البداية ، و حتى النهاية ، متعلقين بالخلافة العباسية و علاقاتهم بمعظم من الهندوك و الرجوات و الحكام غير المسلمين طيبة للغاية كما دعا راجا "ألور" إلى اظهار رغبته في معرفة الاسلام و فهم رسالته فأرسلوا له عالما فاضلا ، و في نفس الوقت أسلم راجا من السند و أهدى إلى الكعبة تحفة قيمة .

و من كل هذا ندرك أن الحكام الهباريين كانوا منصرفين إلى الأعمال الدينية الخالصة ، التي تشهد لهم بالفخر ، و أمام هذه الحقائق كيف نستطيع تعليل قصة الارتداد هذه لأنها ليست قرينة قياس ، فاذا كان المقصود بالارتداد الاتجاه إلى المذهب الشيعي الاسماعيلي الباطني ، فان ذلك أيضا ليس بصحيح ، لان الاسماعيليين كانوا قد أحدثوا ثورة في الملتان و أنحائها و استخلصوا الحكومة هناك ، من أبي منبه فجاء الغزنوي و استأصل شأفتهم ، فالقول بوجود حاكم شيعي أو باطني في المنصورة ، بعد ذلك بعشرين عاما ، أمر غير يقيني بالمرة خاصة

و أن الشقة بين المنصورة و الملتان في ذلك الوقت و أثناء تلك الحالات كانت واسعة ، و لا نجد للباطنية في المنصورة أي أثر أو خبر .

و لعل السلطان الغزنوي الذي كانت حكومته قد امتدت فشملت البنجاب ، و كشمير ، و السند و كجرات ، و أصبحت الحكومات العربية المستقلة في الملتان و السند جزءا من تلك الحكومة ، و لم تظل منفصلة مستقلة عنه غير حكومة المنصورة ، قد دعاه لأن يفتش لها عن سبب يجوز الحاقها و ضمها فوصمت الحكومة السنية المتشددة هناك بالارتداد ، و من ناحية أخرى يمكن القول بأن السلطان الغزنوي قد أحس بالخطر من العلويين الذين كانت لهم ركيزة كبيرة في المنصورة ، و شأن عظيم بها خاصة و أن من آبائهم و أجدادهم من كان له ضلع كبير في الثورات التي قامت ضد العباسيين ، و أمامه أيضا ما أحدثوه من انقلاب في الملتان ، و استيلاء على الحكومة فيها ، لذلك فكر في ضرورة ضم تلك المنطقة إلى حكومته ، فأشاع و روج قصة الارتداد هذه ، و ذلك دأب أرباب الملك و المشتغلين بالسياسة و فن من فنونهم .

و إذا كانت حكومة آل هبار قد انتهت في المنصورة ، فان أفراد تلك الأسرة قد انتشروا في كل أنحاء السند كباقي القبائل العربية و انغمسوا في الحياة مع أهلها ، فتفرع نسلهم في كل مكان .

و لا نجد أي ذكر لأية شخصية قابلة للذكر من الأسرة الهبارية هذا الوقت ، اللهم إلا شيخ الاسلام بهاء الدين زكريا بن محمد الملتاني المتوفى سنة ٦٦٦ هـ رحمه الله فهو الذي رفع منارة للعلوم و الفنون في هذه البلاد من بعد ثلثمائة عام من حكم آل هبار ، و قد دلل هذا الهباري الصوفي بدلقه و سجادته على بقاء و ثبات أثره بصورة أكبر و أعز من عروش و تيجان الحكام الهباريين ، فقد ظلت الملتان و ما حواليها إلى مدة طويلة من الزمن تضيء بنوره و تهتدي بالعلم و الفضل بسببه .

نظرة عامة على قيام الحكومة الهبارية

كتب العلامة المحقق المرحوم سيد سليمان الندوى فى كتابه "علاقات العرب و الهند" أن محمد بن القاسم قد أتم فتح بلاد السند و الملتان فى أواخر القرن الأول الهجرى ، و ظلت المناطق التى فتحها كجزء تابع للخلافة فى دمشق أيام الامويين ، و فى بغداد فى عهد العباسيين و فى وسط القرن الثالث الهجرى ، و عقب خلافة المعتصم ، أعان كثير من الحكام و الولاة ، الاستقلال بحكوماتهم ، لما أصاب الخلافة من ضعف ، و استطاع بعض الرجوات الهندوك الاستيلاء على بعض الجهات ، كما تمكن بعض المسلمين من المحافظة على رئاساتهم ، حتى حملة محمود الغزنوى و من بين تلك الحكومات التى كانت تعتبر كبيرة إلى حد ما بالنسبة لغيرها حكومتان : احداهما فى المنصورة ، و ثانيتهما فى الملتان ، و قد تحدث عنهما الرحالة العرب الذين وصلوا إلى هناك ، حتى آخر القرن الرابع و قد ذكروا أن العرب قد استوطنوا المنطقة التى فتحوها فى السند و منهم من قبائل قريش ، و كلب ، و تميم ، و أسد ، و اليمن ، و الحجاز ، و استمرت حكومتهم قائمة حتى وسط القرن الثالث الهجرى ، تأخذ من الملتان حتى البحر ، و تسيطر على كل المنطقة حتى اشتعلت الحروب الأهلية بين اليمانيين و النزاريين فأدت فى النهاية إلى تخريبها ، و خروج كثير من هذه البلاد من قبضتهم ، و لم تبق سوى حكومتى المنصورة و الملتان ، إلى وقت حملة الغزنوى.

و كانت بوادر بزوغ فجر الدولة الهبارية قد لاحت فى إبتداء عهد الخليفة الأموى هشام بن عبدالملك و ذلك عند ما تقرر تعيين تميم بن زيد مكان الجنيد بن عبد الرحمن المرى ، حاكما على السند ، و كان ضعف تميم قد تسبب فى اختلال نظام الحكم فى السند ، حتى أخذ الولاة و المسئولون فى كل من السند و الملتان فى ترك مراكزهم ، و هجر

مدنهم ، فرفع الرجوات الهندوس رؤوسهم و تطلعوا للاستيلاء على الحكم و لذلك أصبحت هناك ضرورة ملحة لتعيين حاكم قوى ، فرأى هشام بن عبدالملك بعد وفاة تميم اسناد الأمر إلى الحكم بن عوانة الكلبى فى سنة ١٠٥ هـ و قد اجتهد الحكم بمعاونة عمرو بن محمد القاسم فى السيطرة على البلاد و اصلاح أمورها ، و كان من أول الاعمال التى قام بها انشاء مركز للقيادة العسكرية فى "المحفوظة" و أحكم تحصينها من كل الجوانب و عمر المنصورة ، و اتخذها دارا للامارة ، و عاصمة للحكومة ، حتى صارت فيما بعد مقرا للولاة ، و العمال الأمويين ، و العباسيين ، و قد ركز الحكم كل طاقته فى المنصورة ، و المحفوظة ، و حصل على فتوحات فى السند ، و استرد المناطق التى كانت قد خرجت من أيدى المسلمين ، فاطمأن العامة ، و عاشوا فى هدوء و أمان.

و لكن بعد مقتل الحكم لحق الضعف مرة أخرى بالحكومة الأموية فى السند و عادت حالة الفوضى و الاضطراب ، والاختلال ، إلى ما كانت عليه قبل و بعد مقتل الخليفة المتوكل ، استطاع الهباريون الاستيلاء على المنصورة و إعلان حكومتهم فيها ، و كانت تسيطر على كل منطقة السند ، و أعان مؤسسها عمر بن عبدالعزيز الهبارى استقلاله بالأمر ، و عمل على اقرار الأمن و حكم بنجاح كبير .

و كان من أكبر المؤثرات فى سوء الحالة فى بلاد السند الحروب القبلية بين العرب بعضهم بالبعض ، فقد شاع الشقاق بين اليمنيين و و الحجازيين أى بين النزارية ، و القحطانية ، ما أعطى فرصة للأعاجم للدس و الفتنة و بث الفساد ، و بذلك نجحت دعوة الشعوبيين ، و كان العلويون والخوارج و من يتعلق بها ، قد اتخذوا من السند مركزا لتدبير المؤامرات ، و حاربوا ، و حاولوا سرا و جهرا ، من كرمان و مكران إلى الملتان و فى وسط تلك التيارات و الفتن الداخلية و الخارجية قامت حكومتا المنصورة و الملتان فأحدثتا نظاما جيدا و أمنا مستتبا.

استقلال الدولة الهبارية

يرى المؤرخون ، و الرحالة العرب أن الحكومة العربية التى قامت فى البنجاب (الملتان) والأخرى التى قامت فى المنصورة ، كانتا حكومتين مستقلتين و قد وصفوها دائما بهذه الصفة و كتب المسعودى ما يأتى :

و صاحب مملكة بلد الملتان رجل من قريش من ولد سامة بن لؤى بن غالب و كذلك صاحب مملكة المنصورة رجل من قريش من ولد هبار بن الأسود و الملك فى هؤلاء و ملك صاحب الملتان متوارثان من صدرالاسلام . (٣٦)

و كان ملوك المنصورة مشهورين بلقب و نسبة خاصة ، يقول المسعودى

و يعرفون ببنى عمر بن عبد العزيز و ليس هو عمر بن عبدالعزيز مروان الأموى (٣٧).

و قد لقب الزبير بن بكار و ابن حزم الحكم هناك (بالوالى) ، أما الاصطخرى و ياقوت فقد استعملا لهم لفظ (ملك) ، و استعمل المقدسى لقب (سلطان) ، و المسعودى أطلق عليهم (ملوك المنصورة) و صاحب المنصورة .

الدعاء فى الخطبة للخلفاء العباسيين

مع أن الحكام الهباريين كانوا مستقلين ، و لهم الحرية المطلقة ، و السيادة الكاملة فى الداخل ، فانهم كانوا يرتبطون بالخلافة العباسية فى بغداد و يخطبون باسمها ، و يدعون للخليفة فيها ، و كانوا يعتقدون أن ذلك أصلح لشأنهم ، و أدعى لثباتهم ، و استقرارهم ، على نحو ما كان فى ذلك الوقت فى العراق ، و الجزيرة ، و جهات أخرى من العالم الاسلامى ، فى رجوعها كلها إلى مركز الخلافة .

و لما كان الهباريون من أهل السنة و الجماعة يقلدون مذهب الظاهر فانهم وقفوا مع الخلافة العباسية ضد العلويين ، و الخوارج ، و الشيعة ، فى السند. و يصرح المؤرخون فى هذا ، بأن آل هبار كانوا يدعون فى خطبهم للخليفة العباسى ، و قد كتب الاصطخرى فى حق المنصورة :

و ملكهم من قريش يقال إنه من ولد هبار بن الأسود تغلب عليها هو و أجداده إلا أن الخطبة للخليفة (٣٨)

كما كتب بشارى المقدسى :

و أما المنصورة فعليها سلطان من قريش يخطبون للعباسى (٣٩)

و قد صرح بعض المؤرخون و الرحالة بأن كل منطقة السند بما فى ذلك المحروسة ، و المقبوضة كانت داخلة تحت حكم بنى عمر بن عبدالعزيز بصفة حكامها نائبين عن الحكم الهبارى ، حتى إننا لنجد أنه عند ما بايع الخليفة المتوكل على الله ابنه محمد المستنصر بالله سنة ٢٣٥ﻫ بولاية العهد كانت هذه البلاد آنذاك تضم السند و مكران و قندابيل و فرج بيت الذهب (الملتان)(٤٠) على حين أنه عندما أسند الخليفة المعتمد ولاية العهد لابنه جعفر فى شوال سنة ٢٦١ﻫ فاننا لا نجد فى المرسوم الذى منحه اياه ، و كتبه له ، غير اسم "السند"(٤١) و السبب فى ذلك أن مكران و قندابيل و غيرها قد انفصلت ، و استقلت ، و صار حكامها لا يعترفون بنيابة الخلفاء العباسيين .

و لكن لما قامت الدولة الهبارية فى حدود سنة ٢٣٧ﻫ فانها كانت تقرأ الخطبة باسم الخليفة العباسى ، حتى إنها كانت تعد كجزء من الخلافة العباسية .

الخطبة باسم عضدالدولة

منذ ابتداء الحكومة الهبارية إلى نهايتها ، كانت الخطبة تجرى على اسم الخلفاء العباسيين فى بغداد ، و لكن حدث فى وسط ذلك أن دعى لعضد الدولة الحاكم الثانى لبنى بويه ، وهو ابن ركن الدولة بن بويه الديلمى المتوفى سنة ٣٧٢ﻫ .

وقد كتب ابن بشارى المقدسى :

وأما المنصورة فعليها سلطان من قريش يخطبون للعباسى وقد كانوا خطبوا على عضد الدولة ورأيت رسولهم قد وافى إلى ابنه ونحن بشيراز(٤٢)

ويظهر من بعض العبارات فى حواشى أحسن التقاسيم أن الدعاء لعضد الدولة لم يتعد المدن الساحلية فى السند ، وأن أحد أبناء عمر بن عبدالله كان قد ذهب إلى شيراز عند ابن عضد الدولة يطلب معونته لأن غلاما قد خرج ضد الحكومة الهبارية فى المنصورة ، وقد سبق القول بأنه فى عهد عبدالله بن عمر ثانى الحكام الهباريين خرج غلام من بنى كندة ويدعى أبوصمة لغزو المنصورة والاستيلاء عليها ، وأن عبدالله بن عمر حاربه ، وأجلاه عنها ، وبناء على هذا فيمكن القول بأن الدعاء فى الخطبة باسم عضد الدولة كان فى هذه الأثناء سنة ٣٧١هـ تقريبا .

وفى عام ٣٦٨هـ أمر الطائع بالله تحت ضغط الديلميين أن يخطب على جميع المنابر باسم عضد الدولة فى جميع دور السلطنة (٤٣) ويمكن أن يكون قد دعى له كذلك فى المنصورة ، فى هذا الوقت وهى التى فى الحقيقة فى طاعة الخليفة العباسى ، وكان قد دعى بالكوفة فى سنة ٣٧٥هـ باسم عضد الدولة بدلا من عز الدولة ، والغرض أنه قبل المقدسى يعنى سنة ٣٧٥هـ لم يخطب باسم عضد الدولة ، وعند ما وصل المقدسى السند كان يخطب للسلاطين العباسيين فى المنصورة .

ويتضح من بعض الروايات أن أحد الحكام الهباريين كان يخطب ويدعو لنفسه ، فقد كتب أبو دلف الينوعى البغدادى عن حالات المنصورة ما يأتى :

''والخليفة الأموى مقيم بها يخطب لنفسه'' (٤٤)

وقد أخطا أبودلف فى تعبيره بالخليفة الأموى ، فانما هو أحد الحكام الهباريين يحيى بن محمد صاحب المنصورة ، لأن أبا دلف كان

فيما بين سنة ٣٣١هـ الى سنة ٣٧١هـ اذا صحت هذه المعلومات التى ذكرها أبودلف .

كما يتضح كذلك من الهدايا والتحف القيمة التى أرسلها موسى بن عمر بن عبدالعزيز الهبارى للخليفة المعتمد فى سنة ٢٧١هـ كما صرح بذلك القاضى رشيد بن الزبير والتى تدل على مدى صفو العلاقات بين الهباريين والخلفاء العباسيين .

الخلفاء العباسيون الذين دعى لهم فى الخطبة فى عهد الهباريين

على امتداد مائة وسبعين سنة من سنة ٢٤٧ إلى سنة ٤١٧هـ هى فترة حكم الهباريين فى المنصورة بلغ عدد الخلفاء الذين دعى لهم فى الخطبة (١٥) خمسة عشر، آخرهم الخليفة أبوالعباس القادر بالله أحمد المتوفى سنة ٤٢٢هـ ، والذى دامت خلافته (٣١) احدى وثلاثين سنة وثلاثة أشهر ، على حين أن غيره ممن سبقه من الحكام كان قصير العمر فى الحكم وفيما يأتى أسماء هؤلاء الخلفاء :

(١) المنتصر بالله أبو جعفر محمد بن المتوكل — المتوفى فى ربيع الآخر سنة ٢٤٨هـ .
(٢) المستعين بالله أبو العباس أحمد بن المتوكل—خلع سنة ٢٥٢هـ .
(٣) المعتز بالله أبو عبدالله محمد بن المتوكل —المتوفى فى شعبان سنة ٢٥٥هـ
(٤) المهتدى بالله أبو محمد اسحاق — المتوفى فى سنة ٢٥٦هـ .
(٥) المعتمد باالله أبوالعباس أحمد بن المتوكل—المتوفى فى سنة ٢٧٩هـ.
(٦) المعتضد بالله أبو العباس أحمد — المتوفى فى ربيع الآخر سنة ٢٧٩هـ.
(٧) المكتفى بالله أبو محمد محمد — المتوفى فى ذى القعدة سنة ٢٩٥هـ.
(٨) المقتدر بالله أبوالفضل جعفر — قتل فى سنة ٣٢٠هـ.

(٩) القاهر بالله أبو منصور محمد — خلع سنة ٣٢٢هـ.

(١٠) الراضى بالله أبو العباس محمد — المتوفى فى ربيع الآخر سنة ٣٢٩هـ.

(١١) المتقى بالله أبو اسحاق ابراهيم — خلع فى محرم سنة ٣٣٣هـ.

(١٢) المكتفى بالله أبوالقاسم عبدالله— ،، ،، سنة ٣٣٤هـ.

(١٣) المطيع لله أبوالقاسم فضل — ،، ،، سنة ٣٦٤هـ.

(١٤) الطائع بالله أبو بكر عبدالكريم—،، ،، سنة ٣٨١هـ.

(١٥) القادر بالله أبوالعباس أحمد — المتوفى سنة ٤٢٢هـ.

العلاقات الخارجية لحكام المنصورة

عرفنا أن ملوك المنصورة كانوا يدعون فى الخطبة للخليفة العباسى و يعودون إليهم فى بعض أمورهم ، و لكنهم كانوا مستقلين استقلالا تاما فى الشئون الداخلية ، و الخارجية ، و كانت لهم علاقات ببعض الممالك تكشف عن مدى شهرتهم ، و عظمتهم ، و من بين تلك العلاقات التى تستحق الذكر تلك الصلات التى كانت قائمة بين آل هبار ، و آل ابن أبى الشوارب فى بغداد و قد كتب المسعودى :

و بين ملوك المنصورة و آل ابن أبى الشوارب القاضى قرابة و صلة نسب(٤٥)

و كان ابن أبى الشوارب قاضى القضاة فى بغداد ، و كانت أسرته فى عهد العباسيين هى التى تتضلع بعلوم الدين ، و كان أثرهم و قدرهم فى صف طبقة الحكام و توارثوا منصب القضاة عن جدهم الأمجد عتاب بن أسيد رضى الله عنه ، الذى كان الرسول قد أسند إليه القضاء فى مكة عقب فتحها ، و يظهر من وجود تلك العلاقات على المستوى القائم بينها آنذاك ، مدى اعتزازهم بهم ، كما تكشف عن معيار ارتفاع حياتهم الدينية و العلمية.

و كان آل بويه فى هذا الوقت يتمتعون بقوة ، و شوكة ، حتى آلت اليهم جميع أمور الخلافة من أسودها و أبيضها ، بعد أن استولوا على مركزها بغداد ، و كان للحاكم الثانى عضدالدولة علاقات بالهباريين و قد أشرنا قبل هذا إلى ما ذكره ابن بشار المقدسى من سفر مندوب من المنصورة إلى عضد الدولة فى شيراز(٤٦).

و قد طوقت شهرة الهباريين الآفاق و وفد إليهم و على بلادهم حكام و أمراء دول أخرى ، يقول المسعودى :

و رأيت بها رجلا سيدا من العرب و ملكا من ملوكهم و هو المعروف بحمزة (٤٧)

المراجع

(١) جاء فى جمهرة أنساب العرب للامام ابن حزم طبعة مصر ص ١١٩ ما يأتى : و هبار هذا كان يهجوالنبى صلى الله عليه و سلم أيام كفره فلما أسلم محا كل ذلك بمدحه و حسن اسلامه .

(٢) وهوالذى نخس زينب بنت الرسول اذا حملت من مكة الى المدينة فأسقطت جنينا — أنظر الاصابة ٨٩٣٠ و فى السيرة ٤٦٧ فروعها هبار بالرمح و هى فى هودجها و كانت المرأة حاملا فيما يزعمون فلما ريعت طرحت ما فى بطنها .

(٣) الاصابة فى تمييز الصحابة لابن حجر ج ٣ ص ٥٦٧ طبع مصر .

(٤) و فى جمهرة أنساب العرب للامام ابن حزم طبعة مصر ص ١١٩ ما يأتى : و اسماعيل بن هبار هو الذى قتله مصعب بن عبدالرحمن بن عوف و قتل معه قوم غيلة.

(٥) كتاب المجرص ٢٢٧ ، ٢٢٨ ، طبع حيدر آباد .

(٦) فتوح البلدان ص ٤٣٢ ، طبع مصر .

(٧) هى "بانية" التى كانت تبعد عن المنصورة بمسافة قليلة .

(٨) قرقسيا : بلد على نهر الخابور كذا وردت فى الأصول بياء واحدة و الذى ذكره ياقوت و كذا القاموس أنها تقال بياء واحدة يعنى الباء الأولى لا الثانية ، و أنشد ياقوت لذلك :

لعن سخطه من خالق أولشقوة
تبدلت قرقسيا من دارة الردم

(٩) جاء فى جمهرة انساب العرب ص ١١٨ طبع مصر ما يأتى : فمن ولد هبار الشاعر بن الاسود عمر بن عبدالعزيز بن المنذر بن الزبير بن عبدالرحمن بن الاسود صاحب السند وليها ابتداء الفتنة اثر قتل المتوكل و تداول اولاده ملكها الى أن انقطع امرهم فى زماننا هذا ايام محمود بن سبكتكين صاحب ما دون النهر من خراسان وكانت قاعدتهم المنصورة و كان جده المنذر بن الزبير قد قام بقرقسيا ايام السفاح فأسر و صلب.

(١٠) فتوح البلدان ص ٤٣٢.

(١١) كتاب الذخائر و التحف ص ١٨٥ طبع الكويت.

(١٢) جمهرة انساب العرب ص ١١٨.

(٣) تاريخ اليعقوبى ج ٢ ص ٩٩.

(١٤) نسب قريش ص ٢٢٠.

(١٥) جمهرة انساب قريش ج ١ ص ٥٢٠.

(١٦) جمهرة انساب العرب ص ١١٨.

(١٧) كتاب صور الارض بجوالة رجال السند و الهند.

(١٨) المسالك و الممالك ص ١٧٣.

(١٩) جمهرة انساب قريش.

(٢٠) كان هذا شائعا بين العرب و قد تكلم عن ذلك شارحو احاديث عند الكلام على قول الرسول فى غزوة حنين "أنا النبى لا كذب أنا ابن عبدالمطلب" و أخذوا من ذلك جوازه شرعا.

(٢١) تاريخ اليعقوبى بجوالة رجال السند و الهند ص ١٨٠.

(٢٢) جمهرة انساب العرب.

(٢٣) عجائب الهند طبع أوروبا ورجال السند و الهند ص ٢٥٣ ، ٢٥٤ و فيه كذلك ان مهروق بن رابق كان من رجال المائة الثالثة.

(٢٤) كتاب الذخائر و التحف ص ٣٧ طبع الكويت.

(٢٥) مروج الذهب ج ١ ص ٩٩.

(٢٦) مروج الذهب ص ١٦٧.

(٢٧) الفرسخ السندى يساوى ثمانية أميال.

(٢٨) مروج الذهب ج ١ ص ١٦٧—١٦٩.

(٢٩) معجم البلدان ج ٥ ص ٤١٨ ، ٤١٩ طبع مصر.

(٣٠) معجم البلدان ج ٥ ص ٤١٨ ، ٤١٩.

(٣١) جمهرة انساب قريش.

(٣٢) تاريخ بغداد ج ٨ ص ٤٧١.

(٣٣) جمهرة انساب العرب ص ١١٨.

(٣٤) تاريخ الكامل ج ٩ ص ١١٩.

(٣٥) تاريخ ابن خلدون.

(٣٦) مروج الذهب ج ١ ص ٩٩.

(٣٧) مروج الذهب ج ١ ص ١٦٥.

(٣٨) المسالك و الممالك ص ١٧٣.

(٣٩) احسن التقاسيم ص ٤٨٥.

(٤٠) الكامل لابن الاثير ج ٧ ص ١٦.

(٤١) الكامل لابن الأثير ج ٧ ص ٩١.

(٤٢) احسن التقاسيم ص ٣٨٥.

(٤٣) تاريخ الخلفاء للسيوطى ذكر الطائع لله.

(٤٤) معجم البلدان ج ٥ ص ٤١٩.

(٤٥) مروج الذهب ج ١ ص ١٦٨.

(٤٦) احسن التقاسيم ص ٣٨٥.

(٤٧) مروج الذهب ج ١ ص ١٦٧.

جرنل

الحكومات العربية في الهند و السند

(٤)

تأليف : القاضي أطهر مباركپوري

ترجمة : الأستاذ عبد العزيز عزت عبد الجليل

العلويون في المنصورة و حالة الأمن

كان الهباريون حجازيين ، و جدهم و عميدهم عمر بن عبد العزيز الذى انحاز للحجازيين في مقابلة اليمنيين بالسند أيام الفتن ، و قد طاب للحجازيين الاقامة في السند فاستوطن كثير منهم هناك ، كما وجد العلويون من بلاد السند ملجأ طيبا لهم ، لأنهم كانوا يحسون الخطر من الخلافة العباسية ، و كان الهباريون يحبون العلويين ، فأفسحوا لهم صدورهم و وسعوا أمامهم المجال ، فكثروا في المنصورة ، و كان أغلبهم ممن ينتمي لعلى بن أبي طالب .

و قد كتب المسعودي : " وبها خلق من ولد على بن أبي طالب رضي الله عنه ثم من ولد عمر بن على و ولد محمد بن على(١) ".

النظام والأمن الداخلي و الخارجي

من استعراضنا السابق ، يتضح أمامنا أن منطقة السند قبل عهد الهباريين كانت ميدانا للثورات ، ومرتعا خصبا للانقلابات ، و أن الخلافات القبلية بين العرب قد أخذت صورة الحرب الأهلية ، التي أريقت فيها الدماء ، و كان

---

١) مروج الذهب ج ١ ص ١٦٨ .

الشيعة العلويون يقضون حياتهم فى قلق و لكن الحال تغير بقيام الدولة الهبارية فعاد إلى البلاد كل من كان قد تركها ، أو نزح عن داره ، و ترك مركزه ، و نعمت كذلك الولايات الهندوسية المجاورة للمنصورة بالأمن والطمأنينة ، خاصة حكومة " ألور ".

و قد كان تدين الهباريين ، وورعهم ، و سيرهم ، فى إدارة البلاد على هدى من الدين و عمل بالاسلام ، مما له أكبر الأثر ، فعم الأمن والأمان ، و فشا العدل والانصاف ، والرخاء و شعر أهل السند لأول مرة بذلك فتعلقت نفوسهم و قلوبهم بالحكم الجديد ، و قد لخص لنا ابن حوقل تلك الصورة فى عبارته الاتية : " و ساسوهم سياسة أوجبت رغبة الرعية فيهم وايثارهم على من سواهم غير أن الخطبة لبنى العباس(١) ".

و لهذا لانجد أى دليل على قيام ثورة صغيرة ، أو كبيرة ، طوال مدة الـ ١٧٠ (مائة و سبعين سنة) ، من سنة ٢٤٧ إلى سنة ٤١٧هـ ، هى مدة حكم الهباريين .

ثورة والقضاء عليها

غير أنه فى بداية الدولة قامت ثورة صغيرة ، استطاع الحاكم الموجود فى هذا الوقت اخمادها ، و من المناسب أن نذكر شيئا من التفصيل عن تلك المحاولة ، فنقول : إنه فى أول حكم آل هبار وصل إلى السند غلام من بنى كندة ، يدعى أبوصمة من العراق مرافقا للحاكم العباسى داؤد بن يزيد بن حاتم ، و عمل على الاستيلاء على السلطة ، و فى ذلك كتب البلاذرى :

---

١) كتاب صورالارض بحوالة رجال السند والهند ص ١٨٠.

" و كان معه أبوصمة المتغلب اليوم و هو مولى لكندة (١) ".

و من تلك العبارة يتضح أن ذلك كان بعد منتصف القرن الثالث ، لأن عام تصنيف كتاب فتوح البلدان هو ٢٥٥هـ و أن أباصمة كان قد استولى على منطقة ما فى بلاد السند ، ثم حاول فى سنة ٢٧٩هـ الاستيلاء على المنصورة أثناء حكومة عبد الله بن عمر بن عبد العزيز الهبارى الذى استطاع أن يخرجه و بعد تلك الواقعة قرر الانتقال من " بانيه " مقر سكن آبائه وأجداده واستقل بالمقام فى المنصورة ، التى تبعد عن بانيه بفرسخ واحد ، و بعد تلك الحادثة لم نسمع عن وقوع أى ظاهرة أخرى من هذا القبيل ، أو أية اضطرابات تخل بالأمن ، أو تدعو لعدم الاطمئنان.

و عند ما توجه السلطان محمود الغزنوى نحو المنصورة تأهبت الحكومة هناك و وقفت فى الميدان ، و كانت الفتن آنذاك قد نخرت فى مكران و كرمان ، و تعدت إلى الملتان ، و عمت ثورات العلويين كل طرف وناحية ، و صار لدعاتهم و مبلغيهم مراكز كثيرة فى تلك الجهات ، و لما استولى الاسماعيليون على زمام الحكم فى الملتان ، انبثقت من هناك الدعوة الباطنية الاسماعيلية ، ودعى فى الخطبة باسم الحكام الفاطميين فى افريقيا ، و كان للخوارج مجهودات لا تقل أثرا أو خطرا و قد تمركزوا فى طوران ، و قزدار ، و مكران ، و قنادبيل ، واستطاع الخوارج اقامة حكومة لهم فى قزدار ، واريقت هناك دماء القرامطة ، وزاد من سوء الحالة النزاع القبلى بين العناصر العربية ، و لكن يقظة الحكام الهباريين قضت على كل تلك الثورات ، و هذا عمل خالد يحفظه لهم التاريخ

---

١) فتوح البلدان ص ٤٣٢.

لقد كان الهباريون يقلدون مذهب أهل الظاهر ، و يتبعون داؤد الظاهرى و تشددوا فى ذلك كالحنابلة ، وكان بجوارهم فى طوران و قزدار الخوارج المتشددون و فى جانب آخر الشيعة الباطنية الذين كانوا قد خلفوا بنى سامة فى الملتان ، و فى المنصورة عدد وافر من العلويين ، و وسط كل هذه التيارات لم تحدث أى مشاغبات من ناحية أى جماعة من أولئك ، هذه ميزة للحكومة الهبارية و لا يمكن لأى حكومة أخرى أن تنافسها فيها من الحكومات المعاصرة لها كما لا يتأتى لاى مؤرخ انكار حسن سياستهم ، وجودة تدبير أمور حكومتهم.

خطر عارض و قتل الأتراك

و كان بينهم و بين آل بويه علاقات أخوية ، وصداقة و مودة ، و لهذا لم يسمحوا المتمردين و الثوار ضدهم باللجوء إلى بلادهم ، أو أن يتخذوا منها كهفا يأوون اليه ، و كانوا يعتقدون أن الثوار على حكومة الديلميين يشكلون خطرا عليهم . و قد كتب الوزير أبو شجاع محمد بن حسن ظهير الدين روذراورى المتوفى سنة ٤٨٨ فى حاشية تجارب الأمم: أن صمصام الدولة الديلمى قد أمر فى سنة ٣٨٥ بقتل الأتراك الذين لجأوا إلى بلاد فارس فصارت لهم هناك مذبحة عامة فى شيراز ، ولذلك قامت ثورة كبيرة فى هذه المنطقة من بلاد فارس ، فادبهم صمصام الدولة و تعقبهم حتى أجلاهم الى كرمان ، ولما لم ينعموا هناك بالأمن ، استأذنوا حاكم السند فوفدوا عليهم فقتلهم و فى هذا الشأن كتب صاحب ذيل تجارب الأمم مايأتى : " فدفعتهم الضرورة إلى قصد بلاد السند و استأذنوا ملكها فى دخول بلده و أظهر لهم القبول و خرج لاستقبالهم و رتب أصحابه صفين و رجاله و داقفهم على الايقاع بهم اذا دخلوا

بينهم ففعلوا ذلك و لم يفلت منهم الا نفر قليل حصلوا بين القتلى و هربوا تحت الليل(١) ".

و لعل هؤلاء كانوا قد أرادوا المجئ إلى السند لاحداث فتن و قلاقل بها كما فعلوا مع حكومة آل بويه من اضطراب فيها و تخريب فى أرضها ، ولذلك قضى عليهم بذلك.

القوة الحربية و الأفيال

و فى سبيل القضاء على الفساد و المفسدين من أرباب الفتن ، اهتم آل هبار بالجيش ، فأحكموا نظامه ، ودعموا قوته ، و يمكن تقدير تلك القوة من بيان المسعودى الاتى : " ولملك المنصورة فيلة حربية هى ثمانون فيلا رسم كل فيل أن يكون حوله على ما ذكرنا خمسمائة راجل وأنه يحارب ألوفا من الخيل على ما ذكرنا(٢) ".

و كان من بين تلك الفيلة الحربية الفيلان اللذان ذكرناهما و هما منفرقليس و حيدرة و كان اذا خرجت الأفيال تقدمها منفرقلس و من ورائه حيدرة ، ثم كل الفيلة و كان من عادة الحكام و المهراجات فى انزال الأفيال إلى ساحات القتال ، و ميادين الحرب ، أن يعمد إلى أقواها فتحدد أنيابه ويشد خرطومه ، و تغطى كل مقدمته بالدروع ، و يلف جسمه بها ، و يسير معه خمسمائة جندى ، و يكفى ذلك لمنازلة مابين خمسة أو ستة آلاف فارس ، فيكر و يفر ، و يقتحم صفوفهم ثم يخرج منها ، و هكذا على نحو ما كان يروح

---

١) ذيل تجارب الامم ص ٢٦٤، ٢٦٥.
٢) مروج الذهب ج ١ ص ١٦٨.

فى الحروب بالأفيال وقتها(١).

وبناء على هذا فيمكن لنا بعملية حسابية تقدير مدى القوة الحربية لتلك الحكومة الهبارية التى كانت تملك ثمانين فيلا كل واحد منها يلزمه خمسمائة مقاتل فهذا يعنى أن جملة المحاربين بالفيلة يبلغ أربعين ألفا.

الآلات الحربية و الأسلحة

كانت السيوف و النبال هى الالات الحربية العامة المستعملة فى هذا الوقت، و لكن ماهى آلات الحرب التى كان يملكها الهباريون ؟و يحاربون بها؟ لعلهم قد استعملوا نفس الأسلحة التى كان يستعملها الولاة العباسيون فى السند من قبلهم.

و قد كتب القاضى رشيد بن الزبير عن العثور على آلات حربية فى مخازن حاكم المنصورة عمران بن موسى البرمكى الذى قتل فى ذى الحجة سنة ٢٢٧هـ عبارة عن الأشياء الاتية :

(١) سبعمائة سيف هندى مدهونة و مطلية بالزيت.

(٢) دروع.

(٣) ألبسة حربية من أجود الأنواع و أعلى الأقسام.

(٤) دروع تبتية للصدر.

(٥) دروع أخرى واقية للصدر.

(٦) دروع لوقاية الجانب.

(٧) دروع أخرى حافظة للأرجل.

١) مروج الذهب ج ١ ص ١٦٦، ١٦٧.

(٨) خوزات للرأس.

(٩) دروع للخيل.

و فضلا عن كثير مما لم يتناوله العد، و يظهر من هذا أنهم كانوا يستعملون تلك الأنواع من الأسلحة(١).

الصلح مع الحكومات المجاورة

و يبدو أن فترة حكم الهباريين كانت فترة صلح و مصالحة وهدوء و ان كانت قد حدثت فى عهد حاكمهم الثانى محاولة أبى صمة التى تكلمنا عنها، و كان يعاصر الهباريين حكام الملتان الأقوياء، من بنى منبه و لكن لم تقع خلافات بينهما، نظرا لتوافق سياستهما، و كون الطرفين من أهل السنة و الجماعة و قد استطاع الهباريون تجنب احتكاك حكومة "ألور" الهندوكية بهم على خلاف ما كان بين راجا قنوج، وبنى منبه فى الملتان، فان الهباريين أمنوا ذلك الجانب بكياستهم و سياستهم، و لكنهم استمروا يقاومون الميد على سواحل السند.

محاربة الميد

على المناطق الساحلية من بلاد السند حتى بلاد الهند كان ينتشر قوم يعرفون بالميد قراصنة بحار، ولصوص سفن، و كتب الاصطخرى :

إنه يوجد على حدود الهند قوم يسمون الميد، و آخرون يدعون البدهة و إن الميد ينتشرون على كل السواحل من الملتان إلى نهر

١) كتاب الذخائر والتحف ص ١٨٧.

السند ، أما المنطقة التى كانت تقع بين قامهل و نهر السند فانها هى مراعيهم و سكناهم و هم عدد كبير (١).

و لم تقتصر قرصنة الميد و سرقاتهم على سواحل السند والهند فقط ، بل امتدت إلى سقوطرة فى بحر العرب ، و قد ذكر المسعودى أنه فى سنة ٣٣٢هـ كانت سفن اللصوص الهنود تأتى حتى سقوطرة لسرقة سفن التجار المسلمين و قطع الطريق على السفن المتجهة للهند و الصين ، على نحو ما كان يفعل القراصنة الأوربيون فى البحر الأبيض المتوسط ، فى الحملات على السفن الاسلامية و نهبها (٢).

و قد ظل أولئك القوم الاشرار ينازعون الهباريين ، و يقلقون راحتهم و فى ذلك كتب المسعودى : "و فيها حروب كثيرة من جنس يقال لهم الميد و هم نوع من السند و غيرهم من الأجناس و هم ثغر السند (٣).

و لكن بفضل مقاومة الهباريين لهم ، و محاربتهم إياهم ، و مكافحة خطرهم ، أمنت التجارة البحرية ، و سارت فى طريقها فى أمن منهم ،

المذهب الرسمى للحكومة الهبارية

حصل عهد الهباريين من ناحية الدين على مركز رفيع ، فكانوا بأنفسهم سنيون مقلدون ، مطيعون للخلافة العباسية ، و بينهم و بين

١) مسالك الممالك ص ١٧٦.
٢) مروج الذهب جـ ١ ص ٢٠.
٣) مروج الذهب جـ ١ ص ١٦٨.

أسرة قاضى القضاة ابن أبى الشوارب علاقات قديمة ، و لكنا لم نجد ما يكشف عن مسلكهم الفقهى ، ولكن يظهر من بعض القرائن القوية أنهم كانوا يتبعون الامام داؤد الظاهرى المتوفى سنة ٢٧٠هـ ، الذى انتشر مذهبه فى القرن الرابع الهجرى فى شرق العالم الاسلامى ، و أخذ مكانة المذهب الحنبلى مما دعا المقدسى إلى عد مذاهب أهل السنة الأربعة على الوجه الاتى :

الحنفية و المالكية ، والشافعية ، و الداؤدية ، بدون ذكر للحنبلية (١).

و كتب عن مذاهب أهل السنة أن كثيرا منهم من أصحاب الحديث ، و أنه قابل القاضى أبا محمد المنصورى و كان داؤدى المذهب ، و اماما فيه صنف عنه كتبا عديدة جيدة.

أما اهل الملتان فكانوا من الشيعة ، و لكن المدن الكبيرة لم تخل من الفقهاء الأحناف و ليس بها مالكية أو معتزلة أو حنبلية و أن المسلمين هناك يسيرون على مسلك طيب ، و تمسكهم بدينهم يستحق الثناء ، خاصة و أنهم تجنبوا الغلو فيه ، و التعصب له (٢).

و لم ينحصر المذهب الظاهرى فى بلاد السند ، أو المنصورة فقط ، و انما تجاوز تلك المنطقة فأخذ حظه فى اقليم فارس ، و تولى العلماء الظاهريون مناصب القضاء و غيرها ، و كان عضد الدولة من المعتنقين لهذا المذهب و قد كتب المقدسى : ان مدارس الفرقة الداؤدية فى

١) احسن التقاسيم ص ٣٧.
٢) احسن التقاسيم ص ٤٨١.

اقليم فارس و لهم فيها مجالس ، و هم كثرة ، و علماء الظاهر قابضون على مناصب القضاء و الاعمال الاخرى ، و ان المعتضد بنفسه من المقلدين لهذا المذهب (١).

و غرضنا من ذلك ايضاح أن المذهب الظاهرى كان له مقام فى كل من السند و فارس فى وقت واحد ، و أن الظاهرية قد شاعت علومهم ، و فنونهم ، و امتد مذهبهم إلى بلاد أخرى مجاورة ، فراج فى عمان وصارت لهم فيها مدارس و مجالس (٢) ، و كان العلماء الظاهريون مسيطرين على مناصب القضاء كذلك فى السند و قد ذكر المقدسى أن قاضى المنصورة فى وقته وهو أبو محمد الداؤدى كان يعتبر امام المذهب الداؤدى فى هذه الفترة ، و له مصنفات جيدة متعددة ، كما أن أبا العباس احمد بن محمد التميمى المنصورى كان قاضيا و ألف عدة كتب.

و كان اقليم السند يتبع المذهب الحنفى ، و كان هو المذهب الغالب ، و قد كتب ياقوت : أن المذهب الغالب فى أهل السند هو مذهب الامام أبى حنيفة (٣).

القضاء و اجراء القصاص

سبق لنا القول أن الهباريين كانوا أهل دين ، و أنهم ساسوا مملكتهم على هدى منه ولذلك نفذوا حدوده ، و ساروا على دستوره ، فأقاموا الحدود ، و طبقوا التعزيرات فى كل أنحاء البلاد ، و فى ذلك كتب أبو دلف عن حاكم

---

١) احسن التقاسيم ص ٤٣٩.

٢) احسن التقاسيم ص ٩٦.

٣) معجم البلدان ج ٥ ص ١٥١.

المنصورة فى زمنه ما يأتى : و يقيم الحدود (١).

أثر ديانة الهباريين و معاملتهم للرعايا من غير المسلمين

و كان الجمهور العام فى السند من غير المسلمين ، ممن يعبد الأوثان و مع هذا فبحسن سياسة الهباريين عاش الجميع فى سلام ، و زالت من أدمغة كثير من الناس المعانى الخاطئة عن الاسلام ، و تبدلت نظرتهم إلى الاسلام و المسلمين و من أول هؤلاء راجا مهروق حاكم ألور ، و حاكم آخر و هو الذى أهدى للكعبة نذرا (٢).

اللباس الملكى

و على الرغم من تقيد الحكام الهباريين بالدين ، و تمسكهم بمذهب أهل السنة فان لباسهم و زيهم كان يشبه إلى حد كبير لباس الرجوات الهندوك و حديثهم و كلامهم لا يظهر فيه فرق كبير و كتب الاصطخرى : ”و زيهم زى أهل العراق إلا أن زى ملوكهم يقارب زى ملوك الهند من الشعور و القراطق (٣)“.

و كان من عادة رجوات الهند اطالة الشعر ، وارتداء الجلباب و كذلك كان يفعل السلاطين الهباريون .

---

١) معجم البلدان ج ٥ ص ٤١٩.

٢) ذكرالفاكهى أنما أهدى الى الكعبة طوق من ذهب مكلل بالزمرد والياقوت مع ياقوتة خضراء أرسله ملك السند لماأسلم فى سنة تسع وخمسين ومائتين فعرض امره على المعتمد على الله فامر بتعليق مافى البيت الشريف فعلقت ”الاعلام باعلام بيت الله الحرام“ نسخة خطية بمكتبة الأزهر،

٣) مسالك الممالك ص ١٧٢.

الـــوزارة

من الضرورى لكل حكومة من وزارة ، و قد كان للهباريين شعبة مستقلة للوزارة كانت تسند إلى الاكفاء ، و أصحاب الرأى والفطنة ، و قد مربنا كلام المسعودى من ذكر مقابلة للوزير رباح فى المنصورة(١).

العملة و الأوزان و الغلات

كانت العملة الرائجة المشهورة فى عهد الهباريين تسمى "قاهريات"، وتفوق قيمتها الدراهم العادية المعروفة ، فالقاهرى الواحد كان يساوى خمسة دراهم ، كما كانت هناك عملة أخرى رائجة أيضا تسمى "طاطرى"، و كل طاطرى يساوى درهمين من الدراهم العادية العامة و كان عليها تصوير ، و فضلا عن رواج تلك العملتين ، القاهرى و الطاطرى ، فقد كان للدينار بجانبهما رواج و عموم(٢).

و لم تقع أعيننا على أى ذكر للأوزان و المكاييل و المقاييس السائرة فى الحكومة الهبارية و لكن المقدسى قد كتب بعد ذكره للسير المكى: "ان هذا السير رائج فى المنصورة و الملتان و الهند فيقول: "و منهم بطوران مكى و كذلك بالملتان و السند و الهند"(٣).

كما كتب أنه كان يروج فى طوران وزن أوكيل يطلق عليه "كيجى" يساوى أربعين سيرا بالسير المكى ، و ثمن كيجى واحد من القمح مابين أربعة دراهم إلى ثمانية ، كما كان بالملتان وزن يطلق عليه "سطل"، و كان يساوى

١) مروج الذهب ج ١ ص ١٦٧.
٢) احسن التقاسيم ص ٤٨٢.
٣) احسن التقاسيم ص ٤٨٢.

اثنى عشر سيرا قمحا ، و الغالب أن هذه الأوزان كانت هى الرائجة فى المنصورة ولا يتضح لنا مقدار ما كان تحصل عليه الدولة الهبارية من ضريبة الجمارك إلا أننا نستطيع تقدير ذلك من جمارك الدول المجاورة لها و قد كتب المقدسى عن ذلك فمن شاء ذلك فعليه بمصادره.

حدود الدولة و الأماكن المشهورة

ذهب الجغرافيون القدامى إلى أن اقليم السند يقع فى شرقه بحر العرب و فى الغرب صحراء كرمان و سجستان ، و فى الشمال بلاد الهند ، و فى الجنوب صحراء بلوجستان و مكران.

و قد قسم بشارة المقدسى إقليم السند إلى خمس مناطق ، وعد أكبر المدن فى السند على الوجه الاتى : المنصورة وهى دار السلطنة ، الديبل ، زندريج ، كدار ، مايل ، تنبلى ، نيرون قالرى ، انرى ، بارى ، مسواهى ، بهرج ، بانيه ، منجابرى ، سدوسان الرور (ألور) سوبارة المتصلة ببومباى ، كيناص ، صيمور (بومبائى) (١) كما عد الاصطخرى اقليم السند على هذا الوجه ولكنه كتب بدلا من نيرون بيرون ، ولم يعد سوبارة وصيمور من بلاد السند(٢). و ذكر أن هناك حكومات مستقلة معاصرة للدولة الهبارية فى نواحى السند ، حكومة بنى منبه فى الملتان ، و آل المغيرة فى قصدار ، و آل معدان فى مكران ، ولكنها جميعا ليس لها من الأهمية ما لحكومة الهباريين فى المنصورة.

و قد بلغ من سعة هذه الدولة ما نلمحه من تصريح المسعودى الاتى:
" و جميع ما للمنصورة من الضياع والقرى يضاف إليها ثلثمائة ألف قرية

١) احسن التقاسيم ص ٤٧٦ - ٤٧٧.
٢) مسالك الممالك ص ١٧١.

ذات زروع و أشجار و عمائر متصله"(١)،،.

و هذه هي سعتها في البر، وأما سعتها في المناطق البحريه فلا تقل عن ذلك، فقد كانت كل المنطقه الساحليه من الديبل إلى سوبارة وصيمور تحت حكم الهباريين، وبناء على ذلك فانهم يكونون قد حكموا كل السند برا و بحرا، وقد كتب أبو دلف عن يحيى بن محمد صاحب المنصورة : "و يملك السند كله بره و بحره،،(٢).

وبناء على هذا فقد قامت الدوله الهباريه في المنصورة و سيطرت على جميع منطقه السند، برطبها ويابسها، وضمت بين جنباتها ثلثمائه ألف قريه و ضيعه على الأقل، كان أغلبها يتصل بعضه ببعض أو يفصل بينها مسافات قليله على نحو ما هو موجود في زماننا الان من ضياع الرأسماليين والاقطاعيين

و مع أن مدينه "فهرج،، كانت خارج حدود السند، فانها كانت تتبع الدوله الهباريه و كانت مدينتا صيمور و سوبارة تعدان من بلاد الهند ولكنهما كانتا تتبعان الحكومه الهباريه في المنصورة و كان هناك حكام محليون في بعض مقبوضات الدوله الهباريه يستقلون بالحكم فيها على شرط التزامهم بتأديه الخراج، و بعض الالتزامات الأخرى، على نحو ما كان موجودا في الهند أيام الاحتلال الانجليزى، و تحت هذا الشعار كانت تسير حكومه "الور،، مع حكومه المنصورة.

المنصورة مركز الحكومه الهباريه

و كانت بالسند مدينه قديمه تدعى "بهنوا،، و هي التي اصطلح

١) مروج الذهب ج ١ ص ١٦٨.
٢) معجم البلدان ج ٩ ٤١٩.

الجغرافيون و السياح على تسميتها "برهمنا،، و قد أتت عليها يد الدهر و درست آثارها و على أنقاضها أنشئت المنصورة التي اتخذها الهباريون عاصمه لدولتهم، و كانت تقع في الاقليم الثالث من حيث التقسيم في نظر الجغرافيين القدامى، و طول البلد بجهتها الغربيه ٩٣ درجه، و عرض البلد من الجنوب ٢٢ درجه، و الخليج الخارج من نهر السند يحيط بها من ثلاث جهات، حتى جعل منها شبه جزيرة و مع أن الجو كان معتدلا في جوانبها وأطرافها، فان المدينه ذاتها كانت درجه الحرارة فيها مرتفعه جدا، و كانت تحصل على مياه الشرب من خليج نهر السند و يكثر فيها البق و فيها النخل و القصب بكثرة، وبها من الفاكهه المانجو والليمون، و هي على مسافه ١٢ مرحله من الملتان و خمس عشر مرحله من طوران.

والسؤال هو متى عمرت المنصورة ؟ و ما وجه تسميتها بالمنصورة؟ والجواب أن هناك آراء مختلفه حول تلك الأمور، و لعل أصح تلك الاراء ماروه البلاذرى من أن خالد بن عبد الله القسرى حاكم العراق كان قد أرسل الحكم بن عوانه الكلبي في سنه ١٠٥ هـ كحاكم على السند، و جاء معه عمرو بن محمد القاسم الثقفي، الذى أسند إليه الحكم سهام أمور الحكم وأمره على الغزوات في عهد الخليفه الأموى هشام بن عبدالملك، و قد عمر مدينه بالسند أسماها "المحفوظه"،، واتخذها مقرا له، و منها انبثقت مجهودات حربيه تحت قيادة عمرو بن محمد بن القاسم و بعد أن استقرت الأحوال وتم النصر عمر وراء بحيرة تقع خلف نهر السند مدينه أسماها المنصورة وهي التي صارت فيما بعد مركزا للحكام الأمويين والعباسيين، بدلا من المحفوظه(١). و لما أعلن

١) فتوح البلدان ص ٤٣١.

الهباريون استقلالهم اتخذوا المنصورة عاصمة لهم.

و هناك رواية تذهب إلى أن عمرو بن حفص عامل الخليفة العباسى أبى جعفر المنصور قد وطن ألف رجل بتلك المدينة وسماها المنصورة على اسم الخليفة العباسى ولكن هذه الرواية غير صحيحة.

أما المسعودى فقد ذكر أنها سميت بالمنصورة على اسم العامل الأموى فى السند "منصور بن جمهور"، و مما يضعف ذلك الرأى أن المنصورة قد عمرت قبل وفود المنصور بن جمهور إلى السند لأنه لما قامت الخلافات ضد الخلافة العباسية فقد أرسل أبو العباس السفاح موسى بن كعب التميمى لتاديبه، وكان ذلك فى سنة ١٣٤هـ ثم عينه حاكما و كان أول عمل قام به هناك هو ترميم مدينة المنصورة و توسيع مسجدها(١).

و كان بشارة المقدسى قد وصل إلى المنصورة قبل زوال دولة الهباريين بأربعين سنة تقريبا و كتب عنها و عن عظمتها و ذكر أنها أكبر مدينة فى هذا الاقليم، و أنها تساوى فى سعتها مدينة دمشق وأن منازلها من الطين و الخشب، وفيها مسجد جامع وسط السوق، مبنى بالطوب و الحجر و أعمدته من خشب الساج و طوله و عرضه كمسجد عمان، ولها كذلك أربعة ابواب: (١) باب البحر (٢) باب طوران (٣) باب سندان (٤) باب الملتان.

والناس هناك ارباب مروءة وشرف، معاملاتهم طيبة ومنهم كثير من اهل العلم وهم أذكياء فطناء يكثرون الصدقات الخ (٢). وكانت اللغة العربية شائعة فى المنصورة ونواحيها وتسير مع اللغة السندية جنبا الى جنب. و خلاصة القول

١) فتوح البلدان ص ٤٣١.
٢) احسن التقاسيم ص ٤٧٩.

ان المنصورة صارت منذ سنة ١٠٥هـ إلى سنة ٤١٦هـ مركزا للحكام و مرآة تتجلى فيها آثار الثقافة الاسلامية وأنها قد بلغت شأوا كبيرا فى عهد الهباريين وقد جاء فى "آئين أكبرى" مايدل على أن المنصورة كانت من أكبر المدن فى السند.

الديبل

ثانى المدن الكبيرة بعد المنصورة فى الدولة الهبارية، وكانت تقع على الساحل وقد كتب ياقوت الحموى ان هذه المدينة تقع فى الاقليم الثانى و طول البلد من الغرب ٩٢ درجة وعشرون دقيقة وعرض البلد من الجنوب ٢٤ درجة وثلاثون دقيقة وكانت الديبل ميناء تجاريا ويجرى فى أنحائها نهر الملتان و لاهور الذى يصب فى بحر العرب وكان بها كثير من العباد والزهاد والمحدثين والقراء وبعض رواة الحديث ينسبون اليها فيقال فلان الديبلى(١) و فى تصريح للقلقشندى ان بضائع الديبل كانت تصدر الى البلاد الاخرى و فى "تقويم البلدان" أن الكتان يزرع هناك بكثرة ويأتى اليها تمر العراق و فى كلام للبلاذرى انه فى عهد عمر بن الخطاب رضى الله عنه سنة ١٥هـ قد وجه حاكم البحرين و عمان، مغيرة بن أبى العاص الثقفى أخاه عثمان بن أبى العاص الثقفى الى الديبل فحارب هناك وانتصر وقد ذكر مثل تلك الرواية ياقوت الحموى(٢).

و كان محمد بن القاسم قد أقام فى مكران لعدة أيام ثم توجه لفتح قنزبور وارمائيل وفى يوم الجمعة التالى وصل الى الديبل فحفر الخنادق ونصب المنجنيق ورفع الرايات فوق القنوات وكان فى الديبل معبد كبير فيه أصنام، و يخفق عليه علم كبير، و كان أول عمل له أنه قام بضرب هذا العلم فأسقطه فروع بذلك قلوب القوم هناك ثم خرج بعد ذلك لمقابلتهم

١) معجم البلدان ج ٤ ص ١١٨.
٢) معجم البلدان ج ٣ ص ٤٨١.

فهزمهم ودخل المسلمون المدينة فاتحين نفر ''داهر،، و وطن فيها محمد بن القاسم أربعة آلاف من المسلمين وبنى بها مسجدا (١).

و فى عهد الخليفة المعتصم أقام عنبسة بن اسحاق الضبى سجنا من أحجار منارة معبد أصنام الديبل بعد ان هدمت كما استعملت أحجارها فى ترميم مدينة الديبل كذلك وقد عزل هذا الوالى قبل اتمام هذا العمل و خلفه هارون بن أبى خالد المروزى (٢).

وكانت الديبل قد تعرضت فى عهد الهباريين لزلزال عنيف و تفصيل ذلك تجده فى كتاب المنتظم للعلامة ابن الجوزى الذى يقول انه قد وصل الى مركز الخلافة فى بغداد سنة ٢٨٠ خبر من الديبل يفيد أنه فى ليلة ١٤ شوال حديث خسوف للقمر استمر حتى الجزء الأخير من الليل وأعقب ذلك أظلام شديد مع اشراقة الصباح و فى عصر اليوم هبت عاصفة هوجاء سوداء استمرت حتى ثلث الليل الاخير من الليلة الثانية ثم وقع زلزال خرب الديبل فلم ينج من منازلها وعمائرها إلا مائة بيت تقريبا ودفن باقى سكانها أحياء بين أنقاض المنازل والفجوات التى أحدثها الزلزال وكان هذا الخبر قد وصل إلى مركز الخلافة فى بغداد فى ذى الحجة.

ويقال أنه قد اخرجت جثث ثلاثين ألفا ممن قبروا فى هذا الزلزال ودفنوا فى مكان آخر بعيد وبعد هذا الزلزال العنيف الشديد تعرضت هذه المدينة خمس مرات أخرى للزلـــزال و تذهب بعض الروايات إلى أن عدد الذين اخرجوا من بين الانقاض قد بلغ مائة وخمسين ألفا من الضحايا.

---

١) فتوح البلدان ص ٤٢٤، ٤٢٥.
٢) فتوح البلدان ص ٤٢٥.

وقد تناول العلامة السيوطى فى تاريخ الخلفاء الحديث عن هذه الزلازل المهلكة باختصار وذكر أنها كانت فى عهد المعتضد بالله العباسى (١). وأما بالنسبة لمركزها العلمى والثقافى الاسلامى فكان فى المرتبة الثانية بعد المنصورة.

وقد اطلق على الديبل فيما بعد '' تهتها ،، التى تقع الان قريبا من مدينة كراتشى الحالية (٢).

بوقـــان

كتب ياقوت الحموى أن مدينة بوقان من بلاد السند و فى رواية للبلاذرى أن زياد بن أبيه قد قرر أباالأشعث منذر بن الجارود العبدى على ثغر الهند فحارب فى بوقان و قيقان و انتصر المسلمون هناك كما أرسل من بعده عبيد الله بن زياد حرى بن حرى الباهلى واليا و غازيا و قد شاءالله تعالى أن يفتح على يديه الأمصار هناك.

و فى رواية أخرى أن حرى بن حرى كان أسيرا للجيش مع سنان بن محبق الهذلى و قد تناول شاعر عربى ذلك فى بيته الاتى :

لولا طعانى ببوقان مارجعت   منه سرايا ابن حرى بأسلاب

و عمرت بوقان بالمسلمين فى القرن الثالث. و فى عهد المعتصم بالله عمر عمران بن موسى البرمكى مدينة أسماها '' البيضاء ،، فى بوقان ، و كانت بوقان مركزا و منها علماء و محدثون .

---

١) كتاب المنتظم ج ٥ ص ١٤٣ و تاريخ الخلفاء ذكر معتضد.
٢) سبق أن المصنف أورد كلاما للاستاذ محمد سليم شاه برد هذا عند الكلام على الاسماء الحديثة لبعض الامكنة والبلاد القديمة فى نهاية الكلام عن الدولة الماهانية انظر ص ٥١.

قيقــان

قيقان وهى معربة من "جيجان"، و كان اسما للمنطقة كلها فى قلات وغيرها و كانت تعد من بلاد السند و فى عهد على بن أبى طالب (رض) فيما بين سنة ٣٨ — ٣٩هـ استاذنه الحارث بن مرة الكلبى فى الحملة على بعض مناطق فى الهند فأذن له فحارب و انتصر و غنم و لكن الحارث و رفاقه استشهدوا فى قيقان سنة ٤٢ و بعد ذلك حارب هناك المهلب بن أبى صفرة فى سنة ٤٤هـ و فى عهد معاوية رضى الله عنه حمل عبد الله بن سوار الذهبى على قيقان وفتحها و سافر إلى معاوية يحمل معه الهدايا التى اشتملت على الخيل وأشياء أخرى ثم رجع و استدعى الأمر الاشتباك مع أهلها مرة أخرى ولكنه استشهد فى هذه المرة وصارت الغلبة لعدوه (١).

سيوستان

ذكر ياقوت أن سيوستان منطقة كبيرة فى السند و أنها تقع فى أطراف نهر السند على حدود الهند خيراتها كثيرة و حولها مدن و قرى كثيرة وكانت بها حكومة رجوات "ألور"، و كان يطلق عليها سيوان و سهوان و سيستان على اسم حاكم سندى معروف.

الرور أو ألور

ألور من المدن القديمة فى بلاد السند وكانت مقرا لحكومة أسرة "رائى"، و العرب تكتب عنها "الرور"، و كانت هذه المدينة على ساحل نهر السند بين الحدائق و العيون و كانت حكومتها قديما كبيرة جدا تمتد فى الشرق إلى كشمر و قنوج و فى الغرب إلى مكران و الديبل الى ساحل البحر و فى الجنوب

١) فتوح البلدان ص ٤٢١

كجرات إلى سورات و فى الشمال قندهار كرمان و جبل سليمان و كانت قلات تدخل فيها.

و فى تصريح للبلاذرى أنه عندما توجه محمد بن القاسم إلى ألور و بغرور فان أهل ساوندرى قد خرجوا لمقابلته لطلب الأمان منه فأمنهم و حتى القرن الثالث كان بها عدد من المسلمين.

ولما تقدم محمد بن القاسم نحو "بسمد"، خرج أهلها كذلك لطلب الأمان كما فعل أهل "ساوندرى"، ثم وصل الى "ألور"، وكانت مدينة جبلية فحاصرها مدة طويلة استمرت شهورا و تم له فتحها أخيرا بشرط ألا يقتل أحدا من أهلها وألا يتعرض لمعابدهم، و وضع عليهم الخراج و بنى هناك مسجدا (١). و قرر له خطيبا و ظلت تلك الوظيفة قرونا تتنقل بين أفراد و عائلة هذا الخطيب.

و فى عهد الهباريين صارت (ألور) مدينة لها رونقها و مركزها و قد كتب ابن حوقل ان هذه المدينة تبلغ فى مساحتها "الملتان"، كما صرح أبو الفداء فى تقويم البلدان بحوالة الوزير المهلبى بأن حكومة ألور كانت تحت المنصورة و أن من بين سكانها مسلمون فيقول: "و أهلها مسلمون فى طاعة صاحب المنصورة (٢)".

و قد عرفنا سابقا قصة حاكمها راجا مهروق الذى طلب من يعلمه و يرشده للاسلام و تذكرها الكتب العربية باسم (الرور والرا وازور) و مكانها الحالى مدينة سكهر الموجودة الان ببلاد السند.

١) فتوح البلدان ص ٤٢٦.
٢) تقويم البلدان ذكر بلاد السند.

بيرون أو نيرون

بيرون من مدن الكبيرة و كانت تقع بين الديبل و المنصورة و كتب القلقشندى ان بيرون تقع قريبا من المنصورة فى حكومة الديبل و أنها فى الاقليم الثانى وطولها ٤٤ درجة و ثلاثون دقيقة و عرض البلد ٢٤ درجة و ٤٥ دقيقة و كان وقوعها على خليج بحر العرب مما جعلها ميناء تجاريا و بينها و بين المنصورة أربعة مراحل و خمسة عشر فرسخا ، و قد فتحت صلحا على يد محمد بن القاسم فعندما وصل قريبا منها أرسل اليه أهلها مندوبين عليهم لاجراء محادثات للصلح و قد صاحب الوفد إلى داخل المدينة مع التكريم و التعظيم و تم الصلح على شرائط (١).

---

١) فتوح البلدان ص ٤٣٥.

الحكومات العربية فى الهند و السند

(٥)

تاليف : القاضى أطهر مباركبورى
ترجمة : الاستاذ عبد العزيز عزت عبد الجليل

و أصبحت هذه المدينة من مراكز الهباريين فيما بعد و كان يوجد بها قلعة متينة ، و عموم أهلها مسلمون و قد كتب الوزير المهلبى فى شأنها : " و أهلها مسلمون " ، و يذكرها بعض المؤرخين و الرحالة باسم نيرون بدلا من بيرون بالباء و هى الان مدينة فى حيدرآباد (السند).

بانية

كانت مدينة صغيرة فى جنوب المنصورة ، و تقع على مسافة مرحلة واحدة ناحية قامهل ، و كان يقيم بها عمر بن عبدالعزيز عميد آل هبار و مؤسس حكومتهم و كانت كذلك وطن آبائه .

سدوسان

و كانت تقع فى غرب نهر السند ، و قد فتحت فى زمن محمد بن القاسم على الصورة الاتية :

قام محمد بن مصعب بن عبدالرحمن الثقفى و معه بعض الفرسان و الجنود متوجهين نحوها فلما علم أهلها بذلك أرادوا الصلح و توسط

بين الفريقين أهل " سمنى ،، فأعطاهم الأمان مع وضع الخراج عليهم ، و وضع الزط الموجودين هناك عنده رهنا و كان عددهم أربعة آلاف ، ثم جندهم و جعل منهم محمد بن القاسم فيما بعد حاكما منهم على سدوسان و كانت فى عهد الهباريين خصبة تفيض بالخير (١).

بهرج

كتب الاصطخرى أن سواهى ، وبهرج و سدوسان تقع فى غرب نهر السند ، و قد عدها المقدسى من المدن الخاضعة لحكومة المنصورة ، كما ذكرها ياقوت بحوالة الاصطخرى عند الكلام عند فهرج البصرة و فارس كما ذكرت باسم " بهره ،، مدينة فى مكران و مما يبعث على العجب انه لم يرد أى ذكر لمدينة بهرج فى السند .

أنرى و قلرى

كلتا البلدتين كانتا تقع فى شرق نهر السند على مسافة بعيدة و كانت أنرى على مسافة مرحلتين و بين قلرى إلى المنصورة مرحلة.

بلرى

بلدة كانت تقع فى غرب نهر السند و كانت تتصل بالخليج الذى يخرج منه و يمر خلف المنصورة .

سنجابرى

بلدة كانت تقع فى مقابل المنصورة فى غرب نهر السند و كان لابد لمن

١) فتوح البلدان ص ٤٢٥.

يذهب إلى الديبل إلى المنصورة من المرور عليها .

بنبلى

عند خليج نهر السند و كانت لها شهرة خاصة فى التجار البحريين و الرحالة.

را هوق

منطقة من بلاد السند تتصل بالمنصورة و هناك تطيب الحقول و تكثر المواشى و ان كانت الفواكه هناك قليلة.

بغرور

و كانت قريبة من ألور و ذكرها موجود فى فتوحات السند .

تتر

و كانت مثل الديبل على ساحل البحر و كان لموقعها اعتبار كبير.

قيبلا

مدينة بالسند و كانت تقع على مسافة أربعة مراحل من الديبل.

تنبلى

و كانت تقع على ساحل البحر وبها قلعة و المسلمون بها قلة و التجار بها أقل. و من المدن الشهيرة كذلك كيفانة و سواهى و سوباره و صيمور.

المسافات بين المدن المختلفة

من المنصورة إلى الديبل	(٦) ستة مراحل
" " الملتان	(١٢) اثنا عشر مرحلة

من المنصورة إلى طوران	(١٥)	خمس عشرة مرحلة
" " الى حدود البدهه	(٥)	خمس مراحل
" " قند ابيل	(٨)	ثمانى مراحل
" " قامهل	(٨)	ثمانى مراحل
" " قلرى	(١)	مرحلة واحدة
" " بانيه	(١)	مرحلة واحدة
" " قصدار	(٨٠)	ثمانون فرسخا
" " انرى	(٣)	ثلاث مراحل
" " الور	(٦)	ست مراحل

و قد كتب المقدسى أن المسافر من المنصورة إلى الملتان يمر فى جزء من الطريق يبلغ حوالى أربعين فرسخا آهل بالسكان ، و ان الطريق كله آمن و بعد أن يتجاوز المسافر تلك المنطقة العامرة يمضى فى مسافة مائة فرسخ فى الصحراء التى يقل بها العمران .

من الديبل إلى قنبلى	(٤)	مراحل
من الديبل إلى بيرون	(٤)	مراحل
من الديبل إلى ارمائيل	(٤)	مراحل (١)

و من المعروف أن المرحلة سفر يوم ، و أن الفرسخ (١٢) اثنا عشر ألف ذراع و الذراع عشرون إصبعا و الاصبع ست عقد ، و ثلث الفرسخ ميل .

---

١) انظر التفصيل فى مسالك الممالك ص ١٧٨ - ١٧٩ ، و أحسن التقاسيم ص ٤٨٦ .

الطبيعة و المحصولات و التجارة و السكان

الطبيعة

اقليم السند حار فى مجموعه و معتدل فى بعض مناطقه و فيه فصول ثلاثة ، الشتاء و الصيف و المطر ، أما المنصورة فكان هواؤها عليلا ، و مطرها معتدلا ، وقد يغزر أحيانا و فى موسم الشتاء ينزل بالبلاد مطر أطلقوا عليه " بسار " و كل المنطقة صحراوية جبلية ، و كانت ألور جبلية ، و كان سكان المنصورة ضخام الأجسام معتدلو القامة .

الأنهار

امتدت الحكومة الهبارية إلى بحر العرب الذى يأخذ من السند حتى سواحل كجرات و سوبارة ، و صيمور ، وينعطف نحو الشرق من مكران ويمر قريبا من الديبل حيث يوجد نهر السند الذى تطلق عليه العرب " مهران " و يتصل بالبحر و يعتبر نهر السند من أكبر الأنهار و يشبه نهر النيل فى مصر ، فماؤة عذب للغاية و هو من ناحية الملتان ، و يجرى من عند المنصورة و يصب فى البحر قريبا من الديبل و تنبت الحقول على جانبيه و فى أوديته بعد فيضانه .

و يوجد نهر آخر يقال له " سند رود " على مسافة ثلاث مراحل من الملتان و ماؤه أيضا عذب و يصب فى نهر السند ، و عند الديبل خليج يقال له " خورد بيل " و هو الذى هجم منه سنة ٩٥هـ المغيرة بن أبى العاص على الديبل ، و هناك أيضا خليج آخر يخرج من نهر السند و يقع قريبا من سواحله مدينة " بنسلى " و خليج ثالث يتفرع من نهر السند و يدور

حتى يحيط بمدينة المنصورة من أطراف ثلاثة .

المحصولات و الثروة الحيوانية

كانت المنطقة التى يحكمها الهباريون فى اقليم السند خصبة و لو أنها كانت تشمل مناطق صحراوية ، و جبلية كبيرة ، و كان بها النخيل و القصب والليمون و النارجيل والموز والكتان والمانجو وعسل النحل وغير ذلك بكثرة ، كما كانت هناك مراع فسيحة ، و لجاموس المنصورة ، و ابل السند شهرة كبيرة ، و كانت تنتشر بها الحدائق و البساتين و فضلا عن ذلك كله كانت تنبت فى أرضها عقاقير طبية على جانب كبير من الأهمية و قد كتب المسعودى عن ذلك كما ذكر المقدسى أن بالسند مراع كبيرة و مواش كثيرة ، و ان كانت المراعى ليست كلها خضراء ، ثم أردف يقول و يوجد بها المانجو و الليمون و جميع أنواع البلح و الموز والأرز ، و ان منطقة صيمور و كهمبائت خصبة عامرة و حالها رخاء .

أما الاصطخرى فقد كتب عن سندان و صيمور فقال إن هذه المنطقة واسعة خضراء ، يكثر بها المانجو و الموز وجوز الهند ، و عسل النحل ، و ليس بها نخيل . و على حدود المنصورة منطقة راهوق و ليس بها زراعة و بها مواش كثيرة .

وفيما يتعلق بالمنصورة فقد ذكر أن الأسعار فيها منخفضة. وأن الأشياء التى تمتاز بها بلاد السند ولها شهرة فى كل الدنيا: المانجو و الليمون و النعال الكنبائتية ، و الجمال ذات السنامين ، التى لايستعملها إلا

الملوك (١) و هناك نوع من الفاكهة يكون مثل التفاح يقال له "ليمون"، شديد الحموضة و فاكهة أخرى تشبه الخوخ يقال لها أنبه أو أنبج ، و طعمها يشبه الخوخ .

و كتب المقدسى ان بالسند من الفواكه المشهورة الليمون و هو مثل المشمش ولكنه شديد الحموضة، وأخرى مثل الخوخ يقال لها الأنبج وهى فاكهة لذيذة. أما كيف كان أهل السند يستعملون تلك الفواكه و على أى وجه كانوا يأكلونها فانه أمر مشوق ، كتب عنها صاحب لسان العرب و كتب أن بالهند ثمرة تصنع مربى فى العسل كا لخوخ .

و فى تصريح لأبى حنيفة الدينورى أن فى نواحى "عمان" من البلاد العربية توجد أشجار المانجو بكثرة و أن المانجو قسمان أحدهما يكون حلوا من أوله و تكون ثمرته على شكل اللوز و الاخر حامض و يكون على شكل البرقوق و يكون حامضا من بدايته ثم يصير حلوا طيب الرائحة و هناك كذلك شجر الجوز الذى تشبه أوراق أشجاره ورق شجر المانجو (٢).

البرتقال والجوافة

كتب المسعودى أنه بعد القرن الثالث انتقلت شجرتا ، الجوافة و البرتقال إلى خارج الهند وكان أول مكان انتقلتا إليه عمان ، و ذلك لقربها من السند ، ثم انتشرتا فى العراق و الشام و غيرهما و بلغ من حب الناس لهاتين الفاكهتين ، و استحسان الأهالى لتلكما الثمرتين فى الشام و طرسوس و

---

١) عن المسالك و الممالك ، ومروج الذهب ، واحسن التقاسيم ملخصا.

٢) احسن التقاسيم ص ٤٨٢.

أنطاكيه‌ و فلسطين و مصر ، أن زرعوها فى المنازل لزيادة الاعتناء بها .

التمر الهندى

و يسمى فى الهنديه‌ (إملى) و يطلق عليه فى العربيه‌ (حمر و حومر) و تنتشر أشجار الحومر فى سلسله‌ جبال السراة إلى اليمن فى الجنوب كما توجد بكثرة فى بلاد عمان و أوراقها تشبه ورق الصفصاف و قد ذكر أبو حنيفه‌ الدينورى أنه قد رأى شجر الحومر بين مسجدى عمان ، و أنها مثل شجرة اللوز و ثمرها على هيئه‌ القرون (١).

و فى مكان كان يدعى العقيق بالقرب من سواكن من بلاد بجاة بأفريقيا كان يصدر التمر الهندى .

الجمال

كانت جمال السند (فالج) مرتفعه‌ القيمه‌، وكان لا يركبها إلا الملوك والأمراء و هى جمال مزدوجه‌ السنام بين العربيه‌ و البختيه‌، وفى صحاح الجوهرى أن هذه الجمال ذات سنامين و أنها تجلب من بلاد السند ، و قد ورد ذكرها فى الحديث الشريف (٢) .

الطاووس

من الطيور التى تجذب الانظار و القلوب الطاووس ، و قد كتب المسعودى فى ذلك و عن خصوصياته و قدره فى بلاد الهند (٣).

---

١) لسان العرب ج ٤ ص ٢١٤ مادة حمر .
٢) لسان العرب مادة فلج ج ٣ ص ٣٤٦.
٣) مروج الذهب ج ١ ص ٣٧٧ ، ٣٧٨.

و كان من ضمن الهدايا و التحف التى أرسلت فى سنه‌ ٣٠٥ هـ للخليفه‌ المقتدر بالله ، من قبل حاكم عمان طائر أسود اللون يتكلم الفارسيه‌ و الهنديه‌ أفصح من الببغاء (١) .

النعال الكنبائتيه‌

و من المصنوعات الخاصه‌ التى اشتهرت بها بلاد السند : ”النعال الكنبائتيه‌“، و كان من بينها قسم يطلق عليه ”صرارة“، تحدث صوتا أثناء المشى و كان يستعملها أعيان القوم .

الرخاء و فراغ البال

توفرت الضروريات اللازمه‌ للحياة فى عهد الهباريين و عمت الرفاهيه‌ كل الطبقات و قد كتب المقدسى يثنى على ذلك فهو يطلق عليه اقليم الذهب ، و الخير ، و الفلاح ، فكل شئ فيه رخيص ، وعدل و عداله‌ و انصاف ، و التجارة فيه رائجه‌ ، و الناس هناك أمناء ، يحبون الأمن ، و طباعهم سليمه‌ ، كما كتب مثل ذلك عن المنصورة (٢).

التجارة البريه‌ و البحريه‌

كانت الهند منذ قديم الزمان مركزا هاما لكل أنواع التجارات البريه‌ و البحريه‌ و فى عهد الهباريين كانت تجارة السند بسبب عدلهم و انصافهم ، و الأمن الذى شمل البلاد و أظلها. و قد كتب كثير من المؤرخين و

---

١) تاريخ الخلفاء للسيوطى.
٢) احسن التقاسيم ص ٤٨١.

الرحالة عن الرفاهية و التجارة فى السند ، خاصة و ذكروا أن القوافل فى داخل البلاد و خارجها كانت لا تنقطع سواء فى البر أو البحر . و قد ذكر المسعودى أنها تمتد إلى صغد و الصين و التبت و خراسان.

و مما دعم التجارة البحرية فى عهد الهباريين مكافحتهم للميد ، كما ذكرنا آنفا ، فقد أمنوا بذلك الطرق و البحار ، و أصبحت الديبل ملقى التجار، يتبادلون تجاراتهم ، ويبيعون و يشترون السلع المختلفة ، ولأجل مزيد من التفصيل فى هذا الموضوع يمكن الرجوع إلى ما كتبه ابن حوقل و ابن سعيد .

و كانت المنصورة هى المركز الثانى للتجارة البحرية بعد الديبل كما كان ميناء نيرون الذى كان يقع بالقرب منها من الموانئ التجارية الهامة.

و قد تناول المقدسى فى كتابه ذكر خصوصيات مختلف الأقاليم فى البلاد الاسلامية (١) .

و قد طوقت شهرة تجار المنصورة و الديبل الآفاق و من بين هؤلاء التجار ، التاجر العالم حسن بن محمد بن حامد الديبلى المتوفى سنة ٤٠٧هـ و كان يقيم فى بغداد ، وله فى "درب الزعفران" قصر باسمه يسمى "سراى خان بن حامد" ، و كان محدثا و أديبا و شاعرا (٢).

كما أن التاجر سيابوقة الديبلى قد بنى "سراى" فى سنة ٦١٥هـ فى

---

١) لأجل مزيد من التفصيل فى ذلك تراجع الكتب الآتية: المسالك والممالك ، تقويم البلدان، أحسن التقسيم وغيرها .

٢) تاريخ بغداد .

"مونسه" بين الموصل و نصيبين و وقفها (١).

و قد ذكر بزرك ابن شهريار أن رجلا من المنصورة ذهب الى "ماركين" التى على مسافة فرسخ من بلاد الا سون وهناك التقى مع راجا هندوكى يدعى "لهلوا" فقال له المنصورى إنه توجد على جبال ماركين الحيات و الثعابين الملونة التى إذا بادرت المرء بالنظر أماتته على التو و اذا سبقها هو بالنظر إليها أماتها ، و لو تصادف و أن كليهما نظر إلى الآخر فى وقت و احد فانهما يموتان معا (٢).

الرعايا الذميون فى عهد الهباريين و الحرية الدينية

فى القرن الرابع الهجرى كان العالم الاسلامى يضم بين جنباته كثيرا من أهل الذمة ، من اليهود و النصارى ، كما كان هناك مجوس و صابئة و كانت جميع هذه الفرق تتمتع بكامل حقوقها الوطنية ، و القومية ، الاجتماعية و الانفرادية و المذهبية ، و قد عاشر جميع أولئك فى حرية تامة فى عهد الهباريين ، و قد بلغ من اطمئنانهم تفضيلهم للحكام المسلمين عن الحكام الذين يشاركونهم عقيدتهم ، و كان الحكام الهندوك يجلون الحكام المسلمين كثيرا ، و قد عرفنا ذلك من الصور التى ذكرناها سابقا وقد كتب المؤرخون و الرحالة عن مدى تمتع غير المسلمين بمزاولة عباداتهم (٣).

و أورد المقدسى حكاية تفيد أنه التقى مع شخص كان قد ارتد عن الاسلام لمزاولته السحر و عاد إلى عقيدته فزاول عبادة الأصنام مدة اقامته فى

---

١) معجم البلدان ذكر مونسه.

٢) عجائب الهند ص ٥٠.

٣) مروج الذهب ج ١ ص ١٦٧.

السند و لما عاد إلى نيسابور تاب و أناب و رجع إلى دينه و اسلامه. و هذه الواقعه تشير من طرف إلى رجل ضعيف الاعتقاد كما تشير فى الوقت نفسه إلى مدى تجاوز الهباريين لأنهم سمحوا لمرتد عن الاسلام بمزاولة عبادته مع علمهم بموقف الاسلام و حكمه فى هذا الشأن ، خاصه و أنه كانت لهم محاكم قائمه تنفذ الأحكام و تقيم الحدود. فلو أنهم أقاموا الحد تنفيذا للشريعه الاسلاميه فمن ذا الذى كان يمكنه أن يغل أيديهم.

اسلام راجا من السند و تقديمه نذرا للكعبه

كتب الامام تقى الدين الفاسى المكى فى "شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام"، بحواله الفاكهى أن حاكما سنديا قد أسلم فى سنه ٢٥٩هـ و أرسل بطوق من الذهب نذرا و هديه للكعبه، كان يبلغ وزنه ٢١ مثقالا و محلى بالماس و الزمرد و درة كبيرة من الياقوت تزن ٢٤ مثقالا ، و قد علقت هذه الهديه مع غيرها على الكعبه بأمر من الخليفه المعتمد (١).

اسلام راجا "ألور" مهروق بن رائق

سبق الكلام على اهتمام راجا "ألور" مهروق بن رائق بالاسلام و رغبته الشديدة فى التعرف على أحكامه ، و طلبه من عبدالله بن عبدالعزيز الهبارى ارسال من يعلمه و يرشده.

و قد استجاب لذلك عبدالله و أرسل إليه من يعلمه و يفسر له القرآن باللغه الهنديه ، و ظل معه لمدة ثلاث سنوات ، و تركه مسلما ، و لكنه

---

١) شفاء الغرام باخبار البلد الحرام ج ١ ص١١٧ ط. مصر ١٩٥٦ م.

لم يعلن اسلامه نظرا لأحوال سلطنته ، و كان قد أهدى إلى هذا المرشد العالم بضعه أمنان من الذهب.

العلوم الاسلاميه و العلماء

كان العالم الاسلامى فى القرن الرابع الهجرى يفيض بالنشاط الدينى و العلمى الاسلامى، كما كان مهد الظهور شخصيات بارزة فى مختلف العلوم و الفنون فى الشرق و الغرب و على مستوى القريه و المصر .

و كان الهباريون يجلون العلماء ، و يقدرون أرباب الحجه و القلم ، و مع أن مسلكهم كان ظاهريا فلم يمنع هذا من وجود كثير من العلماء الأحناف فى مجتمعهم وكانت اللغه العربيه تسير مع اللغه السنديه و أصبحت مدينه "بيرون"، مرآة صادقه للمدن الاسلاميه ، و الديبل مركزا للعلماء و الفقهاء ، وبدت المنصورة كجزء من بغداد فشاعت فيها الرسوم و العادات الرائجه فى العراق آنذاك . و قد كتب المقدسى: مذاهبهم، أكثرهم أصحاب حديث و لا تخلو القصبات من فقهاء على مذهب أبى حنيفه رحمه الله و ليس به مالكيه و لا معتزله و لا عمل للحنابله انهم على طريق مستقيم و مذاهب محمودة و صلاح و عفه قد أراحهم الله من الغلو و العصبيه و الفتنه (١).

كما كتب ياقوت الحموى عن مذاهب أهل السند : و مذاهب أهلها الغالب عليها مذهب أبى حنيفه (٢).

و كتب المقدسى فى شأن المنصورة: و للاسلام طراوة و العلم و أهله

---

١) احسن التقاسيم ص ٤٨١.
٢) معجم البلدان ذكرالسند ج ٥ ص ١٥١.

كثير و الرسوم تقارب العراق مع ذكاء و حسن أخلاق (١).

و كتب ياقوت عن الديبل: " و قد نسب إليها قوم من الرواة" (٢).

أما صيمور و سوبارة فقد استمرتا تتعلقان و ترتبطان بمركز الحكومة في المنصورة مع بعد الشقة بينهما ، و كانت حالة المسلمين الدينية فيهما على ما يرام و كان يقيم بهما كثير من العرب و يفد عليهما التجار ، و في عهد الهباريين أقيمت في كل منهما محكمة خاصة بالمسلمين تحت رعاية الحاكم المحلي هناك و في ذلك كتب ياقوت : إلا أن صيمور ، و كتامة ، من بلاد فيها مسلمون و لا يلي عليهم من قبل بلهرا إلا مسلم و بها مسجد جامع تجمع فيه الجماعات (٣).

و اتخذ الوعظ العام و التذكير بالدين صورة عامة فتعددت حلقاته و اختلفت طرقه و لكن بلاد السند لم يكن بها اهتمام بذلك و في هذا كتب المقدسي : " و ليس للمذكرين به صيت و لا لهم رسوم تذكير" ، و لعل السبب في ذلك يعود إلى أن الحالة الدينية هناك كانت قوية مطمئنة (٤).

العلماء والمحدثون في اقليم السند

سنذكر فيما يلي نبذا مختصرة عن بعض العلماء والفقهاء والمحدثين والشيوخ الذين عاصروا الدولة الهبارية من سنة ٢٤٧ إلى سنة ٤١٦ ﻫ ، و قد كتبنا

---

١) أحسن التقاسيم ص ٤٧٩.
٢) معجم البلدان ج ٤ ص ١١٨.
٣) معجم البلدان ج ٥ ص ٤٠٧.
٤) احسن التقاسيم ص ٤٨١.

عن حالاتهم بالتفصيل في كتابنا " رجال السند و الهند الى القرن السابع ".

و مما تجدر الاشارة اليه أن بعض هؤلاء العلماء لم يكونوا في عهد الحكومة العربية و انما في عهد الغزنويين.

(١) أبوبكر احمد بن السندي بن حسن بن بحر الحداد السندي البغدادي المتوفى سنة ٣٠٩ﻫ و كان محدثا مستجاب الدعاء ، عابدا زاهدا ، و كان يقيم في محلة قطيعة الحداد ببغداد.

(٢) أحمد بن سندي بن فروخ مطرز البغدادي المولود سنة ٣٠٠ﻫ و كان يقيم في بغداد و روى الحديث في البصرة و كان محدثا جليلا.

(٣) أحمد بن سندي الرازي و كان من علماء الحديث في القرن الثالث الهجري و كان يسكن الري في خراسان.

(٤) أبو بكر احمد بن القاسم بن سيما بيع معدل البغدادي ، كان من رواة الحديث في القرن الرابع الهجري و اشتهر بكنية ابن السندي " و بيع" يعني دلال تجاري " و معدل " يعني يوثق أو يجرح شهود القضاء.

(٥) أبوالفوارس أحمد بن محمد بن حسين بن سندي المصري المتوفى سنة ٣٤٩ﻫ و اشتهر بلقب " مسند ديار مصر " ، و كان له في الحديث مقام عال.

(٦) ابراهيم بن على السندي البغدادي ، الذي روى عن محمد بن عبدالله بن يزيد المعرى.

(٧) أسلم بن سندي ، و قد روى عنه أبو الحسن بن حسن السيازي البخاري.

(٨) أبو ابراهيم اسماعيل بن سندى الحلال البغدادى ، و كان من كبار المحدثين فى القرن الثالث و الخلال لانه كان يبيع الخل و كان يسكن فى محله" باب الشام.

(٩) اسماعيل بن عيسى بن فرخ السندى مولى بن يقطين.

(١٠) اسماعيل بن محمد بن رجاء السندى النيسابورى.

(١١) حبيش بن سندى البغدادى وكان من تلاميذ الامام احمد بن حنبل.

(١٢) أبومحمد خلف بن سالم السندى البغدادى المتوفى سنه" ٢٣١ھ من حفظه" الحديث و أعيان بغداد.

(١٣) ابومحمد رجاء بن السندى النيسابورى وكان من محدثى القرن الثالث.

(١٤) أبوبكر السندى الخواتيمى البغدادى وكان من تلاميذ الامام أحمد بن حنبل.

(١٥) سندى بن أبى‌هارون، وكان من المحدثين فى‌القرن الثالث.

(١٦) أبونصر السندى بن ابان البغدادى المتوفى سنه" ٢٨١ھ وكان من قدماء المحدثين المشهورين فى روايه" الحديث.

(١٧) سندى بن عبدويه" الكلبى الرازى وكان من المحدثين فى القرن الثالث.

(١٨) عبدالله بن‌حسن بن السندى الاندلسى المتوفى سنه" ٣٣٥ھ وقد هاجر من السند و أقام فى الاندلس.

(١٩) عثمان السندى البغدادى وكان من كبار المشايخ فى القرن الرابع.

(٢٠) أبو نصر فتح بن عبدالله السندى وكان من فقهاء ومتكلمى القرن الرابع.

(٢١) أبو العباس فضل بن سكين بن سميت السندى البغدادى ، من رواة الحديث فى بغداد .

(٢٢) أبو عبدالله محمد بن رجاء السندى النيسابورى وكان يقيم فى اسفرائن.

(٢٣) عبدالله بن حسن السندى الاندلسى المتوفى سنه" ٣٣٥ھ واشتهر بنسبه" السندى والدمشقى.

(٢٤) أبوالحسن محمد بن عبدالله السندى البصرى ، من محدثى القرن الثالث.

(٢٥) أبو بكر محمد بن محمد بن رجاء السندى الجرجانى المتوفى سنه" ٢٨٦ھ ، و كتب "مستخرج على البخارى".

(٢٦) أبو القاسم منصور بن محمد السندى الاصفهانى ، و كان من القراء المشهورين فى القرن الرابع .

(٢٧) أبو محمد موسى بن السندى الجرجانى البكرابادى وكان من المشهورين فى‌روايه" الحديث.

(٢٨) أبو الحسن نصرالله بن أحمد بن القاسم بن سيما السندى البغدادى ، و كان من أئمه" الحديث و توفى سنه" ٣٣٤ ھ .

(٢٩) هبه"الله بن سهل السندى الاصفهانى ، و كان من المحدثين .

(٣٠) أبو جعفر السندى ، من رواة الحديث فى القرن الثالث .

(٣١) أبو على السندى البغدادى ، و من شيوخه بايزيد البسطامى ، و من أرباب الكشف .

(٣٢) يزيد بن السندى ، و قد حصل على مقام رفيع فى مصر فى عهد الفاطميين ، جاء ذكره فى كتاب الولاة ، و كتاب القضاة ، و الغالب أنه كان من الشيعه" الاماميه" .

(٣٣) على بن عبدالله بن السندى ، من المحدثين المشهورين فى القرن الرابع الهجرى .

كل هؤلاء العلماء الذين سبق ذكرهم كانوا ينسبون إلى السند و لكنا لم ندر ماهى أكنتهم فيها و أين كانت إقامتهم و لم نجد مايدل على ذلك و لهذا ذكرنا كلا منهم على حدة .

الحكومات العربية فى الهند و السند

تاليف : القاضى اطهر مباركپورى
ترجمة : الاستاذ عبدالعزيز عزت عبدالجليل

(٦)

المنصورة و علماؤها

وضحنا سابقا أن القرنين الثالث والرابع كانا من أهم الفترات فى نشر العلوم الدينية الاسلامية و اللغات و نعود فنقول إنه لم يكن من الرائج فى خلال هذه الفترة انشاء مدارس منظمة وانما كانت تستخدم المساجد و الجوامع فى هذا الشأن ، و فى المنصورة انصرف العلماء و المحدثون إلى الدرس و التدريس و رواية الحديث و تعليم الفقه و قد كتب المقدسى عن القاضى أبى محمد فى المنصورة " و له تدريس و تصانيف و قد صنف كتباعدة . " [1]

و كان هذا القاضى داؤدى المذهب كما كان أبو العباس احمد بن محمد المنصورى ثانيا ظاهريا وله تصنيفات جليلة القدر . و منهم ايضا أبوبكر احمد بن محمد المنصورى بكرآبادى وقد روى الحديث عن الامام أبى بكر الاسماعيلى و الحافظ ابن عدى وقد ورد ذكره فى تاريخ جرجان . و منهم كذلك القاضى ابو العباس احمد بن محمد بن صالح التميمى المنصورى و القاضى ابومحمد الداودى المنصورى الذى قابله المقدسى فى المنصورة و أبو

محمد عبد الله بن جعفر بن مرة المنصورى من كبار القراء و قد ذكره السمعانى

"(الديبل و علماؤها و محدثوها)"

كانت الديبل من اهم مراكز العلماء و المحدثين و تفوق المنصورة فى هذا المضمار و كان لعلمائها اتصال بكافة بلاد العالم الاسلامى وقد مر بنا ما كتبه ياقوت الحموى عنها وقد نسب جماعة من رواة الحديث اليها و هذا يشير إلى انها كانت مدينة الحديث خاصة اذا علمنا أنها كانت مركزا من مراكز تعليمه و روايته وقد أورد الخطيب البغدادى فى تاريخ بغداد ذكر كل من الامامين خلف بن محمد الموازينى الديبلى و على بن موسى الديبلى ، و يقول خلف بن محمد :

"حدثنا على بن موسى الديبلى بالديبل" كما كانت الديبل من أهم مراكز التجارة خاصة بين العرب و الهند و من بين تجارها بعض المحدثين فالبغدادى كتب عن أبى محمد حسن بن حامد الديبلى ما يأتى :

"و كان صدوقا و كان تاجرا سمولا" و كانت له فى بغداد سراى مشهورة بخان حامد ، وقد انتشرت الديبل الثقافة الاسلامية قبل الدولة الهبارية و بعدها و أنتجت كثيرا من المحدثين و الرواة ، و العلماء ، الذين أناروا الدنيا بفضلهم و حسبنا أن نذكر منهم فيما يلى : اولئك الذين عاصروا الدولة الهبارية :

(١) أبو العباس احمد بن عبد الله الديبلى النيسابورى ، و كان محدثا فقيها عابدا زاهدا و نشأ فقيرا ، قضى حياته الاولى فى الترحال ، و لما سمع عن ابن خزيمة ، خرج من الديبل متوجها الى نيسابور ، و سكن فى

زاوية حسن بن يعقوب الحداد ، و تزوج هناك ، و حافظ على تأدية الصلوات الخمس بالمسجد الجامع ،

سافر فى طلب العلم من الديبل الى

~~و توافد العلماء على زاويته فى الناس من جهات عديدة من~~ مصر و الشام و بيروت و حران و تستر و العسكر و من تلاميذه الامام ابو عبد الله الحاكم المحدث المشهور و توفى فى رجب سنة ٣٤٣ فى نيسابور وقد ذكره السمعانى .

(٢) ابوبكر احمد بن محمد بن هارون العربى الديبلى الرازى وقد روى عنه الامام ابو جعفر محمد الغربانى و ابراهيم بن شريك الكوفى و غيرهما و حصل عنه الامام عاصم الكوفى القراءات و حسونة بن هشيم التجويد و كانت ولادته فى الديبل سنة ٢٧٥ھ و توفى فى بغداد سنة ٣٧٠ ھ .

(٣) ابراهيم بن ابراهيم الديبلى البغدادى من مشاهير علماء الحديث فى القرن الرابع و قد روى الحديث عن موسى بن هارون و محمد بن على الصائغ الكبير و غيرهما و كان من اعيان بغداد .

(٤) ابو محمد حسن بن حامد الديبلى البغدادى و كان محدثا و اديبا و شاعرا و توفى بمصر سنة ٤٠٧ھ

(٥) ابو القاسم حسين بن محمد بن اسد الديبلى الدمشقى و قد روى الحديث فى دمشق عن ابى يعلى الموصلى.

(٦) خلف بن محمد الموازينى الديبلى البغدادى من كبار المحدثين فى القرن الرابع .

(٧) ابو القاسم شعيب بن محمد بن احمد الديبلى و شهرته ابن ابى قحطان الديبلى و رحل من الديبل الى مصر و درس بها الحديث و يعتبر من قدماء المحدثين .

(٨) على بن محمد بن احمد الديبلى وله كتاب " أدب القضاة " و كان يعد من كبار علماء الشافعية فى القرن الثالث.

(٩) على بن موسى الديبلى البغدادى من كبار المحدثين فى القرن الرابع.

(١٠) ابوجعفر محمد بن ابراهيم الديبلى المكى و كان مشهورا بلقب محدث مكة.

(١١) ابو بكر محمد بن حسين بن محمد الديبلى الشامى وكان من القراء المشهورين فى القرن الرابع ، وسكن الشام ، و روى عنه الامام الحافظ ابن عمر و الدار قطنى و عبد الباقى .

(١٢) ابو عبد الله محمد بن عبد الله الديبلى الشامى و كان مشهورا بكنية ابو عبد الله الديبلى .

(١٣) ابو العباس محمد بن محمد بن عبد الله الديبلى و كان يكسب قوته من بيع الكتب.

(١٤) ابو محمد الديبلى البغدادى.

(١٥) ابو موسى الديبلى البغدادى.

يوقان و مركزها العلمى

علمنا فيما مضى أن يوقان كانت من المدن الكبيرة فى بلاد السند وقد

كتب عنها الامام البلاذرى فى أواسط القرن الثالث ما يأتى : " و أهل اليوقان اليوم مسلمون " [٢] .

و عرفنا كذلك أن موسى بن عمران قد بنى عندها مدينة أسماها البيضاء و فى عهد الهباريين صار بها عدد من العلماء و المحدثين نذكر منهم ما يأتى :-

(١) أبو المكارم فضل الله بن محمد اليوقانى السندى وقد ذكره الامام الذهبى فى التذكرة و كذلك الامام البغوى .

(٢) محمد بن احمد بن محمد بن خليل احمد اليزقانى وقد ولد فى يوقان سنة ٤٦٧ و توفى بها فى سنة ٥٤٨ وسمع الحديث من ابى بكر بن خلف الشيرازى و قد ذكره الامام السبكى فى طبقات الشافعية الكبرى.

(٣) محمد بن احمد بن منصور اليوقانى .

(٤) أبو سعيد محمد بن اسعد بن محمد اليوقانى و كان يلقب بسديد الدين و تعلم الفقه على الامام الغزالى وقد ذكره السبكى فى طبقات الشافعية.

ألور و علماؤها

من مراكز العلم فى عهد الهباريين " ألور " التى فتحها محمد بن القاسم فى نهاية القرن الاول ، و بنى بها مسجدا ، و قرر عليها حاكما ، و رتب لها خطيبا و عاش المسلمون فيها فى امان ، و التزم اهلها من غير المسلمين بدفع الخراج و ظلت الحكومة فى يد الرجوات ، وقد مرت بنا قصة راجا مهروق

٢) فتوح البلدان ص ٤٢٣ .

ابن رائق و نضيف هنا ان الرحالة ابن بطوطة كان قد رأى عند خطيب الور كتابا من ..ر بن عبد العزيز الاموى ، و فى القرن السابع كان قاضيها هو اسماعيل بن على بن محمد بن موسى الطائى ، الذى كان آباؤه و أجداده قضاتها و خطباؤها من قبله و منهم من كتب فى تاريخ السند باللغة العربية.

علماء الاسلام فى السند و الهند

كما أن علماء الهند طوفوا فى البلاد و نشروا العلوم الاسلامية فان كثيرا من علماء جهات أخرى فى العالم الاسلامى قد وفد على الهند للاستفادة من فيوضات علمائها و نذكر فيما يلى تذكرة مختصرة عن بعض كبار هؤلاء :

(١) شيخ الاسلام أبو عثمان الصابونى المتوفى سنة ٤٤٩ و اسمه اسماعيل بن عبد الرحمن بن احمد خطيب مفسر محدث و واعظ . فريد عصره ، وقد انشرت كتبه واستفاد الناس من مواعظه مدة سبعين عاما وقد سافر الى نيسابور و هرات و الشام والحجاز و معرة النعمان و خراسان و طبرستان وبيت المقدس و غزنة و تجول فى بلاد الهند لاجل سماع الحديث. و كان قد ولد فى سنة ٣٧٣ " بيوشنج " و توفى فى المحرم سنة ٤٤٩ .

(٢) ابو نزار حسن بن صافى البغدادى ملك النحاة الفقيه الاصولى وله فى ذلك تصنيفات و كان شافعيا اقام فترة فى واسط ثم فى دمشق وله كتاب مشهور فى فقه الشافعية " الحاكم " و توفى بدمشق سنة ٥٦٨ .

(٣) حسين بن منصور الحلاج الذى قتل فى سنة ٣٠٩ و هو من الصوفيين المشهورين و سافر إلى الهند و كان يلقب بالمغيث .

(٤) أبو احمد خلف بن احمد بن خلف بن ليث بن فرقد المتوفى سنة ٣٩٩ و كان حاكما على منطقة فى نواحى سجستان اعطاه الله تعالى الدنيا والدين وقد سمع الحديث فى العراق و خراسان ، و وروى عنه الامام ابو عبد الله الحاكم و توفى بالهند فى رجب ٣٩٩ و ذهبت معه ثروته .[٣]

(٥) أبو الحسن سعد الخير بن محمد بن سهل بن سعد الانصارى المتوفى سنة ٥٤١ ھ و تلقى الفقه على الغزالى و الادب على الخطيب التبريزى و سافر الى الهند و الصين و العراق[٤].

(٦) أبو بكر محمد بن معاويه بن عبد الرحمن الاندلسى المروزى القرطبى المتوفى سنة ٣٥٨ ھ وقد اشتهر بلقب ابن احمد وقد فقدت له سلع تجاريه فى البحر تبلغ قيمتها ثلاثة الف دينار[٥] .

(٧) الامام الحافظ ابو الحسن عبد الغافر بن اسماعيل النيسابورى المتوفى سنة ٥٢٩ وقد ذكره الذهبى بلقب الامام الحافظ المفيد اللغوى وله مؤلفات مشهورة منها تاريخ نيسابور و مجمع الغرائب و معهم شرح مسلم و كان من اعيان المحدثين وظل اربعين سنة فى خدمة الحرمين و سافر الى الهند و خوارزم[٦].

(٨) ابو عبد الله محمد بن ابى الفرج المالك المغربى المتوفى سنة ٥١٠

---

٣) الصيرفى خبر من غبر للذهبى ج ٢ ص ١٣٨ .
٤) مرآة الزمان ج ٨ ص ١٩٣ القسم الاول .
٥) الصيرفى خبر من غبر للذهبى ج ٢ ص ٣١٢ .
٦) تذكرة الحفاظ ج ٤ ص ٦٨، ٦٩ .

و لقبه زكى الدين و كان من سكان " صقليه " عالما فى اللغه و النحو رحل من صقليه الى خراسان و الهند و توفى فى اصبهان.

(٩) محمد بن اسماعيل التوخى المنجم الفلسفى وقد ذكره ابن صاعد الاندلسى فى طبقات الامم و ذكر انه سافر الى الهند و حصل هناك على مهارة فى علم النجوم ٧.

(١٠) ابو الريحان محمد بن احمد البيرونى صاحب كتاب الهند المشهور .

(١١) معشر الفلكى البلخى و كان من المشهورين فى علم الفلك فى العصر العباسى و كتب كتاب " السنين و المواليد " و توفى سنه ٢٧٢هـ.

و من اولئك العلماء من جاء الى الهند بعد زوال دوله الهباريين وقد انتفعوا بالميراث العلمى الضخم الذى خلفه الهباريون و ساروا فى ركابه ويلى ذلك الدوله الساميه فى الملتان من الكتب تناولت حالات وأنساب بنى سامه ما يأتى :

(١) كتاب المعارف لابن قتيبه الدينورى المتوفى سنه ٢٨٦ هـ .

(٢) كتاب المحبّر لأبى جعفر محمد بن حبيب البغدادى المتوفى سنه ٢٤٥ هـ.

(٣) كتاب نسب قريش لمصعب الزبيرى المتوفى سنه ٢٣٣هـ

(٤) كتاب جمهرة أنساب العرب لابن حزم الاندلسى المتوفى سنه ٤٥٦ هـ.

(٥) كتاب الأغانى لأبى فرج الأصفهانى المتوفى سنه ٣٥٦ هـ .

٧) طبقات الامم مطبعة التقدم مصر ص ٧٦ .

و مما يؤسف له أن كتاب أنساب قريش لزبير بن بكار المتوفى سنه ٢٥٦ و الذى تناول بالذكر أحوال بنى سامه بشئ من التفصيل لم ينشر حتى الان .

أما الكتب السابقه التى أشرنا إليها فقد تكلمت بشئ من الاختلاف عن حالات " بنى سامه " ، و حقيقه أن بنى سامه قد أصابهم ظلم بالغ من أعدائهم فى عرض أمورهم ، فحال خصومهم أن يسقطوهم و ينزلوا أقدارهم ، و يهدروا كرامتهم ، وقد كان تركهم مكه و تفرقهم فى البلاد من أهم الأسباب التى أعطت أعداءهم فرصه للقدح فى أنسابهم و الطعن فيهم .

فوصموا بأنهم أعداء لعلى بن أبى طالب ، و اتهموا بالردة ، و لذلك يستدعينا الأمر عرض لمحات عنهم تلقى ضوءا على تاريخهم .

(١) تصريح ابن قتيبه :- فهر الذى يلقب بقريش و إليه نسبت كل القبيله ، حفيده لؤى بن غالب و تنتمى إليه عدة أسر ، و كان للؤى بن غالب هذا سبعه أولاد ، هم :

(١) كعب بن لؤى — (٢) عامر بن لؤى

(٣) سامه بن لؤى — (٤) سعد بن لؤى

(٥) خزيمه بن لؤى — (٦) حارث بن لؤى

(٧) عوف بن لؤى .

و رسولنا صلى الله عليه و سلم يتصل نسبه إلى كعب بن لؤى ، و من ولد سامه بن لؤى كان الحكام السامين فى الملتان .

و كان سامه بن لؤى قد هاجر من مكه و أقام فى عمان ، ومات هناك

وبقى أولاده بها . و يقول ابن قتيبة : (وأما سامة بن لؤى فوقع بعمان وهلك بها فولده هناك [٨] .

(٣) تصريح أبى جعفر محمد بن حبيب البغدادى : يقول : سامة بن لؤى وقع إلى عمان فولده هناك حلفاء أزدعمان [٩] .

و يذهب إلى أن بعض قبائل قريش كانت تسكن البطاح و البوادى ، و بعضها الاخر يقيم فى المدن والظواهر ، و ان كان هذا لايعنى انحصار كل قبائل قريش فى هاتين ، بل هناك قبائل منهم غير ما سبق و من هؤلاء أولاد سامة بن لؤى الذى اختار الاقامة فى عمان و صار أولاده بها حلفاء لبنى الأزد على نحو ما ذكرنا من كلامه .

و أقام الحارث فى اليمامة و عاش أولاده مع بنى هزان و كان الحارث يلقب " بحيشم [١٠] وقد أنشد جرير مخاطبا بنى الحارث قائلا :

بنى حيشم ألستم لهزان فانتمو ... لفرع الروابى من لوئى بن غالب
ولاتنكحوا فى آل صور بناتكم ... ولا فى سكيس بئس حتى الغرائب

وأما أولاد خزيمة بن لؤى فقد سكنوا الجزيرة و جاوروا بنى الحارث بن همام بن مرة بن ذهل بن شيبان . أما أولاد سعد و عوف فقد أقاموا فى غطفان حتى أنه ليقال سعد بن ذبيان بن بغيض ، و يعنى ذلك ابن عوف ابن

---

٨) كتاب المعارف ص ٣٢ طبع مصر سنة ١٩٥٣ .
٩) كتاب المحبر ص ١٦٨ طبع حيدر آباد .
١٠) جاء فى جمهرة انساب العرب للامام ابن حزم طبعة مصر ١٩٦٢م ص ١٢ مايأتى : "والحارث وهو جشم" وليس بحيشم كما ذكر فى المصنف .

لوئى بذاته ولهذا فقد نسبه الحارث بن ظالم المرى فى أشعاره إلى قريش قال :

رفعت الرمح اذ قالوا قريش ... وشبهت الشمائل والقبابا
فما قرسى بثعلبة بن سعد ... و لا بفزراة الشعرى رقابا

كما قيل لبنى سعد بن لوئى " بنانة " ، ولبنى خزيمة " عائذة " ، يقول شاعر عربى :

ضرب التجيبى المضلل هزبة ... ردت بنانة فى بنى شيبانا
و العائذى لمثلها متوقع ... لما تكن و كأنه قد كانا

و فى عهد عثمان رضى الله عنه التحمت كل هذه القبائل وعدت فى قريش . ويتضح من تصريح هذين العالمين أن أولاد غالب بن فهر قد تركوا مراكزهم ونزحوا إلى أمكنة أخرى فى العرب و أقاموا بها و عاشروا أهلها وتناكحوا معهم ، وصاهروهم ، ولذلك اشتبهت أنسابهم ، وقد أفصح بعض الشعراء عن ذلك فى شعره ، و كانوا قد اشتهروا فى الأمكنة التى نزلوا بها بالقاب مختلفة فلقب الحارث " بحيشم " [١١] وأولاد سعد " ببنانة " ، وأولاد خزيمة " بعائذة " ، و التأم بنو سامة بن لوئى فى عمان و الجزيرة وأرض غطفان بالقبائل هناك و لقبوا بأسماء مختلفة ؛ فأولاد سامة بن لوئى عرفوا " ببنوناجية " ، وقد غلبوا وملكوا ، فسعى أعداؤهم للنيل منهم ، و حاول حسادهم الطعن فى حسبهم و نسبهم ، و خدشوهم فى هذه الناحية .

---

١١) الصحيح "جشم" و ليس حيشم كما ذكرنا آنفا من كلام الامام ابن حزم .

(٣) تصريح مصعب الزبيرى : يقول الزبيرى فى كتابه نسب قريش :

" وسامة وهم بنوناجية نزلوا بعمان " ١٢

ويظهر من ثنايا تلك العبارة أن أولاد سامة هم الذين نزلوا فى عمان وليس والدهم " سامة "، و أنهم عرفوا " ببنو ناجية "، وعند ما يصرح عالم كابن قتيبة بأن الذى نزل بعمان هو سامة نفسه فانه لاشك يعنى ما قال خاصة وأنه قد ذكرأنه ذهب إليها ، وأقام بها ، ومات فيها و بالتوفيق بين النصين يمكن القول بأن أولاده قد تركوا مكة و أن أولاد ابنه غالب بن سامة نزحوا إلى عمان وسيأتى ما كتبه صاحب الأغانى . و فى مكان آخر كتب الزبيرى ما يأتى :

(١) الحارث بن سامة وأمه هند بنت تميم بن غالب .

(٢) غالب بن سامة وأمه ناجية بنت جرم بن ريان و أن غالب قد مات بعد والده بدون أن يعقب ولدا .

وكان للحارث بن سامة عدة أولاد ، هم : ١ - لوئى ، ٢ - عبيدة ، ٣ - زمعة ، ٤ - سعد ، و والدتهم سلمى بنت تيم بن شيبان ، ٥ - عبد البيت ، ٦ - مدرك وأمهما ناجية بنت جرم .

وطبقا لعادات الجاهلية ورسومها فقد دخل (سامة) ١٣ بزوجة أبيه بعد موته و كان عبد البيت ومدرك من بطنها .

---

١٢) كتاب نسب قريش ص ١٧ طبع مصر.

١٣) الصحيح ان الذى دخل بزوجة أبيه هو الحارث بن سامة و ليس سامة اذ أن ناجية هى زوجة سامة و ليست زوجة لوئى الاكبر وأن عبد البيت و مدرك هما ولدا الحارث لا سامة .

و تمضى الأيام مع أولاد عبد البيت حتى يقتلهم على بن أبى طالب عند ما أرسل اليهم معقل بن قيس الرياحى من بنى يربوع و كان زعيمهم الخريت بن راشد مع على كرم الله وجهه اولا ثم خالفه بعد التحكيم .

و من أولاد عبد البيت بن الحارث بن سامة حبيب بن شهاب الذى كانت له منزلة و قدر فى البصرة ، وقد منحه عبد الله بن عامر اقطاعية قريبا من البصرة ، و من أولاد عبد البيت كذلك جهم بن مسعود بن بدر . و للوئى بن الحارث بن سامة أولاد ، هم : ١ - عباد ، ٢ - مالك ، ٣ - زائدة ، ٤ - عبد الله .

و من أولاد عباد بن لوئى بن الحارث شخص يدعى عوف الذى من نسله فقيم بن زياد بن ذهل بن عوف بن بكر بن عمرو بن عوف بن عباد بن لوئى الذى قتل فى حرب الجمل وهو مع السيدة عائشة ١٤ .

(٤) تصريح ابن حزم :

يقول ابن حزم فى جمهرة أنساب العرب : " وهؤلاء ولد سامة بن لوئى " ، سيأتى ذكرهم ، كما أنشد شاعر قريشى :

وسامة منا فاما بنوه ... فأمرهم عندنا مظلم

و أولاد سامة بن لوئى هم ١ الحارث بن سامة وأمه هند بنت يتم الأدرم بن غالب وكتب الزبيرى تيم بن غالب .

(٢) غالب بن سامة وأمه ناجية بنت جرم بن ربان وقد نسبت أولاده إليها فاطلق عليهم بنو ناجية ولم يعقب غالب أولادا من ناجية

---

١٤) كتاب نسب قريش ص ٤٤٠ .

وإنما كانوا أولاد أخيه الحارث الذين أنجبتهم منه بعد زواجه منها بعد وفاة أخيه غالب .

أما أولاد حارث بن سامة فهم:

(١) لؤى (٢) عبيدة (٣) سعد (٤) ربيعة و عند الزبيرى زمعة بدلا من ربيعة (٥) عبد البيت (٦) ساعدة (٧) حارث ولم يذكر الزبيرى الاسمين الأخيرين ولكنه ذكر اسم مدرك .

و كان من أولاد الحارث بن عبد البيت الشاعر جليس ويدعى عليا ، و أخواه عبد الله و محمد المشهوران ببنى جهم .

و كان جهم بن بدر رئيس الشرطة فى عهد الخليفة الواثق بالله سنة ٢٣٢ الذى كان حاكما على زبيد اليمن وحدودها وأطرافها .

و كان الخريت بن راشد من بنى عبد البيت الذين ارتدوا [١٥] فى عهد على ابن أبى طالب فحاربهم و بعد أن قتلهم سبى نساءهم وأطفالهم ثم اشتراهم مصقلة الشيبانى وأعتقهم وهربوا إلى معاوية . أما أولاد ربيعة بن الحارث ابن سامة فهم :

(١) حيثم (٢) حمام (٣) مازن

و كانوا يعدون فى رهط أسلم بن كوب بن سفيان بن سهم .

و من أولاد سعد بن حارث بن سامة : (١)نصر بن سعيد بن علاء بن مالك الموصلى وقد بقى نسل سعد بن الحارث هذا .

١٥) قصة الردة هذه سيأتى الكلام عنها بالتفصيل .

و من أولاد عبيدة بن حارث بن سامة عباد بن منصور ناجى قاضى البصرة ، و نسبه الكامل على الوجه الآتى :

منصور بن عباد بن سامة بن الحارث بن قطن بن مدلج بن قطن بن حزم بن ذهل بن عمرو بن مالك بن عبيدة بن الحارث بن سامة بن لؤى و من أولاده المحدث محمد بن عرعرة بن يزيد بن نعمان بن عجلة بن اقفع بن كرسان بن الحارث بن حارثة بن مالك بن سعد بن زرارة بن عبيد ابن حارث بن سامة بن لؤى .

و يظهر من تصريحى هذين العالمين بالأنساب أن أم غالب بن سامة هى ناجية بن جرم بن ربان التى نسب إليها فرع بنى سامة وقد كتب الامام ابن حزم فى ذلك مايأتى :

و غالب بن سامة أمه ناجية بنت جرم بن ربان إليها نسب ولد زوجها فهم بنو ناجية ولا عقب لغالب الذى هو ولد ناجية وانما العقب لأخيه الحارث خلف على ناجية فنسب ولده إليها [١٦] .

و لذلك حاول أعداء بنو سامة الطعن فى نسبهم والتشكيك فيه نتيجة لهذا الالتباس كما يشير كتاب الأغانى .

كما يتبين لنا من تصريحيهما أن قصة ارتداد بنى عبد البيت مشتبه فيها ، و مصعب الزبيرى لم يذكر أن عليا قد قتلهم وأنهم كانو معه أولا ثم خالفوه بعد التحكيم . .

١٦) جمهرة انساب العرب ص ١٧٣ وجاء بهذه الصفحة كذلك على الهامش مايأتى : فى جميع الاصول "حزم" و فيها ماعدا حـ "زبان" وفى حـ "ربان" و الصواب ما أثبت من المعارف .

ولكن الامام ابن حزم قد كتب أنهم قد ارتدوا فى خلافة على ولذلك قتلهم أو قاتلهم وليس فى كلامه أى تصريح لمخالفتهم لعلى أو موافقتهم له. و كتاب الاغانى يوضح أن هؤلاء القوم كانوا قد ارتدوا قبل مدة طويلة ولما كان عهد على بن أبى طالب فانه قاتلهم واسترق من بقى منهم .



الحكومات العربية فى الهند و السند

تأليف : القاضى اطهر مباركپورى

ترجمة : الاستاذ عبدالعزيز عزت عبد الجليل

(٧)

أبوالفرج الأصفهانى صاحب الأغانى

من المعروف أن أبا الفرج الأصفهانى صاحب كتاب الأغانى ليس بمؤرخ ولا بعالم أنساب و ليس كتابه كذلك كتابا تاريخيا ، أوحاكيا للأنساب ولكننا نجد فى قصصه ورواياته بعض الأشياء التى تلقى أضواء على بنى سامة ، وتشير إليهم ، فى بعض الأحاديث ، ولذلك فانه من المناسب هنا نقل شئ من ذلك فنجده فى سلسلة كلامه عن الشاعر على بن الجهم يذكر أن نسبه يتصل بغالب بن لؤى بن سامة بن عبد البيت بن الحارث فيقول : و هكذا يدعون و قريش تدفعهم عن النسب وتسميهم بنى ناجية و ينسبون إلى أمهم ناجية و هى امرأة سامة بن لؤى[١٧].

ثم يستطرد قائلا إن سامة كان قد غضب من حديث لأخيه كعب بن لؤى فنزح إلى البحرين و فى الطريق شردت به ناقته إلى العشب و الكلا لتأكل ، وما ان مدت رقبتها و وضعت رأسها حتى أمسك ثعبان بنفسها ، و لدغها فارتجفت ، وناخت ، فعض الثعبان سامة فى رجله فمات على الفور. فلما سمع بذلك أخاه كعب قال فى رثائه :

عين جودى لسامة بن لؤى	علقت ساق سامة العلاقة
رب كأس هرقها ابن لؤى	حذر الموت لم تكن مهراقة

و منكرو نسب بنى سامة يقولون : إن ناجية سامة كانت معه فى البحرين ، و لما توفى سامة تزوجها رجل من البحرين ، فولد لها الحارث وقد مات والده ، وهو صغير ، ولما شب أرادت أمه أن تلحقه بقريش ، فقالت له : إنك ابن سامة بن لؤى ، و لما سمع ذلك توجه الحارث إلى كعب فى مكة و قال له : إننى ابن أخيك فسأله عن أمه فلما ذكر له اعترف بنسبه ، و مكث حارث عنده مدة ، و فى هذه الأثناء تصادف أن وصلت قافلة من البحرين ، و عند ما رأى أصحابها حارثا سلموا عليه و تحادثوا معه ، فسأله كعب : أين عرفت هؤلاء القوم ؟ فأجابه إن هذا الشخص و كان يقصد أحدهم هو ابن فلان من بلدى ثم قص عليه ما كان من أمره ، و بعد سماعه ذلك أخرج كعب حارثا وأمه ناجيه فرجعا إلى البحرين ، وهناك تزوج حارث ، و كان له الاولاد الذين ذكرنا هم آنفا ويروى عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه قال : ”عمى سامة لم يغضب“ .

و كان بنو ناجية قد ارتدوا عن الاسلام ، و لما ولى على بن أبى طالب الخلافة دعاهم إلى الاسلام فأسلم بعضهم واستمر الباقون على الردة فسباهم واسترقهم (لم يبين مأخذ هذا النص) وقد اشتراهم منه فيما بعد مصقلة بن هبيرة و أدى جزءا من الثمن ، وأقر بالباقى لديه ، ولكن بعد تحريرهم هربوا ليلا الى معاوية فحررهم و بقى فى ذمة مصقلة باقى أثمانهم ولهذا هدم على بن أبى طالب جزءا من منازلهم و فى رواية أخرى انه هدم كل المنازل و لم يذهب مصقلة إلى الكوفة طيلة مدة حياة على بن أبى طالب و فى قول لابن الكلبى أن ابن سامة بن لؤى هو غالب و امه ناجية و بعد موت سامة

ورث حارث ناجية و مات غالب و حارث ابنى سامة بدون أن ينجبا أولادا ، و بذلك يكون نسل ناجية بنت جرم بن ريان العلاف هم بنو سامة بن لؤى وأمهم هى بنفسها ناجية أرملة سامة وينسبون إلى حارث بن سامة و هم بأنفسهم الذين اشتراهم مصقلة من على بن أبى طالب واذا أردنا الاستدلال على ذلك فاننا نورد فيما يلى قول علقمة الخصى التميمى :

زعمتم أن ناجى بنت جرم   عجوز بعد مابلى أنسام
فان كانت كذلك فألبسوها   فان الحلى للأنثى تمام

و مثل هذا القول أيضا ورد عن هيثم بن عدى ولكن الزبير بن بكار قد عدهم فى قريش و قال : ”هم عازبة قريش“ ، و لهذا يطلق عليهم عازبة ، و لنفس هذا السبب صاروا منعزلين ، وقد نسبوا إلى أمهم ناجية بنت جرم بن ريان و كان علافا .

أما اسم ناجية فهو ليلى وحدث أنها كانت ذاهبة مع ريان فى الصحراء مرة ولما عطشت طلبت الماء فقال لها إن الماء أمامك ، وأشار إليها على السراب الذى يحسبه الظمآن ماء حتى اذا جاءه لم يجده شيئا ، فظلت تمشى حتى وجدت الماء ، فشربت ونجت من موت محقق .

وقد ألحقهم زبير بن بكار بقريش نظرا لمسلكه ، فقد كان مخالفا لعلى بن أبى طالب و يميل لبنى ناجية ، و هذا أمر مشهور و معروف عن زبير . وقد تبين من التفصيل الذى ورد فى كتاب الاغانى أن سامة بن لؤى لم يسكن فى عمان ، وانما أقام فى البحرين ، و هذا يخالف جمع التصريحات التى جاءت فى هذا الشأن . والدليل الذى ساقه القائلون باخراج بنى ناجية من قريش

انه بعد وفاة سامة بن لؤى تزوجت أرملته بشخص من البحرين فولدت منه الحارث وأن غالب لم يرث زوجة أبيه ناجية بعد وفاته ، وأهل الأنساب فى ذلك الحين قد اتفقوا على أن الذى ورث ناجية والدة غالب بن سامة هو الحارث بن سامة شقيقه و منه تناسل أولاد بنى ناجية ، ولا يكتفى الأصدقاء بذلك وانما زينوا قصصا وبالغوا حتى وضعوا أحاديث نسبوها للرسول صلى الله عليه وسلم ، وقد أنكر ابن الكلبى وهيثم بن عدى أولاد غالب و حارث ، وقالا : إنهما لم يعقبا ولم يمتد نسلهما وأن الرهط الذين اشتهروا باسم بنو ناجية كانوا ينتمون إلى أى قبيلة وهم الذين قتلهم على بن أبى طالب و سجنهم و نرى صاحب الأغانى يميل إلى هذا الرأى ، و يظهر رجحانه ، و يرى أن الزبير بن بكار قد سعى لالحاق بنى ناجية بقريش لاظهار عدم رضائه عن اسلوب على كرم الله وجهه ، و هذا توجيه يتبع ذوق الكاتب كما ذكر صاحب كتاب الاغانى أن هناك اجماع على عداوة بنى ناجية لعلى بن ابى طالب و من اهم ما يجب ذكره ان بنى ناجية الذين وصفوا بالارتدار كانوا قد انحرفوا عن الاسلام قبل ذلك بكثير و ان ارتدادهم ليس له علاقة بسياسة او خلافة على أو التحكيم ، ولما تولى على الخلافة قاتلهم فاشتراهم منه مصقلة ولا تعلق لمعقل بن قيس بذلك . و فيما سيأتى من كلام المسعودى ومصعب الزبيرى سنجد أنهما قد صرحا باسم قيس ، ولكن ابن حزم قد قرر أن وقوع تلك الحادثة كان فى عهد على بن أبى طالب ولم يدرج اسم معقل بن قيس وكتب أن على هو الذى حاربهم و سجنهم ، و أن مصقلة الشيبانى قد اشتراهم منه و الذى يجمع عليه المؤرخون والنسابة فى أقوالهم وتصريحاتهم أنه كان لبنى سامة فى عمان رقى و مكانة ، و كان من بينهم أصحاب الفهم والفراسة الذين ظهر منهم فيما بعد أرباب السياسة

و أهل الفضل والكمال فكان منهم المحدث ، و الشاعر ، و الحاكم و أصحاب المناصب العالية فى الحكومة ، و بلغ من كثرتهم أن كل شخص منهم تفرع وتشعب نسله حتى انتشروا فى كل عمان و ما حواليها منهم بنو ناجية و بنو الحارث و بنو سعد و بنو عبد البيت ، ورهط أسلم بن كرب ، ورهط منصور بن منجاب ، و غيرهم من القبائل المشهورة .

و بنو ناجية خاصة هم الذين ملكوا وحكموا و لذلك طعن فيهم وحدهم ، وقد ظهرت قوتهم لأول مرة فى معية على كرم الله وجهه التى انتهت بواقعة التحكيم وانفصالهم عنه سنة ٣٨ هـ و فى المرة الثانية سنة ٢٠٠ ايام احتكاك حاكم الموصل مع بنى ثعلبة ، أما المرة الثالثة التى كشفت عن مدى قوتهم و شوكتهم فهى عند ما أقاموا حكومة لهم فى عمان أولا ثم فى الملتان فى عهد الخليفة المعتضد من سنة ٢٧٩ إلى سنة ٢٨٦ هـ و كان محمد بن قاسم بن منبه السامى قد اتخذ حاكمين على هاتين الحكومتين فى كلتا الجهتين من بنى سامة ، و كان يطلق على حكام " بنو سامة " ، فى الملتان " بنو منبه " ، و من قبل ذلك بكثير كان الفضل بن ماهان قد حصل على الحرية وصار عتيقا منهم وأقام حكومة فى سندان ، ظلت قائمة حتى عهد المعتصم .

ذكر " بنى سامة " على لسان الرسول

لقد صرح الأمير ابن ماكولا أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قد قال للقيط بن عباد بن بجيد السامى : " أنت منى وأنا منك " ، وأنه أيضا قد قال عند مقابلته لوفد بنى سامة : " هؤلاء قوم لى " .

وفضلا عن ذلك فان الامام السمعانى قد كتب فى مقدمة كتاب

الأنساب حادثة وبين سندها و ساق دليلها ، فيذكر أن عبد الرحمن بن حارث قد سأل مرة فى مكان يقال له العقيق سعيد بن زيد بن عمر فى شأن سامة بن لؤى فأجابه : إننا سألنا رسول الله فقلنا :يا رسول الله سامة منا أم نحن منه ؟ فقال صلى الله عليه وسلم : " بل هو منا ألم تسمعوا قول شاعر الناقة "

و يذهب ابن اسحاق إلى أن الرسول كان يقصد بقول شاعر الناقة الأبيات الآتية :

أبلغا عامرا و سعدا رسولا — ان نفسى إليكما مشتاقة
ان فى عمان دارى فاننى — ماجد ما جرجت عند فاقة
رب كأس هرقتها ابن لؤى — حذر الموت لم تكن مهراقة
لا أرى مثل سامة بن لؤى — يوم حلوبه قتيل الناقة [18]

والبيت الثالث من هذه الأبيات مذكور فى كتاب الأغانى و كان قد أنشده كعب بن لؤى بعد علمه بلدغ الحية لأخيه سامة ، ولأن كعب قد قص فى هذه الأبيات حادثة الناقة فقد سمى بشاعر الناقة.

دعوة الاسلام فى سنة ٨ بعمان

وقبول سامة الاسلام

فى السنة الثامنة أرسل رسول الله صلى الله عليه و سلم عمرو بن العاص وأبا زيد الأنصارى الى عمان للدعوة للاسلام ، وقد قبل كل من الأخوين الحاكمين هناك آنذاك وهما عبيد بن الجلندى و جيفر بن الجلندى الاسلام عن رضا ورغبة و لم يقفا عند هذا وانما قاما بالدعوة بين أهل عمان

١٨) كتاب الانساب للسمعانى ورق ٤ طبع اوروبا .

للاسلام ويقول البلاذرى : و دعوا العرب هناك إلى الاسلام فأجابوا إليه ورغبوا فيه [19] .

والظاهر أن بنى سامة المستوطنين فى عمان كانوا قد أسلموا قبل ذلك .

مقابلة وفد بنى سامة و خريت بن راشد للرسول

ليس من المعلوم على وجه اليقين والتحديد ، متى أسلم بنو سامة ولكن الثابت أن وفدا منهم قد قابل الرسول ، و تذكر لنا كتب التاريخ ثلاثة أسماء من هذه القبيلة ، أحدهما خريت بن راشد الناجى ، وثانيهما لقيط بن عباد بن بجيد ، وثالثهما منجاب بن راشد الناجى رضى الله عنهم .

و قد كتب الامام أمير ابن ماكولا فى الاكمال ما يأتى .

الخريت بن راشد الناجى لقى النبى صلى الله عليه وسلم وهو بين مكة والمدينة فى وفد بنى سامة فاستمع لهم [20] و قال لقريش هؤلاء قوم لد [21] .

و فى مكان آخر كتب الحافظ ابن حجر فى الاصابة : خريت بن راشد الشامى

١٩) فتوح البلدان ص ٨٧ .
٢٠) الاكمال ج ٣ ص ٣٢ .
٢١) الاصابة ج ١ ص ٤٢٣ .

(السامى) له ادراك[٢٢] .

وفادة لقيط بن عباد السامى عند الرسول

وقد روى الامام الأمير ابن ماكولا ما يأتى :

ولقيط بن عباد بن بجيد بن بكر بن عمرو سواءة بن سعد بن عبيدة بن الحارث بن سامة بن لؤى. ذكر أبو الفوارس السامى أنه وفد على النبى صلى الله عليه وسلم و قال له أنت منى وأنا منك ـ ذكره شبل فى نسب سامة بن لؤى [٢٣] .

و فى الاصابة : لقيط بن عباد السامى بالمهملة قال ابن ماكولا له وفادة [٢٤] .

لقاء منجاب بن راشد الناجى لرسول الله

و مما هو ثابت أيضا أن منجاب بن راشد الناجى شقيق خريت بن راشد قد مثل أمام الرسول صلى الله عليه وسلم وكتب الحافظ ابن حجر: منجاب بن راشد الناجى. ذكره أبو الحسن المدائنى و سيف بن عمرو فيمن أمر على كور فارس فى خلافة عثمان ممن لقى النبى صلى الله عليه وسلم و آمن به هو وأخوه الخريت[٢٥].

٢٢) الاصابة ج ١ ص ٤٥٥ .

٢٣) الاكمال ج ١ ص ١٨٨ .

٢٤) الاصابة ج ٣ ص ٣١٢ .

٢٥) الاصابة ج ٣ ص ٤٣٨ .

وبعد وفاة الرسول صلى الله عليه وسلم و انتشار الردة فى عمان كالوباء كان من بين القبائل التى ارتدت قبيلة أزد و مهرة بن حيدان و القبائل الأخرى ، ولكننا لانلمح اسم بنى سامة فى المرتدين ، فى أى كتاب من الكتب المعتبرة ، بل إنه يظهر من بعض الروايات أن خريت بن راشد كان يقاتل المرتدين، و فى الاصابة :

و روى سيف عن القاسم بن محمد أنه كان على بنى ناجية فى حروب الردة و كان أحد الأمراء حينئذ [٢٦] .

و فى مقابلة هذه الرواية فان قول صاحب الأغانى من أن بنى ناجية قد ارتدوا عن الاسلام وأن عليا فى خلافته دعاهم إلى الاسلام فأسلم بعضهم واستمر الباقون على الردة فقبض عليهم ، غير معتبر[٢٧] .

قوة بنى سامة فى عهد الخلفاء الراشدين

كان لخريت وأخيه ، منجاب شأن كبير فى الحكومة أيام الخلفاء الراشدين و كان لهما ايضا دخل فى السياسة ، خاصة خريت الذى كان أمير قومه بنى ناجية ، اذ كان حكمه فيهم مطاعا ، وأمره بينهم نافذا ، كما كان على هذه الصفة زمن الردة فجمع قومه ، وقاتل المرتدين ، و حصل فى النهاية على الامارة والسيادة فيهم و صار موئلهم ، وقد ولاه عبد الله بن عامر منطقة فى فارس ، وتذهب بعض الروايات إلى أنهم كانوا منحازين إلى عثمان بن عفان و فى حروب الجمل وقف خريت بصفته أميرا على القبيلة ''مضر،، و حارب

٢٦) الاصابة ج ١ ص ١٨٨ .

٢٧) الاكمال ج ٢ ص ٤٣٢ .

مع طلحة والزبير[28] . و فى خلافة عمر رضى الله عنه عين منجاب أخاه واليا على منطقة فى فارس ، كما صرح بذلك ابن ماكولا ، ولكن الحافظ ابن حجر قد ذكر أن إمارته على منطقته فى فارس كانت فى عهد عثمان فكتب : " و كانا عثمانيين فهربا من على " [29] و قد انحاز كلا الأخوين فى مشاجرات الصحابة إلى عثمان رضى الله عنه . ولما كان خريت بمثابة زعيم ورئيس لبنى سامة فان التهم كلها ألصقت ببنى سامة جميعهم .

موقف خريت وبنى سامة فى عهد على رض
على ضوء أقوال المحدثين

فى عهد على كرم الله وجهه عرضت قصة خريت و بنو سامة فى ثوب جديد فوصموا بالارتداد و طعنوا فى نسبهم ، و وصفوا بعداوتهم لعلى ، على نحو ما ذكرنا سابقا ، ولكن المحدثين والعلماء و الرجال و الرواة قد تناولوا تلك المسألة باحتياط فائق وبشعور من المسئولية الكبيرة و قد كتب الأمير ابن ماكولا مايأتى :

و كان الخريت على مضر يوم الجمل مع طلحة والزبير رضى الله عنهما و كان عبد الله بن عامر قد استعمله على كورة فارس قاله سيف و قال المدائنى هرب الخريت من على رضى الله عنه فسرح إليه معقل بن قيس الرياحى فهزمه و خرج إلى مكران أخوه المنجاب بن راشد استعمل على كورة فارس فى خلافة عمر رضى الله عنه [30] .

٢٨) الاغانى ج ١ ص ٢١٦ .
٢٩) الاصابة ج ٣ ص ٤٣٨ .
٣٠) الاكمال ج ٢ ص ٤٣٢ .

و يظهر من ذلك ان خريت كان قد انحاز الى عثمان فى حرب الجمل سنة ٣٦ وأنه ترأس قبيلة مضر ، واشترك معه أخوه منجاب ، و لخوفهما من على رض فيما بعد فانهما هربا ، كما ذكر ذلك ابن حجر و كتب عن منجاب ما يأتى: و كانا عثمانيين فهربا من على فأما الخريت فانه أفسد فى الارض فسير إليه على جيشا فأوقعوا ببنى ناجية[31] .

و نقل ابن حجر قول سيف بن عمر فى شأن خريت بن راشد من أنه كان زعيما لكل قبيلة مضر فى حرب الجمل فكتب : " قال سيف و كان الخريت على مضر كلها يوم الجمل " ، كما نقل بعد ذلك قول الزبير بن بكار من أن خريت كان مع على حتى واقعة التحكيم سنة ٣٨ ه ثم خالفه بعد ذلك ، و ذهب إلى فارس و لما أغار على بجيوشه ، التحم معها و قاتل ، و فيما يلى ما كتبه ابن حجر :

و قال الزبير بن بكار كان مع على حتى حكم الحكمين ففارقه إلى بلاد فارس مخالفا فأرسل إليه معقل بن قيس و جهز معه جيشا فحشد الخريت من قدر عليه من العرب والنصارى فأمر العرب بمنع الصدقة والنصارى بمنع الجزية وارتد كثير ممن كان أسلم من النصارى فقاتلهم معقل و نصب راية و نادى : من لحق به فهو آمن فانصرف كثير من أصحاب الخريت فانهزم الخريت فقتل[32] .

والروايات التى أدرجها الحافظ ابن حجر والأمير ابن ماكولا لسيف

٣١) الاصابة ج ٣ ص ٤٣٨ .
٣٢) الاصابة ج ١ ص ٤٢٣ .

ابن عمرو المدائني ليس بها غير أن خريت و شقيقه منجاب كانا ضد على ابن أبي طالب وأنهما خالفاه في حرب الجمل وخرجا ضده مع كل قبيلة مضر ولحقوهما منه هربا إلى فارس .

ولما كان خريت رئيس قومه، وزعيم رهطه، فقد قام بأعمال تخريبية مما دعا على لمحاربته بجيش على رأسه معقل بن قيس ، لأن الخريت كان قد جمع قومه و منع المسلمين من تأدية الزكاة والنصارى من تأدية الجزية ، و بذلك ارتد كثير من النصارى الذين كانوا قد أسلموا ، و قد انتصر معقل على خريت وطبقا لكلام ابن ماكولا فان خريت لجأ إلى مكران ، وتبعا لكلام ابن حجر فانه قد مات في الحرب ، ولكن رواية الزبير بن بكار فانها تذهب إلى أن خريت كان في البداية مع على ، ثم انفصل عنه بعد التحكيم .

و أما هذه الوقائع فان المؤرخين والنسابين قد قرروا ارتداد خريت بناء على أنه أمر قومه بمنع تأدية الزكاة لعلى ، وقد أفاض في ذلك المسعودي ولكونه علوي الذهن فانه قد حاول بكل الطرق ، و بمختلف الأساليب خفض من ناحيته و اهدار حقوقهم .



الحكومات العربية في الهند و السند

(٨)

تأليف : القاضي اطهر مباركپوري

ترجمة : الاستاذ عبدالعزيز عزت عبد الجليل

اتهامات خريت و بنو سامة

كتب المسعودي أنه في سنة ٣٨هـ عندما فرغ على كرم الله وجهه من قتال الخوارج في النهروان، نزل في مكان يقال له "فروكش"، و نفرق الجيش و لم يبق سوى بعض الجند ، و في هذه الاثناء انشق حارث بن راشد الناجي و معه ثلثمائة من قومه و تنصروا فيما بعد ولذكر فيما يلي ماكتبه المسعودي :

وهم من ولد سامة بن لؤى بن غالب من ولد اسماعيل عند أنفسهم وقد أبى كثير من الناس و ذكروا أن سامة بن لؤى ما أعقب وقد ذكر عن على فيهم ما قد ذكرنا في كتابنا أخبار الزمان ولست ترى ساميا الا منحرفا عن على -[1]

و كتب بعد ذلك أن على بن أبي طالب قد أرسل المعقل بن قيس لتأديبه فقتل حارث بن راشد الناجي وكل من معه من المرتدين في ساحل البحرين و سبى نساءهم و أطفالهم و وضعهم في الأهواز - و كان مصقلة بن هبيرة الشيباني حاكما عليها من قبل على ، فلما رأينه نسوة بني سامة استعطفنه، وناشدنه أن

(١) مروج الذهب، ج ٢، ص ٤١٨ -

يفك سراحهن، فاشتراهن من معقل بثلثمائة ألف درهم، و دفع من ثمنهن مائتى ألف درهم و هرب فيما بعد الى معاوية و لما بلغ ذلك على قال: ان مصقلة قد فعل فعل الأحرار ولكنه هرب كالعبيد ولو أنه لم يهرب لأمهلته فى دفع الباقى، و لو وجدته معسرا أو مجبورا لأعفيته، و أطلقت سراحهن و حررتهن، وقد اسف مصقلة على ذلك كثيرا، و ندم على ما فعل، و أظهر ذلك فى البيتين الاتيين:

تركت نساء الحى بكر بن وائل   وأعتقت سبيا من لوى بن غالب
و فارقت خير الناس بعد محمد   لمال قليل لا محالة ذاهب

كما أنشد عن تلك الواقعة شاعر آخر تناول الموضوع من زاوية أخرى فقال:

و مصقلة الذى قد باع بيعا   ربيحا يوم ناجية بن سامة

وأنشد على بن محمد بن جعفر العلوى فى شان المنسوبين الى سامة بن لوى:

و سامة منا فاما بنوه   فامرهم عندنا مظلم
أناس اتونا بانسابهم   خرافة مصطبح يحلم
وقلنا لهم مثل قول الوصى   وكل اقاويله محكم
اذا ما سئلت فلم تدر ما   تقول فقل ربنا يعلم

وقد بين المسعودى مثالا على عداوة و انحراف بنى سامة عن على بن أبى طالب من أن الشاعر على بن الجهم السامى كان يلعن أباه فلما سئل عن ذلك قال: لماذا أسمانى والدى عليا، وهكذا يجرى المسعودى وراء كل ما يجده من السامين مخالفا لعلى -١

(١) مروج الذهب، ج ٢، ص ٤١٨ الى ٤٢٠.

القصص حول ارتداد بنى سامة*

كتب مصعب الزبيرى عن قصة الارتداد هذه باختصار فقال: و بنو عبد البيت الذين قتلهم على بن أبى طالب رحمه الله و كان رئيسهم الخريت بن راشد بعث اليهم على معقل بن قيس الرياحى أحد بنى يربوع وكان الخريت قبل ذلك مع على رحمه‌الله ثم فارق حين حكم الحكمين خالف عليا -١

كما كتب الامام بن حزم عن تلك الواقعة ما ياتى: و من بنى عبد البيت أصحاب الخريت بن راشد الذين ارتدوا أيام على رضى الله عنه فحاربهم و قتلهم و سبى نساءهم و أبناءهم فابتاعهم مصقلة الشيبانى واعتقهم ثم هرب الى معاوية فامضى على عتقه اياهم -٢

و كتب المسعودى فى ذلك أيضا ما ياتى: و مضى الحارث بن راشد الناجى فى ثلاثمائة من الناس فارتدوا الى دين النصرانية -٣

و اول من صرح بارتداد ثلثمائة من بنى عبد البيت من آل بنى سامة هو المسعودى، ولم يشر ابن قتيبة او مصعب الزبيرى الى شئ من ذلك قبله، و لكن الامام ابن حزم قد كتب عن ارتداد هم بعده ـ ولكنه لم يصرح بتنصرهم ـ

و اننا لا نستطيع فهم او قبول قصة ارتدادالخريت بن راشد و قوبه فى عهد على، فلعل الحكم بارتداد بنى سامة كان لأجل تبرير مسلك معقل معهم، من قتلهم و سبى نسائهم، وأطفالهم، و بيعهم، بناء على أن هذه الصورة تنافى القول

(١) نسب قريش، ص ٤٤٠ -
(٢) جمهرة انساب العرب، ص ١٧٣ -
(٣) مروج الذهب، ج ٢، ص ٤١٨ -

يفك سراحهن، فاشتراهن من معقل بثلثمائة ألف درهم، و دفع من ثمنهن مائتى ألف درهم و هرب فيما بعد الى معاوية و لما بلغ ذلك على قال: ان مصقلة قد فعل فعل الأحرار ولكنه هرب كالعبيد ولو أنه لم يهرب لأمهلته فى دفع الباقى ، و لو وجدته معسرا أو بجبورا لأعفيته ، و أطلقت سراحهن و حررتهن، وقد اسف مصقلة على ذلك كثيرا، و ندم على ما فعل، و أظهر ذلك فى البيتين الاتيين :

تركت نساء الحى بكر بن وائل   وأعتقت سبيا من لوى بن غالب
و فارقت خير الناس بعد محمد   لمال قليل لا محالة ذاهب

كما أنشد عن تلك الواقعة شاعر آخر تناول الموضوع من زاوية أخرى فقال :

و مصقلة الذى قد باع بيعا   ربيحا يوم ناجية بن سامة

وأنشد على بن محمد بن جعفر العلوى فى شان المنسوبين الى سامة بن لوى :

و سامة منا فاما بنوه   فامرهم عندنا مظلم
أناس اتونا بانسابهم   خرافة مصطبح يحلم
وقلنا لهم مثل قول الوصى   وكل اقاويله محكم
اذا ما سئلت فلم تدر ما   تقول فقل ربنا يعلم

وقد بين المسعودى مثالا على عداوة و انحراف بنى سامة عن على بن أبى طالب من أن الشاعر على بن الجهم السامى كان يلعن أباه فلما سئل عن ذلك قال: لماذا أسمانى والدى عليا، وهكذا يجرى المسعودى وراء كل ما يجده من الساميين مخالفا لعلى -١

---

(١) مروج الذهب، ج ٢، ص ٤١٨ الى ٤٢٠-

القصص حول ارتداد بنى سامة

كتب مصعب الزبيرى عن قصة الارتداد هذه باختصار فقال: و بنو عبد البيت الذين قتلهم على بن أبى طالب رحمه الله و كان رئيسهم الخريت بن راشد بعث اليهم على معقل بن قيس الرياحى أحد بنى يربوع وكان الخريت قبل ذلك مع على رحمه الله ثم فارق حين حكم الحكمين خالف عليا -١

كما كتب الامام بن حزم عن تلك الواقعة ما ياتى: و من بنى عبد البيت أصحاب الخريت بن راشد الذين ارتدوا أيام على رضى الله عنه فحاربهم و قتلهم و سبى نساءهم و أبناءهم فابتاعهم مصقلة الشيبانى واعتقهم ثم هرب الى معاوية فامضى على عتقه اياهم -٢

و كتب المسعودى فى ذلك أيضا ما ياتى: و مضى الحارث بن راشد الناجى فى ثلاثمائة من الناس فارتدوا الى دين النصرانية -٣

و اول من صرح بارتداد ثلثمائة من بنى عبد البيت من آل بنى سامة هو المسعودى، ولم يشر ابن قتيبة او مصعب الزبيرى الى شئ من ذلك قبله، و لكن الامام ابن حزم قد كتب عن ارتدادهم بعده. ولكنه لم يصرح بتنصرهم.

و اننا لا نستطيع فهم او قبول قصة ارتدادالخريت بن راشد و قومه فى عهد على، فلعل الحكم بارتداد بنى سامة كان لأجل تبرير مسلك معقل معهم، من قتلهم و سبى نسائهم ، وأطفالهم، و بيعهم، بناء على أن هذه الصورة تنافى القول

---

(١) نسب قريش، ص ٤٤٠-

(٢) جمهرة انساب العرب، ص ١٧٣ -

(٣) مروج الذهب، ج ٢، ص ٤١٨ -

باسلامهم - و لذلك نظير فيما كتبه ابن الأثير عن الحكام السنيين من أسرة الغزلوى فى تبرير حملتهم على الهباريين فى المنصورة، من انهم كانوا قد ارتدوا عن الاسلام فان هذه القبيلة قد أسلمت طواعية و اختيارا ولا نجد مستندا لارتدادها، او تنصرها، فى زمن الردة أو بعد مضى ثلاثين عاما على اسلام جميع أفرادها لمجرد غضبهم و سخطهم بعد التحكم، ان الصحيح فى نظرنا و القريب الى فهمنا أنه ليس هناك من ارتد من بنى ناجية، و الذى يمكن قوله، هو أنهم امتنعوا عن دفع الزكاة لعلى و هذا لايمنع من وجود أناس آخرين من طبقة النصارى الذين كانوا قد أسلموا قد ارتدوا، وقد كتب الحافظ ابن حجر : "و ارتد كثير من كان أسلم من النصارى" -

القصص حول مخالفة" بنو سامة" لعلى

ذكر المسعودى أنه بينما يوجد أى فرد من بنى سامة فانه و لاشك عدو لعلى بن أبى طالب فهو يقول : "ولست ترى ساميا الا منحرفا عن على" -

و يدلل المسعودى على دعواه تلك، بان على بن الجهم الشاعر العربى المعروف كان يلعن أباه لأنه سماه عليا ، و لكن مصعب الزبيرى و ابن قتيبة و ابن حزم لم يذكروا شيئا مثل هذا ، ولو كان شيئا من ذلك قد ثبت لكتب عنه على الأقل الامام ابن حزم، كما تكلم عن ارتدادهم -

و قد قرر صاحب كتاب الأغانى الاجماع على عداوتهم لعلى مثل المسعودى و هذا خطأ بين ، فليس كل سامى بمنحرف عن على ، بدليل أن الامام الأمير ابن ماكولا قد صرح فى شان خلاص بن عمرو بن منذر بن أصبح بن عبدالله السامى بالاتى : "كان فقيها من أصحاب على بن أبى طالب" -[١]

(١) الاكمال، ج ١، ص ٩٩ -

كما أنه لوكان كل سامى مخالفا لعلى، و عداوته فى قلوبهم و ضمائرهم ما كانوا ليجلوا الخوارج فى خلافة المعتضد من عمان، وهم أعداء على، و الما كانوا انضموا اليهم و ساعدوهم بكل طريقة ، و لكنهم كانوا على خلاف معهم، فاخرجوهم من عمان و ألجئوهم الى منطقة جبلية يطلق عليها "يروى"، و أقاموا حكومة تحت شعار أهل السنة و الجماعة، كما سيأتى ذلك مفصلا فى بيان العلامة ابن خلدون، و مما تجدر الاشارة اليه أيضا هنا أن بنى سامة، المعروفين ببنى منبه فى الملتان وهم من أهل السنة و الجماعة ، لم يتعرضوا للاسماعيليين أو الشيعة و الما تركوا لهم الحرية حتى استطاعوا أخيرا قلب حكومتهم -

و لعل العلويين و الشيعة قد عملوا على القضاء على حكومة بنى سامة و اقامة حكومة شيعية لما عرف عنهم، بانهم أعداء على، و عموما فانه لا يوجد أى دليل أو مثال يؤكد انحرافهم اثناء غلبتهم على الملتان و عمان -

الامارت و المشيخات الموجودة لبنى سامة" فى عمان

حكم بنو سامة فى العهد الأموى و الملتان ثم طوى التاريخ بساط حكومتهم ، و لكن ظل بعض أفراد منهم يملك و يسود فى عمان و حتى هذه الأيام تمتد الحكومة فى نسلهم -

وقد كتب عالم مؤرخ معاصر كتابا فى أنساب و قبائل أهل عمان بعنوان : "اسعاف الأعيان فى أنساب أهل عمان"، و ذكر فيه ان مشيخة عمان الحالية يرجع نسب حكامها الى بنى سامة -

و فى عمان اليوم عائلات كثيرة مختلفة من بنى سامة أشهرها "بنو غافر"، و منطقتهم "وادى غافر"، و تشتمل على عدة قرى و مركزها "خفندى"، و

يعتبر آل العطابى فرعا من بنى غافر، وهؤلاء هم أولاد راشد بن حميد بن راشد ابن ناصر الذين كانت لهم حكومة فس حيرين و نهلى -

وفى عام ١٣٣٤هـ أخرج سالم بن راشد الفروضى، السلطان ناصر بن حميد، آخر حاكم لهذه الأسرة فى ''بهلى''، و أولاده الان يقيمون فى احدى المدن خارج قلعة ''جيرين''، أما الفرع الاخر فهم آل صالح بن على أمرآء لباريه و مشرقى عمان و مركزهم ''قابل''، و حكومتهم على سفالة ''أنرى'' -

و الفرع الثالث آل الحارث بن كعب، ولهم السيادة على مالكى وديكى و شبلى وغير ذلك -

و يعتبر الحاكم الحالى الأمير أحمد بن محمد بن عيسى بن صالح من أقرباء سعيد بن تيمور سلطان عمان و مسقط من آل الحارث بن كعب و نضلائهم و الفرع الرابع آل ناصر وهم أمراء على عينبن و درتتين و الفرع الخامس آل عزه و منهم رؤساء و علماء و مركزهم شهراز-١

القصص حول الطعن فى نسب بنى سامه

عرفنا أن اعداء بنى سامة قد حاولوا الطعن فى نسبهم، و أنهم قوم مجهولوا النسب و أن ادعاءهم السامية كذب و بهتان و قد كتب المسعودى : وهم من سامة بن لؤى بن غالب من ولد اسماعيل عند أنفسهم و قد أبى كثير من الناس و ذكروا ان سامة بن لؤى ما أعقب - ٢

كما كتب مثل ذلك العلامة ابن خلدون و لعله قد تاثر بما كتبه المسعودى -

(١) اسعاف الاعيان فى انساب اهل عمان / ١٨ - ٢١ -
(٢) مروج الذهب، ج ٢، ص ٤١٨ -

اما ابن قتيبة و مصعب الزبيرى و ابن حزم فانهم لم يكتبوا شيئا عن ذلك بل ان أقوالهم و تصريحاتهم كافية لتكذيب هذا الادعاء - و انه لمن العجيب المحير أن يكتب المسعودى و ابن خلدون ما كتبا بينما نجد الامام ابن حزم يصدر كلامه عن ''بنى سامة''، ببيت من الشعر هو:

''وسامة منا فاما بنوه   فامرهم عندنا مظلم''

و هذا البيت لعلى بن محمد بن جعفر العلوى ثم يأتى المسعودى فينقل الينا باقى أشعاره ليدلل بذلك على جهالة نسب بنى سامة -

ولا شك أن المحاولات التى قام بها أحد العلويين و ابن الكلبى و هيثم ابن عدى و صاحب الأغانى و المسعودى للنيل من نسب بنى سامة لم تنجح، و ان على بن محمد بن جعفر العلوى بعد أن قال ما قال احترز من تقرير كذبه صراحة -

و من العجيب كذلك أن المسعودى عند ما تكلم عن حاكم الملتان من بنى سامة لم يظهر أى شك أو شبهة فى نسبه فكتب يقول : و صاحب مملكة بلد الملتان رجل من قريش من ولد سامة بن لؤى بن غالب -١

و فى مكان آخر يكتب عن حاكم الملتان معترفا بقرشيته فيقول : ''و الملك بها أبو اللهاب المنبه بن أسد القرشى'' -٢

كما كتب العلامة الاصطخرى العالم الجغرافى المعاصر للمسعودى عن حاكم الملتان : ''و أميرهم قرشى من ولد سامة بن لؤى '' -٣

(١) مروج الذهب، ج ١، ص ٩٩ -
(٢) مروج الذهب، ص ١٦٧ -
(٣) مسالك الممالك ص ١٧٥ -

و يتضح من مجموع ذلك أن الاسماعيليين و العلويين هم الذين حاولوا اضعاف بنى سامة و القضاء على شوكتهم، فاستغلوا تلك الدعوى كحربة قاتلة، حتى لقد تاثر بدعاياتهم بعض المؤرخين، مما يدل عليه قول ابن رسته الاتى :

و بالملتان قوم يزعمون أنهم من ولد سامة ابن لؤى يقال لهم بنو منبه -١

ولكن هذا قد يحمل على أنه احتياط من ابن رسته فى دعوى النسب فكلامه هذا لايحمل تكذيبا ولا تشكيكا - و ليس الطعن فى الأنساب أو محاولة الارتفاع بها بشئ جديد فى التاريخ، و لقد كان آل سامان فيما وراء النهر اعاجم النسب و أطلق عليهم الملوك السامانيون و كانوا يدعون أنهم من أسرة سامة بن لؤى، وقد كتب عنهم ابن خلدون : و ينسبون فى الفرس تارة و الى سام بن لؤى ابن غالب أخرى -٢

بينما الناس الذين هم حقيقة من بنى سامة يسعى مخالفوهم للنيل منهم و الطعن فى نسبهم و يتواطأ على ذلك معاصروهم ، من العلويين، و الاسماعيليين، و القرامطة و الروافض - و لنسمعك رواية أخرى عجيبة و مشوقة فى حلقات تلك الروايات المتعددة -

كتب صاحب الأغانى عند ذكره لمروان بن أبى حفظة الأصغر أن على ابن الجهم السامى أراد أن يتزوج بامرأة من قريش فانكر أهلها و لما علم الخليفة المتوكل السبب فى الرفض قال أن ابابكر و عمر قد قررا خروج بنى سامة من قريش، و لكن عثمان رضى الله عنه أدخلهم فيها، و الحقهم بها ولما كان عهد على اخرجهم من قريش ، و لهذا ارتدوا مع رئيسهم الحارث فقاتلهم على و سجنهم فاشتراهم

(١) الاعلامة النفسية لا بن رسته - ص ١٣٥ -
(٢) تاريخ ابن خلدون، ج ٣، ص ٣١١ -

مصقلة منه، و لما سمع المتوكل كل هذه القصة ضحك و قال فيها على بن الجهم :

(هذه الدعوى من الرافضة و شتم القوم) -

اهم الشخصيات من بنى سامة

لقد ظل بنو سامة على مر العصور لهم شأن، فكان منهم الحكم و الامراء و القضاة و المحدثون، و الفقهاء، و الشعراء، ولأنهم قد طعنوا فى نسبهم، فقد دعا ذلك رجال الأنساب بالاهتمام بهم ، و ذكر مشاهيرهم فى العلوم و الفنون و قد عرفنا سابقا ان خريت بن راشد، و شقيقه منجاب كانا حاكمين فى فارس و بعد النزاع بين على و عثمان انضما الى طلحة و الزبير، كما عرفنا ان قثيم بن زياد أحد بنى سامة قد قتل فى حرب الجمل أثناء احاطته بهودج السيدة عائشة رضى الله عنها

وسوف نعرض فيما ياتى نبذا مختصرة عن احوال بعض الأشخاص الممتازين من بنى سامة أخذا من كتاب الاكمال للامير ابن ماكولا حتى نستطيع أن نقف على أعمالهم و أفضالهم

(١) عبدالله ذو الرمحين، و نسبه عبدالله ذو الرمحين بن قطن بن شمر بن حزم بن ذهل السامى و لقب بذى الرمحين لشجاعته و كان بنو سامة يرفعون أصواتهم باسمه فى الحروب للتشجيع و فى اشعار الغزوات :

"يا عبد الله ذو الرمحين"١

(٢) عباس بن منصور أحزم و نسبه أبو سلمى عباد بن منصور بن عباد بن سامة بن حارس بن قطن بن مدلج بن قطن بن أحزم بن ذهل بن عمرو

(١) الاكمال، ج ١، ص ٣٩ -

ابن مالك بن عبيدة بن حارث بن سامة بن لؤى و لقبه أحزم، و كان قاضى البصرة و قد روى الحديث عن الاساميين أبو رجاء العطاردى و قاسم بن محمد و روى عنه الامام شعبة و أبو سفيان الثورى و ابن عون ـ

(٣) سلمة بن عياد بن أبى سلمة بن عباد بن منصور احزم و كان من شجعان البصرة وله شهرة فى ذلك ـ

(٤) حديد بن عوف بن ذهل بن عوف بن حجزم بن أبى بكر بن عمر و بن عوف عباد بن لؤى بن حارث بن سامة بن لؤى بن غالب بن فهر وقد ذكره الدار قطنى و لكنه ذكر بدلامن حديد ''حديد،، ـ

(٥) أبو فراس السامى و كان ماهرا فى أنساب بنى سامة وقد استدل ابن ماكولا باقاويله فى أماكن كثيرة وأظهر صحتها ـ

(٦) خلاس بن عمرو بن منذر و كان فقيها من أعوان على و أصحابه وكانه زاهدا عابدا ـ

(٧) زياد بن عمرو بن منذر و هو شقيق خلاس و اطلق عليه زياد حوارين نسبة الى حوارين فى البحرين لأنه هوالذى فتحها و له عشرة أولاد ـ

(٨) نافع بن عمرو بن منذر شقيق زياد و خلاس و من أولاده أبو عمرو حميد بن سعيد بن عبد الله بن حميد بن الحارث بن نافع بن عمرو ـ١

(٩) محمد بن عرعره بن يزيد بن نعمان بن عبدالله بن طلحة بن اقفع بن كرمان بن حارث بن حارثة بن مالك بن سعد بن عبيده بن الحارث بن سامة

(١) الا كمال، ج ١، ص ٩٩ ـ

بن لؤى و كان له اخوة منهم (١) محمد بن عرعره الذى روى عن شعبة ـ

(١٠) عبدالملك بن بشير السامى البصرى و ابراهيم بن حجاج السامى و مهنا بن يحيى السامى من رواة الحديث و قد أدرج السمعانى فى كتابه حالات العلماء و المحدثين من بنى سامة كما تناولتهم كتب التاريخ بالذكر ـ

كابس بن ربيعه بن مالك شبيه رسول الله

ذكر العلامة محمد بن حبيب البغدادى فى كتابه تحت عنوان '' المشبهون برسول الله صلى الله عليه وسلم من قريش عدة اشخاص،، و من هؤلاء كابس بن ربيعة بن مالك بن عدى بن أسود بن حيثم بن ربيعة بن حارث بن سامة بن لؤى ابن غالب، و قد كتب عبدالله بن عامر بن كرير عامل معاوية على البصرة اليه انه يوجد بالبصرة شخص من بنى ناجية يشبه رسول الله فى الصورة فكتب اليه معاوية أن يرسله اليه فارسله: فلما قدم على معاوية ورآه مقبلا قام عن سريره و قبله بين عينيه وسأله ممن انت فقال من بنى سامة بن لؤى فقال كيف كتب الى انك من ناجية فقال و الله يا امير المؤمنين ما ولدتنى و ان الناس لينسبوننى اليها ـ١

وقد أكرمه معاوية كثيرا و منحه ضيعة على مسافة ثلاثة فراسخ من البصرة ـ

ولا شك ان وجود شخص من بنى سامة شبيها بالرسول لأمر عظيم يدعوهم للفخر و ان كانت هذه القصة لم تخل روايتها من الاشارة إلى تجريح قرشيته ـ

عمرو بن نافع و عبدالجبار بن شجرة السامى فى الهند

لم ينحصر اهل العلم و ارباب الفضل من بنى سامة فى البلاد العربية فقط ـ

(١) كتاب المنحق، ص ٥٣٦، طبع حيدرآباد، سنة ١٩٦٥ ـ

و انما انتشروا فى كل الجهات ، فذهبوا الى الهند، وغيرها، وقد كتب الأمير ابن ماكولا فى الاكمال عن بعض من اولئك : و أما خريز فهو خزير بن عبيد ابن بكار بن كعب من ولد سامة بن لؤى ومن ولده عمرو بن نافع و عبدالجبار بن شجره وهم بالسند قاله ابوفراس السامى -١

ولا يتضح من ذلك أن خريز بن عبدالله السامى قد جاء الى السند بنفسه أم لا ولكن هذا يثبت ان أولاده كانوا موجودين هناك و من أشهرهم عمرو بن نافع و عبدالجبار بن شجرة و الظاهر أن نسلهم قد امتد فى السند ـ

بدءالعلاقات السياسيه بين بنى سامه و الهند

من الواضح أن عمان ليست ببعيدة عن الهند كثيرا، و يغلب على الظن أن بنى سامة كانت لهم علاقات قديمة بمكران و السند، و أن خريت بن راشد قد وفد الى الهند فى أول عهد الا سلام ، و تدل رواية الأمير ابن ماكولا أنه جاء الى مكران بعد حربه مع معقل بن قيس فى نصف القرن الأول، و فى النصف الثانى يكشف لنا التاريخ عن سيطرة أحد أفراد بنى سامة هو حميم بن سامة بن ساقى فى جهة ما من الهند، فبعد هزيمة ابن أشعث جاء محمد بن الحارث العلافى و معه حميم بن سامة الى الهند و لما فتح محمد بن القاسم السند لجأ هذا الشخص الى " راجا جى سنج "، و عند ما هرب هذا الراجا الى كشمير ظل معه حميم، و كان حاكم كشمير قد أقطع هذا الراجا الهارب من وجه محمد بن القاسم منطقة هناك وقد توفى بدون أن يعقب خلفا و لهذا خلفه على تلك البلاد حميم و استمر أولاده

(١) الاكمال، ج ٢، ص ٨٨ـ

يتناوبون الحكومة فيها من بعده الى فترة من الزمن و بعد مائة عام تقريبا أقام الفضل بن ماهان الذى كان غلاما لبنى سامة حكومة فى سندان ـ

حكومه غلام بنى سامه س ١٩٨ — ٢٢٧

كانت الاكثرية فى عمان " لبنى الأزد "، الا ان الحكم والأثر و القوة كان لبنى سامة، وقد استطاع الفضل بن ماهان أحد عتقاء بنى سامة الوصول الى الهند، و تاسيس حكومة مستقلة بها، قبل مواليه بمئات السنين و كانت الحالات فى بلاد السند آنذاك مضطربة، فقامت عدة حكومات مستقلة فى عهد المامون من سنة ١٩٨ — ٢١٨هـ وقد مربنا الحديث عن الحكومة الماهانية و حكامها الثلاثة، و عرفنا ايضا ان الحروب الأهلية و الخلافات التى وقعت بين الأخوين هى التى عصفت بتلك الحكومة، و كتب البلاذرى عن ذلك فى فتوح البلدان، وقد أفردنا بابا خاصا للدولة الماهانية فى صدر هذا الكتاب، و سياتى الكلام على تاسيسهم حكومة فى عمان موطنهم الأصلى بعد مرور ستين سنة على حكومتهم التى أقاموها بالهند ـ

واقعه الموصل سنه ٢٠٠هـ

فى الوقت الذى كانت حكومة غلام بنى سامة الفضل بن ماهان قائمة فى الهند حدث أن كشف بنو سامة فى الموصل عن قوتهم و ذلك عند ما اشتبكوا فى معركة ضمت ألف شخص من شباب بنى ثعلبة، و تفصيل تلك الواقعة تذكره فيما يلى : فى سنة ٢٠٠هـ قامت معركة بين بنى سامة و بنى ثعلبة لأمر ما من الأمور فلجأ بنو ثعلبة الى محمد بن حسن الهمدانى شقيق أسير الموصل فى ذلك

الوقت و كان منحازا لبنى ثعلبة بل انه هوالذى حضهم على الخروج لمقابلتهم، فلما تصدى لهم بنو سامة، و وقفوا فى مواجهتهم استطاعوا أن يلحقوا بهم هزيمة منكرة و تتبعوهم حتى حصروهم فى ''العوجاء،، فلما وصل الخبر عند حاكم الموصل، انتصر لبنى ثعلبة، فهلك كثير من بنى سامة، و قبض على عدد كبير منهم و آخرا تم صلح بين الطرفين -١

(١) الكامل ابن الاثير، ج ٦، ص ١٠٨ -

الحكومات العربية فى الهند و السند

(٩)

تأليف : القاضى اطهر مباركپورى

ترجمة : الاستاذ عبدالعزيز عزت عبدالجليل

(بقيه) واقعه الموصل سنه ٢٠٠هـ

و بعد تلك الوقعة انتصر بنو سامة على بنى ثعلبة مرتين، و فى المرة الثالثة فشلوا و لكنهم لم ينهزموا، و انما تم الصلح بينهما، وقد كشفت تلك الحوادث عن مقدار قوتهم، و مدى شوكتهم، التى هزت أصداؤها قصر الخلافة مما هيأ لهم فى المستقبل شأنا، و اقامة حكومة لهم فى عمان، بمعاونة الخلافة العباسية نفسها -

حكومه بنى سامه فى عمان

هدأت الحالة فى عمان عقب فتنة الارتداد، و استمرت الحياة تجرى بدون قلاقل، حتى كان عهد هارون الرشيد سنة ١٦٢-١٩٣ فقامت فتنة للخوارج و عين هارون الرشيد عيسى بن جعفر بن سليمان حاكما على عمان، الذى صحب معه جماعة من البصرة فعبثوا هناك و انصرفوا الى اللهو واللعب و الفساد و اتخذوها سوقا للدعارة و الخلاعة مع نسائها، و كان الخوارج هناك كثرة وافرة فقاموا بقتل جعفر و شنقه، و قطعوا علاقة عمان بالخلافة، واستولوا عليها وبذلك انفصلت عمان عن مركز الخلافة و شاعت فتنة الخوارج -

و لما كان الخليفة المعتضد سنة ٢٧٩-٢٨٦ فانه عاون محمد بن القاسم

العباسى بكل مايلزمه لمقابلة الخوارج هناك، فحاربهم واستطاع اقامة حكومة هناك تدعو للخليفة العباسى وقد كتب ابن خلدون فى ذلك :

وكان بها فى الاسلام دولة لبنى شامة (سامة) بن لؤى بن غالب و كثير من نسابه قريش يدفعونهم عن هذا النسب، أولهم محمد بن القاسم الشامى (السامى) بعثه المعتضد وأعانه ففتحها و طرد الخوارج الى نزوى قاعدة الجبال وأقام الخطبة لبنى العباس و توارث ذلك بنوه وأظهروا السنة ثم اختلفوا سنة خمس وثلثمائة و تحاربوا و ألحق بعضهم بالقرامطة و أقاموا فى نتنه الى أن تغلب عليهم ابو طاهر القرمطى سنة سبع عشرة عند اقتلاعه الحجر و خطب بها لعبيد الله المهدى وترددت ولاة القرامطة عليها من سنة سبع عشرة الى خمس وسبعين فترهب واليها منهم و زهد وملكها اهل نزوى (نزوى) (١) الخوارج و قتلوا من كان بها من القرامطة والروافض وبقيت فى أيديهم و رئاستها للازد - (٢)

و يتضح مما ذكره ابن خلدون سابقا ان بنى سامة قد أقاموا حكومة لهم فى عمان - فى وسط ظروف قاسية، لان الخوارج كانوا قد اتخذوها مركزا لقوتهم، مما جعل مقابلتهم صعبة، مما دعا الخليفة المعتضد الى معاونة بنى سامة بكل الوسائل ، ليستطيعوا الصمود أمامهم، خاصة و أنه قد لمس بنفسه قوتهم، و خبر بأسهم فى الهند و عمان والموصل و من المعروف أن بنى سامة كانوا من أهل السنة والجماعة، ولم يكن لهم أى تعلق بالخوارج أو الروافض أو القرامطة، و كانت

---

(١) نزوى هذه الايام هى دار السلطنة لامانة الخوارج فى عمان و تعدادها حوالى ١٠٠٠٠ و هى دار الامارة للسلطان غالب بن على و يطلق على هذه المنطقة الجبل الاخضر لما بها من نبات

(٢) تاريخ ابن خلدون، ج ٤، ص ٩٣ -

الخلافة تعمل ضد هاتين القوتين: الخوارج فى عمان، و الروافض و القرامطة تحت زعامة عبدالله المهدى الشيعى، فعاونت الخلافة بنى سامة لما تعرف عنهم من قوة، واستطاعوا فى وسط تلك الامواج العاتية قلب نظام الحكم فى عمان على الخوارج واقامة حكومتهم السنية التى دعت للخليفة العباسى، و روجت مذهب أهل السنة، فلو أنهم كانوا من مخالفى على و ساروا على نهج أسرتهم المدعى عليها بتلك التهمة لناصروا الخوارج و بدلا من أن يجلوهم عن عمان لانضموا اليهم، و منحوهم الامن والطمأنينة -

و من الجدير بالذكر أن الحكومة التى أقامها محمد بن قاسم السامى لم تأت نتيجة غلبة و اقتدار و ثورة، و انما قد وصلت اليه بالوارثة و لسوء الحظ لم تدم كثيرا فقد بادت بسبب الحروب الاهلية و يظهر أن الباطنية والقرامطة قد عملوا على زلزلة هذه الاسرة، و مع هذا فقد استمرت قائمة حتى سنة ٣١٦ أو سنة ٣١٧ فاستولى على الحكم هناك أبوطاهر القرمطى، و خطب باسم الخليفة الاسماعيلى فى افريقيا مما جعل لهم دخلا فى أمور هذه البلاد، و تسبب فى اضعاف بنى سامة حتى استطاع القرامطة والاسماعيليون الاستيلاء على عمان و التطويح بمحمد بن قاسم السامى، و فى تلك الاثناء كثر الروافض والقرامطة فى عمان و عند ما استطاع الخوارج الاستيلاء مرة أخرى على زمام الأمر فى عمان فانهم أعملوا القتل فى الروافض والقرامطة، و وجدت قبيلة أزد الطريق أمامها مفتوحا للاستيلاء على الحكم فاقاموا حكومتهم و لم يبق للخوارج غير ادارة بيوتهم - تلك هى قصة بنى سامة فى عمان - وفيما يلى قصتهم فى الملتان -

قيام الدولة السامية في الملتان من سنة ٢٧٠ الى سنة ٢٨٦هـ على يد محمد بن قاسم بن منبه السامى

جاء فى كتاب البيرونى مايأتى :

وكان محمد بن القاسم بن منبه لما افتتح الملتان نظر الى سبب عمارتها والاموال المجتمعة فيها فوجد ذلك الصنم مقصودا محجوجا من كل أوب فرأى الصلاح فى تركه بعد أن علق لحم بقر فى عنقه استخنافا به وبنى هناك مسجدا جامعا (١)

و يغلب على ظننا أن محمد بن القاسم السامى قد اقام حكومة فى الملتان، بعد اقامة حكومة عمان و أن محمد بن القاسم بن منبه بنفسه و عينه هو محمد بن القاسم السامى الذى تكلم عنه ابن خلدون و ساس بنو منبه الامر بين الملتان وعمان و كان للاسماعيليين والخوارج نشاط ملحوظ فى السند و مكران والملتان و انفصل عن الخلافة كل حاكم لمس فى نفسه قوة و استعداد، و كانت بلاد الهند أكثر استعدادا لذلك، فقد شجع نجاح محمد بن قاسم بن منبه بنو سامة فتولدت بينهم العزيمة وقويت هممهم واستطاع نفر منهم السيطرة على عمان والملتان وقد أطلق عليهم فى الملتان "بنو منبه"، نسبة الى جد محمد بن القاسم كما اشتهر ملوك المنصورة ببنى عمر، نسبة الى عمر بن عبدالعزيز الهبارى ـ

ولم نوفق فى الوصول الى معرفة سلسلة نسب منبه جد محمد بن القاسم ـ وقد ذكر ابن ماكولا فى الاكمال مايأتى :

أجذع بن سامة بن أسد بن مجزم بن عوف بن بكر بن عمر بن عوف بن عباد بن لؤى بن حارث بن سامة بن لؤى ـ

(١) كتاب الهند، ص ٥٦ طبع اوروبا ـ

ومن أولاد أجذع بن سامة : منبه بن ربيع بن حاتم بن حساس بن عمرو بن باقل بن أجذع بن أسد بن سامة بن مجزم،(١) فاذا صح أن منبه بن ربيع هذا هو جد محمد بن القاسم السامى فتكون السلسلة على النحو الآتى :

محمد بن قاسم بن منبه بن ربيع بن حاتم بن حساس بن عمرو بن باقل بن أجذع بن سامة بن أسد بن مجزم بن عوف بن بكر بن عمرو بن عوف بن عباد بن لؤى بن حارث بن سامة بن لؤى ـ

وقد خطب محمد بن قاسم فى حكومة الملتان باسم الخلفاء العباسيين وازال الفساد من البلاد ووطد الامن فيها و مع جيرانه من الهندوس بعد اخضاعهم بالقوة وقد أشرك معه كثيرين من بنى سامة فى الحكم ـ

تصريح ابن رستة

ومن أوائل الكتب التى تناولت ذكر حكومة بنى سامة فى الملتان كتاب الاعلاق النفسية لابن رسته الذى كان موجودا فى سنة ٢٨٠هـ و لكنه لم يصرح باسم محمد بن قاسم و كتب مايلى :

"و بالملتان قوم يدعون أنهم من ولد سامة بن لؤى و يقال لهم بنو منبه وهم الملوك على الهند فيها وهم يدعون لاميرالمؤمنين وهى تلى المنصورة من السند و بالملتان صنم له دخل مال عظيم فملك بنى منبه هؤلاء و أموالهم من دخل هذا الصنم و دخله فيما أخبرنى به من أثق بقوله ممن دخل البلاد واتم بها لايحصى كثرة، وربما غزا ملوك الهند بنى منبه

(١) الاكمال، ص ٢٠، ج

فيخرجون الى الملتان فى جيش عظيم فيقاتلونهم فتغلبهم بنو منبه ليسارهم و قوتهم و كثرة أموالهم - (١)

و ليس فى تصريح ابن رسته هذا ما يدل على تاريخ قيام الدولة السامية فى الملتان، كما أننا لم نستطع الحصول على أى شئ يفيد فى تلك الناحية سابقًا على تصريح ابن رسته و على ضوء هذا التصريح سنلقى بعض الاضواء على الحالات الابتدائية فى الدولة السامية -

لقد أتام محمد بن قاسم بن منبه حكومتيه فى الملتان و عمان فى وقت واحد من سنة ٢٧٩ الى سنة ٢٨٦ھ وان كلتا الحكومتين سارتا معا بنجاح، وقد دل كلام ابن رسته على أن حكومة الساميين فى الملتان سنة ٢٨٠ كان بها نظام و ضبط وأن حكامها يدعون بلقب ''بنو منبه'' ، وقد عبر ابن رسة عنهم ببنى منبه ليشير بذلك الى أن بنى منبه فرع من بنى سامة وأن شوكتهم و قوتهم قد مكنت لهم فى الارض التى هم عليها مضافا الى ذلك جوانبها و أطرافها - كما أنهم استطاعوا القضاء على محاولات الرجوات الهندوس و قنوج لاسترداد بيت الاصنام -

وكان بنو سامة فى الملتان كبنى سامة فى عمان يقلدون مذهب أهل السنة والجماعة و يدعون فى الخطبة للخليفة العباسى -

تصريح المسعودى

و يقول المسعودى :

و صاحب مملكة بلد الملتان رجل من قريش من ولد سامة بن لوئ بن غالب و كذلك صاحب مملكة المنصورة رجل من قريش من ولد هبار

(١) الاعلاق النفيسة، ص ١٣٥ طبع ليدن -

ابن أسود، والملك فى هؤلاء و ملك صاحب الملتان متوارثان قديما من صدر الاسلام - (١)

و كتب فى مكان آخر عن نسب و اسم الحاكم ماياتى :

وكان دخولى الى بلاد الملتان بعد الثلاثمائة والملك بها ابو اللهاب المنبه ابن أسلم القرشى (٢)

كما تناول بالتفصيل فى مكان آخر من الكتاب الكلام على الملتان و حاكمها فكتب : أن حاكم الملتان كما قلنا من أولاد سامة بن لوئ بن غالب و لديه جيش كبير قوى، و أن فى حدود الملتان مائة و عشرين ألف قرية عامرة، و بالملتان كذلك الصنم المشهور الذى يتوافد عليه الهندوك بكثرة، فيقدمون له النذور المختلفة من الجواهر المرصعة والذهب والفضة . و أكبر دخل حاكم الملتان من ''عود قمارى'' الخالص الذى يوضع على هذا الصنم حتى أن قيمة وزن الاوقية الواحدة منه بلغ مائة دينار وهو نوع جيد من العود، يكون عليه خاتم الملك . ثم استطرد فى ذكر بعض عجائب هذا الصنم وما يفعله الهندوك نحوه -

ومما كتبه المسعودى فى شأن الدولة السامية فى الملتان يتبين لنا الآتى :

أن حكومة بنى سامة فى الملتان كان وجودها سابقا لعصره ''القرن الثالث'' فقد ذكر أن الحاكم وقت دخوله اليها كان ابو اللهاب منبه بن اسد القرشى ولكن فيما بين سنة ٢٧٩ الى سنة ٢٨٦ھ كان على رأس الحكومة مؤسسها محمد ابن قاسم بن منبه اما فى زمن المسعودى سنة ٣٠٣ فكان الحاكم هو حفيد منبه

(١) مروج الذهب، ج ١ ص ١٩ -

(٢) مروج الذهب، ج ١، ص ١٦٧ -

ابن اسد ولذلك يغلب على ظننا انه من سنة ٢٧٩ و حتى سنة ٣٠٣ھ قد انقضى عهد ثلاثة حكام هم : محمد بن قاسم بن منبه وابنه أسد و حفيده منبه بن أسد. وما ذكره المسعودى من أن دولة المنصورة والملتان ترجعان الى صدر الاسلام فلا نعرف بالتحديد ماهو المقصود من ذلك. و اذا كان صدر الاسلام يراد به القرن الاول الهجرى فاننا لا نجد أى دليل على وجود هاتين الحكومتين، او عبارة تشير اليهما فى القرن الاول. وبناء على هذا فانه لابد وأن تكون الاقدمية التى عناها المسعودى ترجع الى القرن الثالث فقط -

و قد كتب ابن رسته أن بنى منبه هم حكام الملتان و انهم من بنى سامة، ولم يظهر فى تصريحه اسم محمد بن قاسم بن منبه بينما نجد المسعودى قد أتى بكنيته و نسبته، و ذكر أنها حكومة قديمة متوارثة، و لعل هذا يدل على أن تلك الحكومة فى بدايتها كانت حكومة جمهورية رأسها أولا محمد بن القاسم السامى ثم اسندت الامور من بعده لابنه أسد ثم لابى اللهاب -

تصريح الاصطخرى سنة ٣٤٠ھ

وقد كتب أبو اسحاق ابراهيم الفارسى الاصطخرى فى كتابه : مسالك الممالك سنة ٣٤٠ أى بعد المسعودى باربعين سنة تقريبا مايأتى :

و خارج الملتان على مقدار نصف فرسخ ابنية كثيرة تسمى جندراور، وهى معسكر للأمير لا يدخل الأمير منها الى الملتان الا فى يوم الجمعة. فيركب الفيل و يدخل الى صلاة الجمعة. وأميرهم قرشى من ولد سامة بن لوئ وقد تغلب عليها و لا يطيع صاحب المنصورة الا أنه يخطب للخليفة - (١)

(١) مسالك الممالك، ص ١٧٥ طبع ليدن -

و كتب فى موضع آخر مايأتى :

وعامة ما يحمل الى هذا الصنم من المال فانما يأخذه أمير الملتان و ينفق على السدنة منه، فاذا قصدهم الهند للحرب و انتزاع هذا الصنم منهم فاظهروا كسره واحراقه فيرجعون. ولولا ذلك لخربوا الملتان، و على الملتان حصون منيعة وهى خصبة الا ان المنصورة أخصب وأعمر - (١)

ويؤخذ من كلام الاصطخرى هذا أن الحكام الساميين على الملتان كانوا يقيمون فى مدينة خارجة عنها هى ’’جندراور،، على نحو ماكان يفعل حكام الدولة الهبارية الذين كانوا يقيمون فى ’’بانيه،، على مسافة قليلة من المنصورة، و كانوا لا يقدمون الى الملتان الا فى كل يوم جمعة -

كما أنهم اتخذوا من ’’جندراور،، معسكرا للجيش و مركزا للحكام و كانوا يخرجون منها للقتال كما فعلوا عند مقابلة غنيم، و يدل النص كذلك على رواج ركوب الافيال عند ملوك الملتان فى ذلك الوقت و مدى محافظتهم على اظهار شعار السنة -

هذا و لقد اتفق كل من المسعودى و ابن رسته والاصطخرى على أن أكبر دخل السلاطين الساميين فى الملتان من نذور الصنم الموجود بها، ولكن الاصطخرى وحده هو الذى انفرد بالقول بان هذا الدخل ينفق منه على سدنة هذا البيت والنساك حوله، وعندما هجم محمد بن القاسم على الملتان فقد قبض على ستة آلاف منهم -

(١) مسالك الممالك، ص ١٧٤ طبع ليدن -

تصريح ابن حوقل البغدادى سنة ٣٥٨

وقد كتب ابن حوقل فى كتابه صور الارض بعد الاصطخرى بعشرين عاما تقريبا عن الملتان ماياتى :

و بخارج الملتان على نصف فرسخ معسكر أمير هو من ولد سامة بن لوئى ابن غالب و ليس هو فى طاعة أحد و خطبه لبنى العباس (١)

و ليس فى هذا التصريح ما يضيف جديدا على ماسبق ذكره سوى أنه فى حدود سنة ٣٥٨ھ كان على الملتان حاكم من بنى سامة، وبعد هذا التاريخ زوى ملكهم وانقضت سلطتهم على الملتان و عمان بايدى الاسماعيليين والروافض والقرامطة ـ

تصريح المقدسى سنة ٣٧٥

وقد ذكر ابن بشار المقدسى فى كتابه أحسن التقاسيم، الذى ألفه سنة ٣٧٥ھ أن الشيعة و الاسماعيلية فى الملتان كانوا يوءذنون ـ حى على خير العمل ـ ويدعون للخليفة الفاطمى فى مصر وافريقيا، وان هداياهم اليهم كانت كثيرة ويقول :

وأهل الملتان شيعة يهلعون فى الاذان و يثنون فى الاقامة (٢)

وفى مكان آخر كتب :

وأما بالملتان فيخطبون للفاطمى و لا يحلون و لا يعقدون الا بأمره و أبدا رسلهم و هداياهم تذهب الى مصر وهو سلطان قوى عادل ـ(٣)

---

(١) كتاب صور الارض بحوالة رجال السند والهند، ص ٥٤٦ ـ
(٢) احسن التقاسيم، ص ٤٨١ ـ
(٣) احسن التقاسيم، ص ٣٨٥ ـ

والسوءال هو متى أنيت حكومة بنى سامة؟ وما هو زمن قيام حكومة الاسماعيليين والشيعة ؟

ان تصريح ابن حوقل يعتبر آخر سند بالنسبة لبنى سامة كما يعتبر تصريح المقدسى فى سنة ٣٧٥ لهول اخبار عن قيام حكومة الشيعة ـ

والظاهر أنه فى وسط تلك المدة حدث شئ من التغير، ولو أخذنا بالقياس الحسابى، و سلمنا بأن حكومة بنى سامة استمرت بعد سنة ٣٥٨ھ ـ وأن حكومة الشيعة قامت قبل سنة ٣٧٥ھ، فمعنى ذلك أن سيطرة الساميين قد انتهت فى الفترة التى بين سنة ٣٦٠ الى سنة ٣٧٥ھ وخلفهم الباطنيون، و فى هذا الوقت كان الحكام الفاطميون على مصر و افريقيا، فخلف المعزلدين الله الفاطمى عبيدالله المهدى فى سنة ٣٤١، و بعد حكم دام عشرين سنة مع قوة و شأن و عظمة. توفى المعز فى سنة ٣٦٥، وكان جوهر الصقلى عند ما فتح مصر سنة ٣٥٨ قد دعا للخليفة المعز لدين الله فى مسجد ابن طولون سنة ٣٥٩ وأضاف الى الأذان المعروف ''حى على خيرالعمل،، وقد اتخذ مصر عاصمة له بدلا من القيروان فى رمضان سنة ٣٦٢ھ ـ

و كتب المقدسى ان الشيعة فى الملتان قد اضافوا على الأذان ''حى على خير العمل،، على نحو ما كان يجرى فى الحكومة الفاطمية فى عام ٣٥٩ھ و معنى ذلك أن الاسماعيليين سيطروا على الملتان بعد سنة ٣٥٩ وأضافوا الى الأذان تلك الحيعلة ـ

الاسماعيليون فى الملتان

أول الحكام الاسماعيليين الذين خلفوا بنو سامة فى الملتان هو جلم بن شيبان وقد كتب عالم معاصر يمنى الأصل هو الأستاذ همدانى الاسماعيلى فى

كتابه "الصليحيون والحركة الفاطمية" انه "يقول الادريسى فان الخليفة المعز لدين الله قد أرسل داعيه إلى الهند للتبشير بالاسلام بين المجوس و لكن هذا الداعى قد أبقى على بعض العقائد والتقاليد غير الاسلامية فأرسل المعز داعية آخر هو جلم بن شيبان، واتخذه داعية و أميرا فنجح فى قتل حاكم السند وهدم بيوت الأصنام، وأقام مسجدا، وقد ذكره البيرونى فى كتابه الهند وكان المعزقد ارسل إليه برسالة فى رمضان سنة ٣٥٤ -

يقول البيرونى : فلما استولت القرامطة على الملتان كسر جلم ابن شيبان المتغلب ذلك الصنم و قتل سدنته وجعل بية و هو قصر مبنى من الآجر على مكان مرتفع جامعا بدل الجامع الأول وأغلق ذلك بغضا لما عمل فى أيام بنى أمية(١) -

وكنت قد ذكرت فى كتابى رجال السند والهند أن غلبة جلم بن شيبان كانت بين سنة ٣٧٥ و سنته ٣٩٧هـ غالبا، وفيما بين سنة ٣٥١ إلى سنة ٣٩٠هـ يطلعنا التاريخ على اسم حاكم اسماعيلى آخر هو شيخ حميد ويدل تلقيبه بالشيخ على أنه كان من دعاة الشيعة ولا ندرى هل ابنه نصر بن حميد قد حكم أم لا ؟ بينما نجد ما يدل على حكم أبو الفتوح داود بن نصر بن حميد والذى يلقب بأبوالفتوح "وأبو الفتح" وهو الذى حارب السلطان محمود الغزنوى سنة ٣٩٦هـ كما أنه لقب بداود الأكبر تميزا له عن ولده داود وقد قبض السلطان الغزنوى على داود الأصغر فيما بعد ولماأعلن توتبه عن عقيدة الباطنية أطلق سراحه -

نهاية الباطنيين فى الملتان على يد الغزنوى

هذا وقد أدرج العلامة ابن الأثير فى حوادث سنة ٣٩٦هـ القول بانه عند

(١) كتاب الهند ص ٥٦

ما وصل الى مسامع السلطان محمود الغزنوى نبأ حاكم الملتان، ، خبث اعتقاده وانه يدعو أهل الملتان إلى الدخول فى المذهب الاسماعيلى، فانه اعد العدة، وطلب من "راجا انديال" أن يسمح له باجتياز رقعة مملكة فانكر، مما دعا السلطان الغزنوى الى محاربته، فاقتحم البنجاب وفر هذا الراجا، ووصل الغزنوى الى كشمير، فلما بلغ ذلك أبا الفتوح حاكم الملتان جمع كل ثروته وأمواله و ذخائر ملكه، وفر الى سرنديب، ودخل السلطان الغزنوى الملتان فوجد أن الملتانيين فعلا قد اعتنقوا المذهب الاسماعيلى فحار بهم حتى أخضعهم، و ضرب عليهم غرامة قدرها عشرون ألف درهم(١) -

وقد صرح مصنف تاريخ يمينى بان أبا الفتوح قد حمل معه ثروته وسافر الىسرنديب، وان الغرامة التى وضعت عليهم بلغت مليونا من الدراهم وهذا هو ألا قرب للصحة والقياس -

وهكذا انتهت دولة الباطنيين فى الملتان وان كانت دعوتهم قد ظلت فى الملتان و كجرات والسند والبنجاب ذات أثر لازال باقياحتى اليوم وكان حكمهم قد دام على الملتان زهاء خمسة و ثلاثين عاما -

نظرة عامة على نهاية الدولة السامية و قيام الحكومة والاسماعيلية

فى صدر الاسلام عمت الفتن بلاد السند و الهند، وامتد نشاط الخوارج من مكران إلى كرمان و طوران - و قصدار، بجانب العلويين الذين أخذوا ينشرون دعوتهم فى البنجاب و الملتان و فى عهد الخليفة العباس أبو جعفر المنصور هبطت تلك الثورات، فقد استطاع ان يخمد جذوتها، و يقلل من سعيرها، و بعد

(١) الكامل لابن الأثير ج ٣ ص ٦٤

وفاة هارون الرشيد عادت الحالة إلى أسوأ مما كانت عليه بسبب وقوع الخلافات بين العباسيين أنفسهم، فقد أعطى ذلك فرصة للعلويين فبثوا دعاتهم فى كل مكان، فمهدوا لهم الأرض، ويستد عينا الأمر أن نلق نظرة خاصة على بلاد السند والملتان بالنسبة لهذا الأمر فنقول: إنه فى سنة ٢٥٨هـ ظهر بالكوفة داع يسمى فرج بن يحيى "زعم فى كتاب" قرمط "أنه أحمد بن محمد بن الحنفية واشتمل هذا الكتاب على مسائل فيها كفر صريح اذ حلل الحرام و حرم الحلال، وروج لنفسه فى دعوته أنه المهدى المنتظر، الذى آن أوانه وسيخرج من مكان ما، واستطاع أن يبنى جماعة وأن يكون له أتباع و مريدون خاصة فى البحرين۔

وقد كتب ابن خلدون: إن هذه الجماعة فى البحرين فيما بعد صارت تابعة و خاصة لدعوة العبيديين فى المغرب۔ (١)

وكان للدعاة الاسماعيليين أثر على بلاد السند مثل ماكان لمحمد الحبيب فى سلمية بحمص فى ذلك الوقت، ودعوته هناك بأنه المهدى المنتظر وقد أرسل رستم بن حسن بن حوشب للدعوة العامة فى اليمن فلما وصل هناك ادعى أنه المهدى المنتظر واستولى على صنعاء فوجه الدعاة والمبلغين هناك۔

يقول ابن خلدون: وفرق الدعاة فى اليمن واليمامة و البحرين والسند والهند و مصر والمغرب(٢)۔

ولما بلغ محمد الحبيب الموت دعا ابنه عبيدالله اليه وقال له: إنك المهدى فا ذهب بعد موتى الى مكان بعيد، و تحمل الصعوبات، و فى هذا العهد انتشرت

(١) تاريخ ابن خلدون ج ٤ ص ٢١

(٢) تاريخ ابن خلدون ج ٤ ص ١١

دعوة المهدى فى الشرق و المغرب، وكان أبو عبدالله الشيعى قد أرسل رجلا من كتامة إلى شمال افريقيا عند عبيد الله فى الوقت الذى كان قد بويع فيه بالقيروان سنة ٢٩٧، و مهد الطريق لحكومة العبيدين فى افريقيا و مصر، و لما توفى عبيدالله المهدى سنة ٣٤١هـ خلفه ابنه معد الملقب بالمعزلدين الله الفاطمى الذى فتح مصر سنة ٣٥٨هـ و بذلك دخلت بلاد المغرب و مصر تحت حكم الاسماعيليين و كانوا من غلاة الشيعة۔

و بذلك انتشرت الدعوة الا سماعيلية شرقا و غربا، بعد استيلاء عبيدالله المهدى على بلاد المغرب فى افريقا، وقد وصلت رسله إلى السند، ودعوا للمذهب الا سماعيلى خفية، وسعوا وراء الحكم، وقد ذكرنا سابقا ان المعزلدين الله قد أرسل جلم بن شيبان وغيره إلى السند فمهدوا كيان حكومة أهل السنة والجماعة، وأقاموا حكومة جعلوها كجزء من الخلافة الفاطمية فشل العلويين فى اليمن و نجاحهم فى الملتان۔

كتب ابن خلدون يقول: فى سنة تسع بعدها خرج باليمن عبدالرحمن بن احمد بن عبدالله بن محمد بن عمر بن على بن أبى طالب يدعو للرضا من آل محمد وبايعه أهل اليمن و سرح اليه المأمون مولاه دينارا واستأمنه و راجع الطاعة (١)۔

والحقيقة أن عبدالرحمن العلوى قد قبل اطاعة الخلافة بصفة عارضة وقتية وأنه باشر دعوته خفية، و أرسل أولاده الى السند من أجل هذا و جعل مركز هم الدولتين السنيتين فى المنصورة و الملتان، وقد ذكر المسعودى أنه فى سنة ٣٠٣ كان

(١) تاريخ ابن خلدون ج ٤ ص ١١

بالمنصورة من أولاد عمر بن على و محمد بن على عدد كبير(١) ـ

حقيقة لقد استم حكام بنى سامة فى الملتان بسعة الصدر، فقد أفسحوا للعلويين والشيعة فى عاصمتهم، حتى صاروا اقطاعيين، و وجدوا الفرصة للانقضاض على الحكم و من بين كبار الملاك العلويين فى الملتان أبو عبدالله جعفر بن محمد بن عبدالله بن محمد بن عمر ابن على بن أبى طالب الذى كان قد وفد مع أسرته الى الملتان و جمع غفير ممن يعتنق المذهب الاسماعيلى فاجتمع الناس حولهم خاصة ممن كان يتنظرونهم، وقد تولد منهم فيما بعد الامراء والعلماء، والمؤرخون، والنسابة، وصارت لغتهم الهندية و ظلوا يحافظون على أنسابهم و يهتمون بها اهتماما بالغا فكان اختلاطهم واستزاجهم مع غير هم قليلا، وقد جعلوا أبا عبدالله جعفر العلوى سلطانا شرفيا لهم، قبل حكم جلم بن شيبان، الذى مهد للحكم الا سماعيلى وقد تناولت كتب التاريخ الاسلامية أسماء الحكام الاسماعيليين و الروافض والعبيديين والنزاريين والفاطميين والقرامطة والملاحدة فى الملتان وغيرها فليطلب ذلك فى مكانه ـ

نظرة على الدعوة الاسماعيلية فى الهند

أوضحنا فيما سبق أن الاسماعيليين قد استطاعوا بعد جهد دام سنوات الاستيلاء على الحكم فى شمال افريقيا والحاق حكومتهم فى الملتان بالخلافة الفاطمية هناك و بلغ من ذلك أنه كان لا يجرى أمر ولا ينفذ حكم الا بعد رضاء مركز الخلافة وتتابعت الهدايا و التحف من بلاد السند الى المغرب و مصر، و كذلك الرسل والرسائل واذاكان الغزنوى قد قضى على حكومتهم فانهم قد

(١) مروج الذهب ج ١ ص ١٦٨

احتفظوا بقوتهم الداخلية وقد كشفوا عنها فى عهد الغوريين خاصة فى عهد شهاب الدين بالبنجاب ففى رجب سنة ٦٣٤ أردوا الاستيلاء على دلهى، والحقيقة أن المعلومات عن حركات الباطنية فى هذه الدولة قليلة لأن دأبهم بل من مذهبهم أن اخفاء الأمور سر نجاحها ـ و ممن تناول الحديث عن الحركة الاسماعيلية فى الهند المرحوم الدكتور الهمدانى فى كتابه "الصليحيون والحركة الفاطمية"، و خلاصة ما كتب :

ان الحكومة الفاطمية فى افريقيا قد بثت دعاتها وأئمتها فى مختلف البلاد والأمصار ومن بين تلك البلاد الهند والسند، وكان امام اليمن أبو القاسم منصور قد أرسل اخاه هيثم الى بلاد السند ليدعو للاسماعيلية فاستجاب له كثير من الناس هناك، و اعتنقوا المذهب الاسماعيلين على يديه، و فى عام سنة ٤٧٦هـ وقع اختيار حاكم اليمن احمد الصليحى على مرزبان بن اسحاق بن مرزبان للقيام بالدعوة الاسماعيلية فى الهند، و قبل أن يوجهه الى هناك بعثه الى القاهرة مقر الخلافة الفاطمية ليستر شد برأيها، و بعد موته استشارت الملكة "الحرة" الخليفة المستنصر بالله واستقر الرأى على ارسال ابنه الأكبر مرزبان احمد بن مرزبان الى الهند فى سنة ٤٨١ و فى زمن المستنصر بالله حيا المؤيد الشيرازى المتوفى سنة ٤٥٧هـ القاضى ملك بن مالك حمادى الهمدانى أن يجهز شخصا للدعوة للمذهب الا سماعيلى فى الهند فارسل قاضى ملك ابن مالك داعيه عبدالله و فى هذه الايام بالذات حسب رواية وردت ان اثنين من الهنود المقيمين فى مصر آنذاك قد أسلما وانتسبا الى الفرقة الاسماعيلية على يديه، أحد هما يدعى "بالم ناته"، و عرف بمولاى أحمد وثانيهما "دوت ناته"، و عرف بمولاى نورالدين، فارسلهما المؤيد الشيرازى الى اليمن، عند قاضى الملك ثم أرسلهما قاضى الملك الى الهند،

وهما اللذان قاما بالدعوة الاسماعيلية فى الدكن و كجرات، والمدن والقرى هناك، وظلت الدعوة الاسماعيلية فى الهند تابعة لدعوة اليمن، حتى انتقلت فى سنة ٩٤٤ من اليمن واستقرت فى الهند و منذ ذلك الحين أصبحت كجرات مركزا للمذهب والدعوة الاسماعيلية(١) -

الحكومة و مشار يعها

لم يدع العلويون، والشيعة للحكام الساميين قسطا من الراحة، ولم يتركوهم ينعموا بشئ منها، وانما سعوا للتشويش عليهم، والطعن فيهم بكافة الوسائل بالتكفير والارتداد وجهالة النسب، والعداوة لعلى بن أبى طالب، ولم تعط تلك التيارات فرصة النجاح لهذه الحكومة، وسرعان مادالت كلتا الحكومتين فى الملتان و عمان، كما أن رجوات الهندوك القريبن من الملتان قد أسهموا بنصيب كبير فى تقويض حكومة الساميين فى الملتان بحملاتهم المستمرة عليها خاصة من راجا قنوج الذى لم يتركها تستقرا طلاقا وبناء على تلك الاعتبارات لم يستطع حكام بنى سامة فى مدة حكومتهم التى امتدت زهاء مائة عام تقريبا أن يقدموا عملا بارزا كتلك الأعمال التى تخلفها الأمم الناجحة، والحكومات المستقرة، كما اننا لم نجد لغير محمد بن قاسم بن منبه و أبو اللهاب بن منبه بن أسد القرشى ما يرشدنا الى اعمال خالدة لهم بل كلها مبعثر فى كتب التاريخ -

بنو سامة فى الملتان

سبق القول بان حكام بنى سامة فى الملتان كانوا من أهل السنة والجماعة وقد صرح العلامة ابن خلدون أن محمد بن قاسم بن منبه قد خطب باسم الخلافة

(١) الصليحيون والحركة الفاطمية فى اليمن ص ٢٢٢ الى سنة ٢٢٨٨ ملخص

الحكومات العربية فى الهند و السند

(١٠)

تأليف : القاضى اطهر مباركبورى

ترجمة : الاستاذ عبدالعزيز عزت عبدالجليل

بنو سامة فى الملتان

سبق القول بان حكام بنى سامة فى الملتان كانوا من اهل السنة والجماعة وقد صرح العلامة ابن خلدون ان محمد بن قاسم بن منبه قد خطب باسم الخلافة العباسية، وقد ورثه ابناؤه فاظهروا السنة ولو أنه لا يوجد اى نص يدل على انهم ساروا على نهج أبيهم فى مسلكه ولكن القرائن القوية تدل على ذلك لأنهم من اسرة سنية و من جهة اخرى أنهم خطبوا كذلك باسم الخليفة العباسى ودعوا له على منابرهم فضلا عن انهم كانوا يهتمون باداء صلاة الجمعة و يخرجون لها فى موكب و ذلك من اقوى الا دلة على انهم كانوا من اهل السنة والجماعة و هو نفس السبب الذى دعا الا سماعيليين على تقويض حكومتهم - وقد كتب ابو دلف فى شان الملتان مايلى : والمسجد الجامع مصاقب لهذه القبة والاسلام بها ظاهر والا مر بالمعروف والنهى عن المنكر شامل(١) كما كتب ابن رسته : وهم يدعون لامير المومنين و كتب الاصطخرى : ولا يطيع صاحب المنصورة

(١) معجم البلدان ج ٥ ص ٤١٩

(٢) الاعلاق النفيسة ص ١٣٥

الا أنه يخطب للخليفة(١) أما آخر تصريح فی شان بنی منبه فی الملتان فهو لا بن حوقل الذی يقول : وهو ليس فی طاعة احد و خطبته لبنی العباس(٢)

والغرض أن حكام بنی سامة فی الملتان كانوا احرارا فی امورهم الداخلية و تصريفها ـ

الخلفاء الذين دعی باسمهم

و نذكر فيما يلی اسماء الخلفاء الذين دعی لهم فی الخطبة من فجر حكومة بنی سامة الی نهايتها وهم :

(١)	أبو العباس أحمد	المعتضد بالله	من سنة ٢٧٩ھ المتوفی سنة	٢٩٠ھ
(٢)	أبو محمد علی	المكتفی بالله	المتوفی	٢٩٥ھ
(٣)	أبو الفضل جعفر	المقتدر بالله	قتل	٣٢٠ھ
(٤)	أبو منصور محمد	القاهر بالله	خلع	٣٢٢ھ
(٥)	أبو العباس	الراضی بالله	توفی	٣٢٩ھ
(٦)	أبو اسحاق ابراهيم	المتقی بالله	خلع	٣٣٣ھ
(٧)	أبو القاسم عبدالله	المكتفی بالله	خلع	٣٣٤ھ
(٨)	أبو القاسم فضل	المطيع لله	توفی اوخلع	٣٦٤ھ
(٩)	أبو بكر عبدالكريم	الطائع لله	خلع	٣٨١ھ

القوة الحربية لبنی سامة

ذكر ابن رسته ما يدل علی أن بنی سامة قد جمعوا كل قوتهم، و عبأوا كل

(١) مسالك الممالك ص ١٧٥

(٢) صور الارض بجوالة الرجال السند و الهند ص ٢٤٦

جيوشهم فی أول أيامهم، و ذلك لموا جهة غارات جيرانهم من الحكام الهندوك كما كتب المسعودی عن قوة صاحب الملتان ما يأتی : و هو ذو جيش و منعة و هو ثغر من ثغور المسلمين الكبار(١).

و كان راجا قنوج هو أشد الجيران عداوة، و خطرا و كان له جيش قوی تدل عليه عبارة المسعودی التی ذكر فيها أن لراجا قنوج أربع فرق من الجند و كل فرقة تشتمل علی ما يقرب من تسعة آلاف جندی و أنها أی هذه الفرق الاربعة مشغولة فی جهات المملكة الأربعة بالدفاع عنها و علی حدودها.

مع المسلمين و يستطرد المسعودی قائلا : فيحارب بجيش الشمال صاحب الملتان و من معه فی تلك الثغور من المسلمين (٢)

و معنی هذا ان سلاطين الملتان كانوا يقتنون قوة كبيرة لا تقل عن تسعة آلاف جندی ومن أجل هذا جعلوا معسكرهم فی "جندراور"، قريبا من الملتان وقد استطاعوا أخيرا ان يخضعوا قنوج يقول المسعودی : وصارت اليوم فی حيز الاسلام وهی من أعمال الملتان(٣)

وقد كتب ابن بشار المقدسی : أنه قبل سنة ٣٧٥ كان فی أطراف قنوج أشجار و بساتين يتوسطها المسجد الجامع، واللحم بهارخيص ، و غذاء المسلمين العام القمح، و بها كثير من العلماء والشخصيات، وللمسلمين حاكم و سلطان مستقل مع أن الا كثرية من غير المسلمين، و من ثنايا هذا الكلام نستطيع أن نستنتج

(١) مروج الذهب ص ١٦٧ ج ١

(٢) مروج الذهب ص ١٦٧ ج ١

(٣) مروج الذهب ج ١ ص ١٦٦

كم كانت ثروة بنو سامة ؟ و كيف انتشرت فى أرجاء سلطنتهم العلوم الدينية بسرعة فائقة ـ

حكمة هارون بن موسى

يقول المسعودى : وقد كان بالملتان من أرض السند رجل يدعى هارون بن موسى مولى الأزد وكان شاعرا شجاعا ذا رياسة فى قومه و منعة بأرض السند مما يلى أرض الملتان و كان فى حصن له(١)

وكان عند ما يحمل الهندوك على الملتان يخرج إليهم موسى بن هارون هذا ويحارب مع المسلمين وحدث ذات مرة انه اتخذ حيلة اثناء احدى المعارك فقد أخفى فى ثوبه قطة و تقدم من الراجا الذى كان يحارب على فيله ثم اطلق القطة فجأة فذعر الراجا وولى هاربا ، ومن ورائه جميع الفيلة وقد انشد موسى قصيدة على تلك الواقعة مطلعها :

أليس عجبا بأن تلقه   له فطن الاسد فى جرم فيل

وقد نقل المسعودى كل أبيات هذه القصيدة و شرح الفاظها الصعبة ـ

النقود والاقيسة والأوزان

راج فى الملتان السير المكى وكذلك "المطل"، ولم نحصل على معرفة نوع السكة التى كان يستعملها الساميون، والغالب أنها كانت مثل الدرهم الفاطمى فى مصر و أفريقيا شكلا ووزنا كما كانت سكة الغزنويين "الضهرى"، التى تشبه "قروض اليمن"، و كانت هناك عملة أخرى رائجة يطلق عليها "قروية"،(٢)

---

(١) مروج الذهب ج ٢ ص ١٧٩

(٢) احسن التقاسيم ص ٤٧٢

الحدود و أهم الا مكنة

يطلق لفظ الملتان على كل المنطقة، والملتان كذلك مدينة عدها بعض الجغرافيين من بلاد السند والآن منطقة فى الهند وقد ذكر الوزير المهلبى ماياتى : اعمال الملتان واسعة من الغرب الى حدود مكران و من الجنوب إلى حدود المنصورة(١) ه

و كتب المسعودى أن الملتان و كل المناطق العامرة التى ترتبط بها من السند فيقول : وهو ثغر الملتان من ضياعه و قراه عشرون ومائة الف قرية مما يقع عليه الا حصاء والعد ـ(٢)

والمسافة بين الملتان والمنصورة ٧٥ فرسخا سنديا ، والفرسخ السندى ثمانية أميال و بهذا الحساب تكون المسافة بين كلتا العاصمتين ٦٠٠ ميلا ـ وقد عد المقدسى المنصورة فى اقليم السند، وكذلك الملتان و مكران و قنوج ـ والبنجاب، و ذكر أن الملتان هى عاصمة الحكومة وان كل المملكة تسمى بها و من خلال هذه التصريحات نعرف مدى اتساع رقعة حكومة بنى سامة خاصة و اذا كانت قنوج قد دخلت فيها، ويؤيد ذلك أن المسعودى قد كتب أن على قنوج أمير و سلطان و مقرر من طرف ملوك بنى سامة ـ

الفتوحات الاسلاميه فى اقليم الملتان

لقد وصلت اقدام الغزاة العرب والفاتحين أول الأمر إلى مكران والسند، و كان أول قدم ... فى الملتان فى الثلث الأخير من القرن الأول تحت قيادة

---

(٢) تقويم البلدان ص ٣٥٠ طبع باريس

(٣) مروج الذهب ج ١ ص ١٦٨

محمد بن القاسم، الذى عند ما وصل هناك اشتبك معهم فى معركة كبيرة فاقتحم عليهم الملتان، وحاصر المدينة كلها لمدة طويلة حتى كادت ان تنفذ المواد التموينية للجيش و الأشياء الضرورية له، و فى هذه الأثناء خرج احد الملتانيين طالبا الأمان من محمد بن القاسم وأطلعه على حقيقة الحال داخل الحصار واوضح له انهم يشربون من مياه خليج (نهر مجد) فجعلوا فى داخل المدينة بركة يغذ بها هذا الخليج بمائه، فقام محمد بن القاسم بسد هذا الخليج عليهم على الرغم من عمقه، فاضطر المحاصرون الى الخضوع والتسليم، وقد امر بقتل المحاربين و سجن الباقين و من بينهم ستة آلاف من سدنة بيت الأصنام والمتصلين به، واستولى المسلمون على كمية كبيرة من الذهب كانت موجودة بخزانة النذور التى بلغ طولها عشرة أذرع و عرضها كذلك و كان فى أعلاها فتحة تسقط منه قطعات الذهب، و لما كان المسلمون آنذاك فى ضيق مادى شديد فقد أطلقوا على الملتان ''فرج بيت الذهب''۔

و فى هذا كتب ابن خرداذبه : أصاب فى بيت بها أربعين بهارا ذهبا والبهار ثلثمائة و ثلاثون منا فسميت فرج بيت الذهب والفرج الثغر يكون مبلغ ذلك الذهب ألفى ألف و ثلثمائة الف و سبعة و تسعون و ستمائة مثقال(١)۔

و فى رمضان سنة ٩٥ھ وصل إلى محمد بن القاسم نبأ وفاة الحجاج بن يوسف الثقفى و كان قد توجه الى الرور و بغرور(٢) وتم فتح هذه المنطقة فى عهد الوليد بن عبدالملك اثناء ولاية الحجاج على يد محمد بن القاسم، و ظلت تعد كجزء من الخلافة الاسلامية فى العصرين الاموى و العباسى ۔

(١) المسالك والممالك ص ٥٦

(٢) فتوح البلدان

مدينة الملتان

و كانت دولة الملتان فى عهد بنى سامة تضم بين جنباتها مائة و عشرين ألف قرية و مدينة ولكننا لم نقف الا على اسماء اهم المدن للتى ذكرها المقدسى، وقد تنطق الملتان بالطاء بدلا من التاء ''المولطان''، و قد ذكر ابن رستة ان نهر السند يجرى وسطها، وانه يساوى دجلة أو يقرب منه، ولكن الاصطخرى عدها من بلاد الهند، و أوضح أنها فى عمارتها و عمرانها على النصف من المنصورة و بها القصدير، و تسمى ''بيت فرج الذهب''۔

أما المقدسى فقد كتب أن الملتان مثل المنصورة، ولكن المنصورة اكثر عمرانا وان عمارات الملتان تشبه بيوت سيراف من حيث اشتمالها على عدة طوابق و تسقيفها بخشب الساج، و استطرد يقول : و ليس بها زناة ولا شاربو خمر، واذا ضبط منهم أحد يقترف ذلك فيقام عليه الحد الشرعى، و من أخلاقهم أنهم لا يكذبون فى التجارة، ولا يغشون فيها، و حكامهم عادلون ولا تقع عينك على امرأة سافرة، أو رجل يكلم سيدة فى الأسواق، واللغة الفارسية مستعملة، والناس اجسامهم صحيحة و أبدانهم قوية''(١)۔

المسافات بين الملتان الى مختلف الامكنة

من الملتان إلى غزنين ثمانون فرسخا، وتقطع هذه المسافة احيانا فى ثلاثة شهور و من الملتان الى المنصورة طريقان : احد هما يمر بالعمران والقرى، ومسافته أربعون فرسخا، والآخر يمضى فى الوديان قليلة العمران و طوله مائة فرسخ ۔

و من الملتان إلى باكس — عشر مراحل

(١) احسن التقاسيم ص ٤٨٠.

و من الملتان إلى تداييل	عشر مراحل
و من الملتان إلى بسمر	مرحلتان
و من الملتان إلى قصدار	عشرون مرحلة
و من الملتان إلى زرنج "كستان"	مسافة شهرين(١)

و كتب المسعودى عن قنوج أنها فى عهد بنى سامة أصبحت تحت سيطرتهم - و قد صارت اليوم فى حيز الاسلام وهى من اعمال الملتان(٢) -

و لعل هذا هو السبب الذى دعا كل المؤرخين والجغرافيين إلى الكتابة بالتفصيل عن قنوج، و بعضهم ذكر أن مساحتها كانت ٩٦٠ ميلا طولا و مثلها عرضا، و عد المقدسى منها قدار، ابار، كهاره، بارد، جين، اوره، زهوهر، برهير و غيرها -

كتب ياقوت الحموى فى شأن لاهور: وهى مدينة عظيمة فى بلاد الهند(١) -

و كتب القلشندى: وهى مدينة كبيرة كثيرة الخير خرج منها جماعة من أهل العلم - و طول البلد مائة درجة و عرضها(٢)

و فى سنة ٤٤ أثناء خلافة معاوية توجه المهلب بن أبى صفرة إلى الهند و اشتبك مع الأعداء فى بنه ولاهور و حقق نصرا، و يغلب على ظننا أن كهارة التى عدها المقدسى من مملكة قنوج هى بنفسها لاهور -

و كتب المقدسى عن أهل الملتان: يحبون الغرباء و أكثر هم العرب -

---

(١) احسن التقاسيم والممالك وغيرهما

(٢) مروج الذهب ج-١ ص ١٦٥

و كتب المسعودى عن أحوال التجارة: و القوافل فيها إلى خراسان متصلة -

الحالة الدينية والاخلاقية

حسبنا أن نذكر هنا ما كتبه أبودلف فى حق الملتان وأهلها فيقول: والاسلام بها ظاهر و الامر بالمعروف والنهى عن المنكر بها شامل(١) -

وانه لمن دواعى الأسف اننا لم نستطع الوقوف على حالة العلماء والمحدثين فى عهد حكومة بنى سامة فى الملتان مع انهم كانوا كالشموس والأقمار -

الرعايا غير المسلمين

كان أغلب سكان الملتان من غير المسلمين، و كان المسلمون يقيمون فى المدن، وقد تمتعت كل الفرق الدينية والطوائف المذهبية بحرية كاملة، و زوال الهندوس عباداتهم بحرية تامة، وابيح لهم الحج إلى بيت الاصنام، والمعابد الاخرى التى كانوا يهرعون اليها كلما حزبهم أمر، وكان للصنم الموجود فى "بهيرو" طلسما بحيث إذا أراد انسان أن يلمسه لا تصل اليه يده، كما كانت هناك عين ينساب منها ماء أكثر برودة من الثلج، يلئم الجروح، و يشفى القروح و كانت نفقات السدنة تدفع لهم من أجور البغايا فقد كان من المروج أن الشخص الذى يحب ابنته كثيرا يهبها لهذا المعبد -

"راجا قنوج"

ذكر المسعودى فى سنة ٣٠٣ أن مملكة راجا قنوج قد دخلت تحت سيطرة

---

(١) معجم البلدان ج ٥ ص ٤١٩

حكومة الملتان الغربية و تبدلت العداوة بالصداقة بل تعمقت الى حد أن سوباتك(١) راجا تنوج الذى توفى سنة ٣٣٣ ادعى الصحبة، وإنه ذهب إلى مكة وأن الرسول أنفذ إليه حذيفة واسامة و صهيبا لدعوته الى الاسلام فأسلم -

وقد كتب كل من اسحاق بن ابراهيم الطوسى و ابو سعيد مظفر بن اسد الله الحنفى و غير هما انهما قد سمعا ذلك شفويا من سرباتك -

ولكن الحافظ بن حجر قد كذب تلك الدعوى فى الاصابة، كما ادعى شخص آخر فى القرن السادس الهجرى الصحبة ويدعى "رتن الهندى"،(٢) وقد رد الحافظ كذلك تلك الدعوى ايضا -

---

(١) جاء فى الاصابة فى تميز الصحابة ج ٣ ص ١٧٧ ج ٢ ص ٢٢٥ ماياتى :

سرباتك بفتح اوله و سكون الراء ثم موحده و بعد الالف مثناة ملك الهند روى أبو موسى فى الذيل من طريق ميسر بن احمد الا سفرانينى صاحب يحيى بن يحيى النيسابورى حد ثنا مكى بن احمد البردعى سمعت اسحاق بن ابراهيم الطوسى يقول هوا بن سبع و تسعين سنة قال : رأيت سرباتك ملك الهند فى بلدة تسمى قنوج بقاف و نون ثقيلة وواو ساكنة و بعد ها جيم و قيل ميم بدل النون فقلت له كم اتى عليك من السنين قال سبعمائة و خمس و عشرين سنة وزعم ان النبى صلى الله عليه وسلم انفذ اليه حذيفة واسامة وصهيبا يدعونه للاسلام فأجاب و أسلم و قال الذهبى فى التجريد هذا كذب واضح -

وقال أبو حاتم احمد بن محمد بن حامد البلوى أنبانا بالويه بن بكر بن ابراهيم سمعت ابا سعيد مظفر بن اسد الحنفى المطيب سمعت سرباتك الهندى يقول : رأيت محمدا صلى الله عليه وسلم مرتين بمكة و المدينة و كان من أحسن الناس و جهاربعه من الرجال قال مات سرباتك سنة ٣٣٣ ثلاثة و ثلاثين و ثلمائة و هوا بن ٨٩٤ سنة قاله مظهر بن اسد -

(٢) الاصابة المجلد الثانى ص ١٢١ :

قال الحافظ بن حجر رتن بن عبدالله الهندى ثم البترندى و قال البرندى و قال وطن بالطاء بدل التاء ابن ساهوك بن جنكد ربو هكذا وجدته مضبوطا بخط من أثق به و ضبط بقاف بدل الواو و قال رتن بن نصر بن كربال، قيل رتن بن مندن بن هندى شيخ خفى خبر بزعمه دهرا طويلا الى

العلماء الملتانيون

لا شك أن العلوم و الفنون قد ارتقت فى عهد "بنى سامة"، وانبتت ارض الملتان كثيرا من العلماء المسلمين الذين فاضت بر كاتهم وعم نفعهم -

وقد كتب الامام الذهبى المتوفى سنة ٧٤٨ھ فى كتاب المشتبه فى الرجال واسمائهم و أنسابهم "الجزء الثانى ص ٦١١ طبع مصر ماياتى :

الملتانى نسبة الى الملتان مدينة بالهند ما علمت من ينسب اليها -

ولكننا فيما بعد عهد الساميين نجد ذكرا لبعض العلماء وحا لاتهم و منهم شيخ الاسلام زكريا الملتانى، و كذلك الحال بالنسبة لمملكة تنوج فلم نحصل على اسماء العلماء القدامى ولكن كان منهم فيما بعد كثير ذكر هم ابن الجزرى فى "غاية النهاية فى طبقات القراء"

و من علماء لاهور:

(١) الشيخ اسماعيل اللاهورى الذى اسلم على يديه خلق كثير و توفى سنة ٤٤٨ -

---

أن ظهر على رأس القرن السادس فادعى الصحبة فروى عنه ولداه محمود و عبدالله و موسى بن على بن بندار السد ترى و الحسن بن محمد الحسينى الحراسانى والكمال الشيرازى و اسماعيل العارفى وابو الفضل عثمان بن أبى بكر بن سعيد الارملى -

وقد ذكره الذهبى فى التجريد فقال : رتن الهندى شيخ ظهر بعد ستمائه بالشرق وادعى الصحبة فسمع منه الجهال ولا وجود له بل اختلق اسمه بعض الكذابين و انما ذكرته بعجب كما ذكر ابو موسى سرباتك الهندى بل هذا ابليس اللعين -

و ذكره الذهبى فى ميزان الاعتدال فقال : رتن الهندى وما أدراك مارتن ؟ شيخ دجال بلا ريب و قد قيل انه مات سنة اثنتين و ثلاثين و ستمائة و مع كونه كذابا فقد كذبوا عليه -

(٢) أبو الفتح عبد الصمد بن عبدالرحمن اللاهورى و ذكره السمعانى و توفى سنة ٤٢٩ -

(٣) أبو حسن على بن عمر بن حكم اللاهورى و كان محدثا و شاعرا واديبا -

(٤) عمرو بن سعيد اللاهورى وقد ذكره ياقوت الحموى وروى عنه الحديث عدة رجال -

١ ء الدولة السامية و تليها الدولة المعدانية -



الحكومات العربية فى الهند و السند

(١١)

تاليف : القاضى أطهر مباركپورى

ترجمة : الأستاذ عبدالعزيز عزت عبدالجليل -

الدولة المعدانية فى مكران

عرفنا فيما سبق أن أقدام المسلمين الفاتحين قد وصلت إلى حدود مكران فى عهد عمر بن الخطاب و أن الفتح المنظم فى بلاد الهند و السند كان فى عهد معاوية، وتذكر الكتب التى تناولت الفتوحات أن زياد بن أبى سفيان قد أرسل فى عهد معاوية سنان بن محبق الهذلى ليحكم تلك المنطقة وكان سنان رجلا تقيا ورعا صاحب فضل و كمال وقد فتح الله تعالى على يده المباركة مكران(١)،

---

(١) وقال ابن الكلبى كان الذى فتح مكران حكيم بن جبلة العبدى وقال أعشى همدان فى مكران

وأنت تسير إلى مكران ... فقد شحط الورد والمصدر
ولم تك من حاجتى مكران ... ولا الغزو فيها ولا المتجر
و حدثت عنها ولم آتها ... فما زلت من ذكرها أخبر
بأن الكثير منها جائع ... وأن القليل بها معسور

وقال الحموى أكثر ماتجئ فى شعر العرب مشددة الكاف و اشتقاقها فى العربية أن تكون جمع ما كر مثل فارس و فرسان و يجوز أن تكون جمع مكر مثل وغد و وغدان وماه كرمان هو الذى اختصروه فقالو مكران و كان قد افتتحها الحكم بن عمر الثعلبى فى أيام عمر فقال :

لقد شبع الأرامل غير فخر ... بفئ جاء هم من مكران
أتا هم بعد مسغبة و جهد ... و قد صفر الشتاء بالدخان
فانى لايذم الجيش فعلى ... ولا سيفى يذم ولا سنانى
غداة أدفع الأوباش دفعا ... إلى السند العريضة والمدان
و مهران لنا فيا أردنا ... مطيع غير مسترخى العنان

و فى ذلك كتب البلاذرى - فأتى الثغر ففتح مكران عنوة ومصرها وأقام بها و ضبط البلاد(١)

واتخذ ابن محبق من مكران مركزا للعمال والحكام حتى صارت مقرا للولاة فى العهد الأموى -

ولما تولى راشد بن عمرو الجديدى الأزدى قبل زياد بن أبيه استطاع أن ينطلق من هناك ففتح قيقان فى نواحى قلات فقد أسندت إليه الفتوحات هناك ليتفرغ سنان لأحوال الرعية ونظام الدولة وسار سنان بالحكم مدة سنتين على أحسن مايكون مما هيأ للحكام والعمال الأمويين أمنا وطمأنينة -

الفتنة وانتشار الفوضى

ولما تولى الحجاج بن يوسف الثقفى أمر العراق فانه أرسل سعيد بن أسلم بن زرعة الكلابى ليكون حاكما على مكران و نواحيها، وفى أثناء تلك المدة ساء ت الحالة هناك واشتعلت نيران الفتنة، فقد أعلن كل من معاوية بن الحارث العلافى، وأخيه محمد بن الحارث العلافى العصيان ضد سعيد، و خرجا خلافه مما أدى إلى موت سعيد بن أسلم واستلا كلا الأخوين على مكران، و يعتبر ذلك أول خروج على الخلافة الأموية فى مكران، بل فى بلاد السند كلها، مما أحدث فيها حالة اضطراب و فوضى نتج عنها قيام عدة حكومات صغيرة، و كان على رأس الجماعة المتطرفة محمد بن الحارث العلافى -

وفى سنة ٨٢ھ ثار عبدالرحمن بن محمد بن أشعث ومعه جماعة من القراء والزهاد ضد نظام الحجاج ولكنهم فشلوا فلجأوا إلى مختلف البلاد والأمصار -

(١) فتوح البلدان ص ٤٨١

وقد نجحوا فى المجاهرة بالخلاف ضد الحجاج، وشجعوا غيرهم فى ذلك و كان محمد بن الحارث العلافى يؤيد ابن أشعث فى حركته، وكان قد أتى من عمان و أقام فى كنف راجا داهر بن صصه فى السند، وكان يحكم مكران فى ذلك الوقت سعيد بن أسلم الذى قتل شخصا يدعى صفوى بن لام الحمامى، على جرم فعله، وكان هذا الشخص ينتمى إلى قبيلة محمد بن ا لحارث العلافى، وكان ذلك من الدوافع التى حركته للخروج ضد أسلم، فاستغل ذلك وجها استاربه العصبية القبلية فانضم إليه أخوه و جماعة معه، و قتلوا سعيد بن أسلم، واستولى هو على مكران، ولما علم الحجاج بذلك أرسل عاملا آخر هو مجاعة بن مسعر التميمى فاستطاع الاستيلاء على مكران، وفر محمد بن الحارث وأخوه و من معهما - الى ''الور'' فى سنة ٨٥ھ و اتخذوها ملجأ -

وعند ما هاجم محمد بن القاسم ''الور''، و قتل داهر بالسند فقد أحس محمد بن الحارث بالخطر يلا حقه ففر من هناك و لحق ''ببرهمنا آباد وراجا جى سنج'' -

وتدل بعض الروايات على أنه رجع من هناك طالبا الأمان من محمد بن القاسم فأمنه -

وقد استطاع مجاعة بن مسعر التميمى توسيع دائرة فتوحاته بعد أن أخرج العلافين وأرجع لمكران مركزها، وقد أنشد شاعر فى ذلك :

مامن مشاهدك التى شاهد تها الا يزينك ذكرها مجاعا

ولكن مما يؤسف له أن مجاعة تو فى بعد عام واحد من قدومه إلى السند

فأكمل محمد بن القاسم أعماله الخالدة(١) ـ

وتدل بعض الروايات على أن الحجاج قد أرسل بعد مجاعة محمد بن هارون بن ذراع النمري فأكمل فتوحات مكران واستولى أولاده فيما بعد عليها ـ

’’عيسى بن معد ان حاكم مكران،،

وفي وسط القرن الرابع الهجري تغيرت الحالة في مكران فقد استولى عليها عيسى بن معدان وأعلن استقلاله بالحكم فيها، ولقب ’’بمهاراج،، ويعتبر مؤسس الدولة المعدانية وأول من تكلم عنه وجاء بذكره هوالاصطخري في العبارة الآتية : والمتغلب عليها رجل يعرف بعيسى بن معد ان ويسمى بلسانهم ’’مهاراج،، ومقامه بمدينة كيز(٢) ـ

وقد نقل ياقوت الحموي نفس عبارة الاصطخري وزاد عليها تعيين تاريخ حكم عيسى بن معدان هذا فيقول : والمتغلب عليها في حدود سنة ٣٤٠ رجل يعرف بعيسى بن معد ان و يسمى بلسانهم مهاراج الخ(٣) ـ

ويؤخذ من هذا أن عيسى بن معدان كان من المعاصرين للاصطخري كما يفهم من كلا التصريحين السابقين للاصطخري و ياقوت أن عيسى بن معدان هو أول حاكم متغلبي في مكران، وأنه استولى عليها بالقوة، ولم يخطب باسم الخلفاء العباسيين ـ

ولم يكن عيسى هذا ينتمي إلى أسرة معروفة، أو قبيلة مشهورة، فليس في

(١) فتوح البلدان

(٢) مسالك الممالك ص ١٧٨

(٣) معجم البلدان ج ٨ ص ١٣٢

كتب التاريخ مايدل على ذلك، ومع كل هذه الاعتبارات، فانه قد تمكن من اقامة حكومة ناجحة ومستقلة، حتى لقبه العامة هناك بلقب ’’مهاراج،، ، الذي يعني ملك الملوك ، ومن المحتمل أنه هو الذي خلع على نفسه هذا اللقب وروجه وأشاعه ـ

ومما يستحق النظر ذلك التوجيه الذي ساقه ياقوت بشأن الاسم العربي، واللقب الهندي لعيسى بن معدان، فانه قد ذهب إلى أنه كان بين كابل و غزنين مدينة يطلق عليها ’’بان،، سكانها من الخوارج الذي حاربهم المهلب بن أبي صفرة، وأجلاهم عن العراق و غيرها، وأن هؤلاء قد ظلوا حتى القرن السابع على مذهب آبائهم وأجدادهم وأصبح منهم التجار وأصحاب رؤس الأموال والعلماء والأدباء إلى أن يقول : ولكل واحد من رؤسائهم اسم بالعربية واسم بالهندية (١) ـ

وحقيقة فان مكران كانت بلد الخوارج الذين امتد نشاطهم من العراق إلى مكران و طوران فمن الجائز أن يكون عيسى بن معدان من أولئك القوم الذي استوطنوا مدينة ’’بان،،، وأنه استولى من هناك على مكران لقربها منه، واشتهر فيما بعد باسمه العربي ولقبه الهندي ـ

ومما يستحق النظر كذلك في شأن عيسى بن معدان ما ذكره القاضي أبو علي التنوخي المتوفى سنة ٣٨٤هـ في كتابه (نشوار المحاضرة و أخبار المذاكرة) نقلا عن القاضي أحمد بن سيار الذي حكى أنه قابل في عمان رجلا من مكران ماهرا في أمور البحار ذكر له أن أحد الخوارج في الهند رفع راية العصيان، واستولى

(١) معجم البلدان

على الحكومة فى مكران، وسير الأمر هناك على أحسن ما يكون ولكن الحاكم الموجود هناك جهز جيشا لمقابلته ومحاربته وأراد أن يقابله بنفسه فمنعه وزراؤه من ذلك قائلين له لا تفعل ذلك حتى لا تقضى قوة الخوارج على جيشك فان هذا الخارجى ذو قوة كبيرة فلا تخرج بنفسك لمحاربته ولكن هذا الحاكم لم يسمع نصيحة وزرائه و مضى فى غلوائه، و خرج لمقابلة هذا الخارجى فمات واستولى الخارجى على قصر الملك، وزمام الأمر فى الدولة، وسار بالأمر على نحو حسن، فطوقت شهرته الآفاق فى هذه المنطقة، فجمع العقلاء والحكماء الموجودين فى مملكته، وكان قد كتب إلى ولاته وعماله أن يرسلوا إليه من كل مدينة بمائة عاقل و مفكر، فلما وصلوا جمعهم إلى بلاطه وقام بنفسه باختيار عشرة من بينهم، وعشرة من أبناء العاصمة، وحدثهم قائلا: إنه يجب على الانسان العاقل أن يبحث عن عيوبه، و يفتش عن نقائصه، حتى يمكنه العمل على تلافيها وإيمانا منى بهذا المبدأ فاننى أطلب إليكم إذا وجدتم فى شخصى عيبا، أو فى حكومتى نقصا أن تطلعونى عليه، و بعد أن فكروا جميعا، وتباحثوا اتفقوا على القول بأنهم لايرون عيبا ولا يلمسون نقصا، سوى شئ واحد مرهون بالاذن لهم فيه فأجازهم بكل سرور فقالوا له: إننا نرى فيكم كل جديد، يرمون بذلك أنه ليس من أسرة حاكمة فقال لهم: اذكروا لى كيف كان ملككم فردوا جميعا إنه كان ابن ملك فقال: وكيف كان أبوه؟ فقالوا ابن ملك كذلك، ومازالوا هكذا حتى عدوا عشرة أجيال ووصلوا إلى الجد الذى حصل على الملك بالغلبة والثورة والاقتدار فعند ذلك اعتدل قائلا: وأنا هذا الملك و سيكون الأمر على نحو ما ذكرتم، فأطرق جميع العقلاء مفحمين بجوابه.

و بعد تلك الواقعة عظم أمره، وسار ذكره، ولكن القصة لم تفصح عن

اسم هذا الملك الخارجى ولا مكانه، وان كان يظهر من بعض القرائن وتوجيه الواقعة أنها تعنى عيسى بن معد ان المتغلب، وأنها حدثت فى سنة ٣٣٤هـ وتدل بعض الروايات على أن جيش عضد الدولة قد استولى على تيز و مكران فى سنة ٣٦٠ عندما توجه لتأديب البولصيين.

وقد كتب ابن مسكويه فى تجارب الأمم أنه فى عهد عضد الدولة اتفق البلوصى مع بنوناجية على الثورة تحت قيادة أبو سعيد البلوصى وأولاده فأرسل إليهم عضد الدولة (كور كير بن جستان و عابدين على) لتأديبهم فحملا عليهم فى ١٠ صفر سنة ٣٦٠هـ و قتلوا منهم خمسة آلاف من بينهم اثنان من اولاد أبو سعيد، وبعد هذا استطاع عابدين القضاء على مراكز القوة عند هم و هجم على هرموز واستولى عليها و تم له الاستيلاء كذلك على تيز و مكران.

و يقول صاحب تجارب الأمم عن ذلك فى الجزء الثانى ص ٢٨٩، ص ٢٩٩ و كذلك ابن الأثير فى الجزء التاسع ص ١٤٣ ما يأتى: "واستولى على بلاد التيز و مكران".

ولكن ليس من الواضح هل هذه الغلبة كانت على الباغين من بنى بويه؟ أم على الثائرين البلوصين فى تيز و مكران.

معدان بن عيسى بن معدان

ويكشف لنا التاريخ عن اسم حاكم معدانى على تيز مكران فى الربع الأول من القرن الخامس الهجرى وأنه كان يسكن فى تيز مكران و توفى سنة ٤٢٢ أو قبل ذلك وقد كتب ابن الأثير فى حوادث سنة ٤٢٢ ما يأتى: و فى هذه السنة سير السلطان مسعود بن محمود بن سبكتيكين عسكرا إلى التيز فملكها وما جاورها

وسبب ذلك أن صاحبها معدان توفى وخلف ولدين(١)

ولم نعثر على أى معلومات أخرى فى شأن هذا المعدانى أكثر مما ورد فى هذه العبارة والظاهر أنه ابن عيسى بن معدان وقد سمى حسب الذوق العربى باسم جده وأنه حكم بعدوالده و توفى فى سنة ٤٢٢ أو قبل ذلك ـ

”عيسى بن معدان بن عيسى بن معدان„

وهذا هو الحاكم الثالث فى الدولة المعدانية، ويتضح مما كتبه ابن الأثير فى حوادث سنة ٤٢٢ عن حملات السلطان مسعود على مكران أن سبب هجومه على تيز مكران هو وفاة ملكها الذى ترك ولدين أحد هما يدعى أبو العساكر والآخر يسمى عيسى، الذى استولى على الخزانة وأقام حكومته، أما أبو العساكر فقد توجه إلى خراسان ليطلب من السلطان مسعود معاونته على أخيه، فأرسل معه جيشا وأمره بالتمكين لأبى العساكر أو التوفيق بينه وبين أخيه ـ ولما وصل الجيش إلى مكران دعا عيسى للطاعة أولا ، فأبى وأنكر، و خرج فى ثمانية عشر ألف محارب فتقابل الجيشان، ولما رأى عيسى أن جانبا كثيرا من جيشه قد انضم إلى أخيه أبى العساكر، هرب ثم عاد مرة أخرى مع أبنائه وجمهرة كبيرة من رجاله، ولكنه قتل فى المعارك ،واستولى أبو العساكر على مكران ـ

وتلك الواقعة تبين لنا مقدار قوة هذا الحاكم الثالث فى الدولة المعدانية الذى استطاع أن يتصدى لجيش السلطان الغزنوى وجحافله ، ولكنه لم يجد فرصة للحكومة والحكم إلا لعدة أيام ـ

(١) الكمل لا بن الاثير

أبو العساكر حسين بن معدان بن عيسى بن معدان

كما يتضح من بيان ابن أبى اصبيعة أن كنيته أبو العسكر واسمه حسين وكان له ولع بتعلم الطب خاصة وقد كتب فى طبقات الأطباء ما يأتى : نسخة الدستور الذى أنفذه أبو العسكر - الحسين بن معدان ملك مكران فى حالة علة الفالج فى شقه الأيسر و جواب ابن رضوان له(١)

وكتب العلامة ابن خلدون : واستولى أبو العساكر على البلاد و ملكها و خطب فيها للسطان مسعود و ذلك سنة سنتين و عشرين (٢)

وعلاوة على أسماء هؤلاء الحكام الأربعة المعدانيين فلا يظهر أما منا غير هم، ولم نستطع الوقوف على سواهم، وكانت نهاية حكم أبو العسكر سنة ٤٧١هـ تقريبا وذلك عند ما استولى السلطان الغورى على السلطة فى مكران ـ

نهاية" الدولة" المعدانية" فى مكران

فى عام سنة ٣٦٦هـ قامت الدولة الغزنوية واستمرت حكومتها زهاء ٢١٣ سنة فكان بنو الحسن فى ذلك الوقت يحكمون بلاد الغور تحت ظل السلطنة الغزنوية وكان من بين بنى الحسن أربعة أولاد لهم قوة وجاه وشوكة منهم :

(١) محمد ثورى

(٢) حسين شاه

(٣) سام

(٤) علاءالدين الغورى

(١) طبقات الاطباء بحوالة رجال السند و الهند ص ١٠٦

(٢) تاريخ ابن خلدون ج ٤ ص ٣٨٠

الذى توفى سنة ٤٥٦ بعد أن كان قد نصب ملكا فخلفه على عرش غزنين ابن أخيه أبو الفتح غياث الدين الغورى، فقضى على الحكومات الموجودة آنذاك فى طوران و مكران، وقد كتب عن ذلك العلامة ابن خلدون فقال : واستفحل أمر غياث الدين فسار إلى غزنة سنة إحدى وسبعين فى عساكر الغورية والخلج والخراسانية ولقى الغز فهزمهم و ملك غزنة من أيديهم وسار إلى كرمان وشنوران فملكهما و كرمان هذه بين غزنة والهند وليست كرمان المعروفة ثم سار غياث الدين الى لهاور ليملكها من يد خسرو شاه بن بهرام شاه(١)

ويؤخذ من عبارة أخرى أنه ذهب من غزنين إلى كرمان وشنوران واستولى عليهما، وان كرمان هذه كانت تقع بين الهند وغزنين وليست هى كرمان الملك المشهور ـ

وكلا التصريحين السابقين أمرهما يبعث على العجب لأن مؤرخا عالما محققا مثل ابن خلدون يقرر أن مكران هى كرمان، ويذهب إلى أنها كانت تقع بين غزنين والهند وليست كرمان المملكة المشهورة، والحقيقة أنها هى مكران نفسها التى توجه منها غياث الدين إلى لاهور و شنوران والغالب أنها طوران ومما يزيد العجب كذلك انه قد ورد ذكر مكران و طوران فى تاريخ ابن خلدون صحيحا بدون تحريف وفى مكان آخر يذكرهما محرفين ويبدى صحة ذلك من فحوى كلامه و توجيهه ـ

و مهما يكن من أمر فان الدولة المعد انية فى مكران قد قامت فى حدود

---

(١) تاريخ ابن خلدون ج ٤ ص ٣٩٩

سنة ٣٤٠هـ وانتهت فى عام ٤٧١ على يد السلطان غياث الدين الغورى، وبلغت فترة حكمها ١٣١ عاما ـ

نظام الدولة "المعدانيه"

سار نظام الحكم فى الدولة المعد انية بمكران بطريق الوراثة وكان مؤسسها معدان بن عيسى قد اتخذ مدينة كيز مركزا و مقاماله وكذلك فعل ابنه معدان من بعده ـ

ولكننا لاندرى السبب الذى جعل المعدانيين يعدلون عن الاقامة فى "بنجبور" مركز السلطة القديم فلعلهم قلدوا فى ذلك الحكام الهباريين و بنى سامة لكى يعيشوا فى جو مفتوح و حياة غير مغلقة حسب الطبيعة العربية ـ

"الاستقلال الكامل"

لم نجد فى تصريحات المؤرخين أو الرحالة ما يفيد بأن الحكم المعدانيين خطبوا باسم الخليفة، أو ما يدل على وجود أى ارتباط لهم بالخلافة العباسية، فان كل الروايات تشير إلى أنهم كانوا مشتغلين داخليا وخارجيا ولعل السبب فى ذلك أنهم لم يكونوا من أهل السنة والجماعة كحكام المنصورة و الملتان، ولم يكونوا كذلك من الشيعة حتى يتبعون الخلافة الفاطمية التى قامت فى مصر وإنما كانوا من الخوارج فلم يدعوا لأحد ولهذا السبب أيضا لم يستطيعوا انشاء علاقات صداقة ودية أوعقائدية مع غيرهم، و إذا كان السلطان أبو العساكر قد خطب باسم السلطان الغزنوى فان ذلك لا يدل على سياسة الدولة أو خطة الحكومة وإنما رعاية لما قدمه السلطان الغزنوى إليه من مدد مكنه من السلطة ـ

"بنو معدان من الخوارج"

وقد كتب المسعودى فى شأن مكران فى زمانه مايأتى: "بلاد مكران وهى أرض الخوارج الشراة"(١)

وكان بنو معدان من هؤلاء الخوارج الذين نزحوا وأقاموا فى هذه المنطقة و خرجوا على الخلافة العباسية تبعا لعقيدتهم، و من استعراضنا السابق لأحوالهم يتبين لنا أنهم كانوا من الخوارج يقينا، والقول بأنهم ليسوا من الخوارج أمر ظنى يحتاج إلى دليل قوى يدعمه وهو غير موجود ـ

الانصاف مع الرعيه

وكان الحكام المعدانيون عادلين منصفين شرفاء، ولما كان مذهبهم يعتبر ارتكاب الكبيرة كفرا فقد احتاطوا فى حكومتهم و عدلوا فى معاملاتهم وقد كتب المقدسى فى شأن حاكم منهم على مكران مايأتى: على مكران سلطان عليحده وهو متواضع عادل لاترى مثلهم (٢)

و تدل جميع الروايات على عدلهم وانصافهم مع الرعية وقد عرفنا فيما سبق من كلام أبوعلى التنوخى مايدل على ذلك ـ

"الحياة العلميه"

فقدت الحياة العلمية فى كل منطقة مكران ولم يكن بها من أهل العلم من يستوجب الذكر وان لم تخل من العقلاء والأذكياء كأولئك الذين جمعهم مؤسس الدولة المعدانية ونعود فنقول ان الحقيقة أن حالات بنو معدان فى مكران

(١) مروج الذهب ج ١ ص ١١٠
(٢) احسن التقاسيم ص ٤٨٤، ص ٤٨٥

تغطيها حجب كثيفة لهذا لم نستطع الحصول على أية تفصيلات مطولة عنهم أو عن حكومتهم والذى ورد فى كتب التاريخ فى هذا الشأن ليس على درجة كبيرة من الصحة ـ

استقلال مطهر بن رجاء بالحكم

ومن الواضح أن بنى معدان لم يكونوا يحسون بأى خطر داخلى مع أنه كان بالقرب منهم وعلى مسافة ثلاث مراحل من حدودهم من يحكم ويخطب باسم الخليفة العباسى كمطهر بن رجاء على "مشكى"، ولم يتعرضوا له وفى ذلك كتب الاصطخرى: وهولا يخطب الا للخليفة ولا يطيع أحداً من الملوك المصاقبين (١)

وقد نقل ياقوت عبارة الاصطخرى هذه ووضع بدلا من مطهر بن رجاء مظفر بن رجاء وذكر أنه كان فى حدود سنة ٤٠هـ، و نستطيع من هذا أن نتبين مدى منعة مطهر بن رجاء وأن مشكى من منطقة مكران التى تتصل بحدود كرمان وهى منطقة حارة ولكن بها حدائق، والغالب أن الحكام على مشكى كانوا أهل السنة و الجماعة ـ

الحدود والأماكن الهامة والحالة العامة

تدل روايات الجغرافيين العرب على أن ولاية مكران كانت واسعة شاسعة وأنها كانت تقع على الساحل، وبها كثير من القرى والمدن، وأن حدها فى الغرب كرمان، وفى الشمال سجستان، وفى الجنوب البحر، وفى الشرق بلاد الهند، ويذهب الفلكيون إلى أن هذه المنطقة لها تعلق وارتباط ببرج التمر و لهذا وجدت فيها الخضرة ـ

(١) مسالك الممالك

أما لفظ مكران فلعله مأخوذ من اللفظ الفارسى ''ماه كرمان،، وبكثرة الاستعمال صار إلى مكران و يظن بعض المؤرخين انها منسوبة الى ابن نوح عليه السلام ''مكران بن تازك بن سام بن نوح الذى كان قد خرج من بابل واستوطن هذه المنطقة(١)

وليس لفظ مكران علما على مدينة خاصة أو مكان معين، وإنما يطلق على كل المنطقة الساحلية التى تنقسم إلى جزئين أحد هما مدن وأمصار ذكرها الاصطخرى على الوجه الآتى :

تيز، كيز، تنزبور، به، تند، قصر قند، درك، فلهفره، و كتب يقول : وكل هذه مدن صغيرة أما المدينتان الكبيرتان فهما ارمائيل و قنبلى ـ

وعلاوة على هذا، فقد كانت هناك جهات أخرى مشهورة فى مكران مثل ''منطقة الخروج التى من اشهر مدنها ''راسك،، ومنطقة،، جدران،، التى ينبت فيها القصب و يكثر بها سكر النبات و يصدر منها إلى جهات كثيرة فى العالم و منطقة ثالثة هى ''مشكى،، التى استولى عليها مطهر بن رجاء ـ

وقد كتب المقدسى عن سعة مكران قبل سنة ٣٧٥هـ فذكر أن العاصمة ''بنجبور،، وأن من المدن كذلك ''مشكه،، وكيج،، وسراى، وخواش، وسنداں وجالك، ووزك، ودشت على، و تيز، وأوضح أن الأصطخرى قد عد كذلك مدن كيرتون، وراسك وقال فى شأنهما إنهما من منطقة خروج ـ

وقد اختلف الجغرافيون فى الأسماء لاختلاف الحدود تبعا لأزمنتهم ونظرا لاختلاف التلفظ والاملاء ـ

(١) معجم البلدان ص ١٣٠

(٢) بنجبور : وقد كتب تنربور، وتنزبور، وقيزبون، ولكن الأصل فيها بنجبور عاصمة مكران وقد صرح المقدسى أن بها قلعة و حولها خندق من جهاتها الأربعة وأنها مملؤة بالحدائق ولها بابان رئيسيان، أحد هما باب طوران ، وثانيهما باب تيز ، والمسجد الجامع بها وسط السوق ، وأهلها يشربون مياه النهر و لسانهم بلوصى ، وهو غير فصيح ـ وكتب الأصطخرى أن تنزبور أكبر المدن فى مكران كما ذهب إلى ذلك ياقوت الحموى وتذكر من المدن الشهيرة هناك تيز وكس وخاشك وراسك وغيرها ـ

الحالات الطبيعية والصناعية والتجارية

تشير بيانات الجغرافيين إلى أن منطقة مكران حارة فى مجموعها وأنه يحيط بها القحط والصحراء وسؤ المعيشة، فليس بها قنوات ولا تزرع إلا فى القليل فيما عدا المنطقة التى كانت تقع بين المنصورة و مكران فكانت تجرى فيها بعض الأنهار التى تخرج من نهر السند كما كانت راهوق وارمائيل خصبة و حولها مراع، ويمكن لمن يريد الإستزادة فى ذلك الرجوع إلى ماكتبه الأصطخرى والمسعودى والمقدسى و ياقوت الحموى ـ

الحالة الدينية واللغة

كان سكان مكران عموما يغلب عليهم اللون التمحى والجهل، وعدم التهذيب ولم يكن بين المسلمين حياة علمية أو دينية تستحق الذكر، وكانوا عموما من الخوارج ولغتهم ركيكة، تجمع بين الفارسية والمكرانية، وفى بعض المناطق يغلب اللسان البلوصى وكادت الحياة أن تصطبغ بالصبغة الهند وكية

فى اللباس، فالزى العام فى مكران ''الكرته،، ولباس التجار القميص والملاءة على نحو ما يفعل أهل العراق و فارس۔

وقد كتب المقدسى أن المسلمين هناك مسلمون بالاسم فقط، ولهم مسجد جامع فى السوق وليس لديهم سعة فى التفكير فعقولهم ضيقة۔

وتدل بعض الروايات على أنهم كانوا يعيشون على صيد الأسماك والطيور۔

الصناعة

وقد خلت منطقة مكران من الصناعة فيما سوى صناعة السكر النباتى الذى كان يكثر هناك، ويصدر إلى جهات مختلفة، نظرا لوفرة محصول القصب فى منطقة جدران۔

وقد تحدث ياقوت عن مصانع سكر النبات فذكر أن هناك بالقرب من مدينة ''تميت مندان،، جبل يؤخذ منه النوشادر الذى يستعمل فى هذه الصناعة

التجارة

كتب الاصطخرى عن منطقة جدران ماياتى : ورستاق تسمى جدران وبها فانيد كثير ونخيل و قصب السكر وعامة الفانيد الذى يحمل الى الافاق منها الاشياء عمل من ناحية ماسكان (١)

كما كتب ياقوت الحموى فى شأن فيزبون ''بنجبور،، ماياتى : و فيها الفانيد كان يحمل إلى جميع الدنيا(٢)

(١) مسالك الممالك ص ١٧

(٢) ص ٤١٧، معجم البلدان ج ٧ ص ١٩٣

''علماء مكران،،

لا نلمح أى جهود علمية فى مكران حتى القرن الثالث والرابع و فيما بعد ذلك ظهر جماعة من أهل العلم والفضل ذكرهم العلامة السخاوى فى كتاب ''الضوء اللامع،، وخاصة من كان منهم فى القرن الثامن۔

وقد ذكر العلامة السمعانى من العلماء القدامى هناك أبو حفص عمر بن محمد بن محمد بن سليمان المكرانى الذى سافر الى العراق للتزود من العلم ورحل من هناك إلى الحجاز و تلقى الحديث على أبى الحسن محمد بن أحمد البزاز وروى عنه أبو القاسم الشيرازى(١)

(١) كتاب الانساب طبع اور وبا ورق ص ٤٥١

ڈیمبر ۱۹۷۳ء

ترجمہ

الحكومات العربية في الهند و السند

(١٢)

تاليف : القاضى اطهر مباركپورى
ترجمة : الاستاذ عبدالعزيز عزت عبدالجليل

الدولة المتغلبة في طوران
و نظرة عامة اخيرة

فى عهد معاوية رضى الله عنه فتحت منطقة طوران ، وكان سنان بن سلمة بن محبق الهذلى قد فتح قصدار واستولى على الحكم فيها، وتوفى بعد سنتين وعند ما ثار اهلها بعد وفاته ، ارسل اليهم زياد بن ابى سفيان المنذر بن جارود وبعد ان استقرت الحال هناك توجه الى قيقان و بوقان وفتحهما ثم اقبل على قصدار(١) ففتحها مرة اخرى وقد رثى شاعر عربي سنان فقال :

حل بقصدار فاضحى بها في القبر ولم يقفل مع القافلين
لله قصدار و اعنابها اى فتى دنيا اجنت و دين

بدء السيطرة على طوران

عرفنا فيما مضى ان منطقة كرمان، ومكران، وطوران، كانت ميدانا للخوارج الذين نزحوا من البلاد العربية، وكونوا جماعة كبيرة فى هذه الديار، وظلت

(١) فتوح البلدان ص ٤٣٠

جيوش المهلب بن ابى صفرة حاكم فارس تشتبك معهم و تحتك بهم فى مكران وكرمان وقد يدوم الاشتباك سنة او اكثر ، وقد اتخذ نجدة بن عامر بن عبدالله الحنفى الخارجى مع نافع بن ازرق من البحرين والخط والقطيف مجالا للقتل والاغارة فارسل مصعب بن الزبير عشرين الف جندى من البصرة الى البحرين لمقابلة نجدة فى سنة ٦٩ وكان النصر حليف نجدة، فاتخذ عطية بن اسود الخارجى نائبا له على عمان وقد انتهى به الامر اخيرا الى الهروب من عمان، واللجوء الى كرمان ـ ولما وصل الخبر عند المهلب بن ابى صفرة ارسل اليه جيشا لمحاربته ففر الى سجستان، ولم يوفق فلجا الى السند، واخيرا قتل على يد جيش المهلب فى مدينة تندابيل بالسند(١)، وبذلك عادت تندابيل مرة اخرى الى الارتباط بالخلافة الاموية، ولا نجد مايدل على حدوث ثورات او فتن فى هذه المنطقة فى بدء الخلافة العباسية ولكنها انفصلت عنها فى سنة ١٥٠ وتناوب الحكم عليها عدد من الحكام العرب ـ

الحكام العرب فى قندابيل ونهايتهم

كان الخليفة المنصور قد وجه هشام بن عمرو التغلبى الى السند فحصل هناك على فتوحات كثيرة، وقام بارسال عمرو بن جمل على بارجة حربية الى باربد (بهروج) فى كجرات، وبعض مناطق اخرى من الهند ففتح كشمير والملتان وغيرها وكان اهم عمل قام به هو اعادة تندابيل الى حظيرة الخلافة وفى هذا يقول البلاذرى : وكان على تندابيل متغلبة من الغرب فاجلاهم عنها واستمرت بعد ذلك تندابيل و طوران تحت الخلافة العباسية(٢)

(١) فتوح البلدان ص ٣١؛

(٢) فتوح البلدان ص ٣٢؛

وقبل خلافة المعتصم اضطربت الاحوال هناك، واقام شخص يدعى محمد بن خليل حكومة، فاستاذن الوالى العباسى موسى بن عمران بن يحيى خالد البرمكى الخليفة المعتصم فى الحملة عليه، واخراجه فاذن له نهجم عليه وقبض عليه و على اعوانه و فى ذلك يقول البلاذرى ـ ثم اتى المنصورة وصار منها الى تندابيل وهى مدينة على جبل و فيها متغلب يقال له محمد بن الخليل فقاتله و فتحها وحمل رؤساءها الى قصدار (١) ـ

وكانت تندابيل محط انظار المتربصين لطوران، و بعد قصة محمد بن خليل هذه لانجد فى التاريخ ما يكشف لنا عن حدوث فتن فى منطقة طوران الى مئات السنين، ولعل السبب فى ذلك يرجع الى النظام الذى احدثه موسى بن عمران وابنه ـ

ولما تولى موسى بن يحيى بدلا من غسان بن عباد، فانه عمد اولا الى اخضاع راجابال ثم انصرف الى توطيد دعائم حكومته، ولكنه توفى سنة ٢٣١ ﻫ وخلفه ابنه عمران الذى حارب الزط فى قيقان واخضعهم، واتخذ مدينة البيضاء معسكرا للجيش وسار الى المنصورة و تندابيل واجلى عنها محمد بن خليل، وقام بحملة تاديبية ضد الميد، قراصنة البحار، فقتل منهم ثلاثة آلاف ووضع الجزية على الزط(٢)

(١) فتوح البلدان ص ٣٢ ﻫ

(٢) الزط معرب "جات" وقد كان قدومهم الى العرب فى ايام الجاهلية وكان كثير منهم فى جند المسلمين ايام عمر بن الخطاب واسلموا وحسن اسلامهم ولهم فى الاسلام روايات وآثار ـ وقال البلاذرى : انهم كانوا فى جند الفرس، وقد استطاعوا ان يكونوا وحدة مستقلة فى دولة بنى امية ودولة بنى العباس وان يجدوا فى البطيحة بين البصرة وواسط وبغداد موطنا خاصا بهم، وفى لسان العرب "الزط جيل اسود من الهند اليهم تنسب الثياب الزطية وفى بعض الاخبار فحلق راسه زطية قيل هو مثل الصليب كانه فعل الزط ـ وانشد عويم بن عبدالله :

وبنى الزط عبدالقيس عنا ... وتكفينا الاساورة المزونا

المرجودين على ساحل نهر الور، وامر رجاله باحضار كلب مع كل زطى يتدم عليه مما جعل سعر الكلب الواحد يصل الى ٥٠ خمسين درهما.

ولما انتهى من منازعات الور عاد وحارب الميد ، بمعاونة رجال من الزط ومن اجل ذلك حفر نهرا يخرج من البحر ليصب فى النهر ودورهم، مما تسبب فى تغيير مياه الشرب وضياع عذوبتها فاجبروا على الخضوع(١).

ويدلنا ذلك على قوة عمران بن موسى التى استطاع بها حفظ الامن فى هذه المنطقة الى مئات السنين وحتى وسط القرن الرابع الهجرى.

المغيرة بن احمد المتغلب فى طوران

كتب الاصطخرى سنة ٣٤٠ هـ عن قصدار عاصمة طوران ماياتى : والغالب عليها رجل يعرف بمغيرة بن احمد يخطب للخليفة فقط ومقامه يعرف بكيز كانان(٢).

وقد ذكر ابن حوقل فى كتابه صور الارض ان اسم هذا المتغلب معين بن احمد، كما نقل ياقوت الحموى ما كتبه الاصطخرى عن قصدار واخذ اسم معمر بن احمد، ويتضح من تصريح الاصطخرى ان المغيرة بن احمد قد استولى على طوران بالقوة ولم تسر حكومته فيها بطريق الوراثة، كما انه لم يكن مشهورا ولا معروفا، وكانت حكومته مستقلة حرة فى جميع امورها وجعل حكامها من مدينة ''كيزكانان'' مستقرا لهم، دون قصدار وتندابيل على نحو ما فعله أمراء المنصورة والملتان.

(١) فتوح البلدان ص ٤٣٢

(٢) مسالك الممالك ص ١٧٧

ومما هو جدير بالذكر ان المغيرة بن احمد لم يكن من الخوارج وانما كان من اهل السنة والجماعة.

ابو القاسم البصرى

وبعد عهد المغيرة بن احمد نجد حاكما آخر يدعى ابو القاسم البصرى وعلى الرغم من انه كان ملكا وقاضيا، وقائدا، فانه كان محروما من الصلاحية للحكم والحكومة.

وقد كتب ابن حوقل عنه عند الحديث عن طوران فقال : يحكم عليها رجل من اهل البصرة اسمه ابو القاسم وهو الحاكم والقاضى وامير الجيوش ومع هذا لا يفرق بين الثلاثة والعشرة(١).

وتدل عبارة ابن حوقل على ان ابا القاسم البصرى هذا لم تكن له علاقة بالمغيرة بن احمد حاكم طوران السابق، فلعله اقام حكومة بنفسه، وعلى الرغم من جهله فقد استمدت حكومته وساعد على ذلك ان اهل البلاد كانوا على شاكلته، وليس لديهم حضارة او رقى، فكانوا يعيشون فى نظام قبلى، ويمكننا تشبيه حكومة ابى القاسم البصرى بحكم المشايخ والامراء فى بعض الامارات العربية هذه الايام الذين لهم قوانينهم الخاصة، وجيوشهم المستقلة ولكن ليس لهم من الامر شيئا فكل امورهم فى يد الاستعمار فاكثرهم اميون لايقرؤن ولا يكتبون.

ملك عادل ومتواضع

كتب المقدسى عن قصدار عاصمة طوران فى كتابه احسن التقاسيم انها مدينة من شقين فى وسطهما واد جاف، وهى احدالشطرين دارالسلطان

(١) صور الارض بحوالة رجال السند والهند

ويستطرد قائلا ''وسلطانهم عادل متواضع،، ويعنى به ابوالقاسم البصرى.

خليفة خارجى

وقد روى ياقوت فى معجم البلدان حادثة تدل على وجود حاكم خارجى على قصدار هو زعيم روحى لهم فيها، فى آخر القرن الرابع، و نقل ماقاله ابوالحسن بن لطيف بحوالة القاضى ابى على التنوخى، قال : كنت مجتازا بناحية قصدار ممايلى سجستان و مكران و كان يسكنها الخليفة من الخوارج وهى بلد هم ودارهم(١).

وقد توفى ابو على التنوخى سنة ٣٨٤ وبالطبع قد روى تلك الواقعة عن ابى الحسن قبل وفاته، و معنى هذا ان حكومة هذا الخارجى كانت فى آخر القرن الرابع، وسيتضح مما سنذكره فيما بعد ان الحالة فى عهد ذلك الخارجى كانت طيبة للغاية، وان الخوارج قد اشتدوا وارتبطوا بمعتقداتهم، ومن المناسب هنا ان نذكر انه فى سنة ٣٨٤ استولى امير طغان على ''بست،، و عندما تعرض للغزو استنجد بسبكتكين فامده، ففتح ''بست،، وقد كتب ابن خلدون عن ذلك : وسار الى قصدار من ورائها فملكها وتقبض على صاحبها ثم اعاده الى ملكه على مال يؤديه وطاعة يبذلهاله(٢).

وكان سبكتكين فى هذا الوقت مشغولا بالحرب مع بنى سامة، ولهذا استدعى الامير نوح بن منصور السامانى من الهند وعينه حاكما على خراسان و يمكن ان يكون الحاكم الخارجى على قصدار كان فى ذلك الوقت.

وكان سبكتكين قد اخذ من حاكم على قصدار فى اثناء حكومة بنى سامة

(١) معجم البلدان ج ٧ ص ٧٩
(٢) تاريخ ابن خلدون ج ٤ ص ٣٦٠

الخراج فى سنة ٣٨١ھ واخضعه، و فى سنة ٤٠٣ھ فتح محمود الغزنوى قصدار.

وقد كتب ابن الاثير فى حوادث سنة ٤٠٢ انه فى هذه السنة انتصر السلطان محمود الغزنوى فى قصدار واستولى عليها، و كان قد صالح حاكمها على ان يؤدى اليه مبلغا معينا من الخراج، ولكنه نكث وعده، ولم يف بعهده، واراد الاحتيال واحتمى ''بايلك خان،، الذى كان ملكا على ماوراء النهر، وفى نفس الوقت يعتبر حمى لمحمود الغزنوى فلما وقع النزاع بين ''ايلك خان،، والسلطان محمود فقد صمم الغزنوى على تاديب سلطان قصدار، فتقدم نحوها فى جمادى الاولى سنة ٤٠٢ھ، وبينما هو فى الطريق بجيشه بلغه ان ملك قصدار قد علم بالامر، فلم يفت ذلك فى عضده، فمضى من هرات الى قصدار وطوقت قواته جيش السلطان فخرج طالبا الامان فاستجاب له السلطان الغزنوى وقام حاكم قصدار بتادية ما عليه من الخراج و قفل السلطان الغزنوى راجعا الى غزنين(١).

نهاية الدولة المتغلبة فى طوران

سبق الحديث ان غياث الدين الغورى هو الذى قضى على الدولة المتغلبة فى طوران ومكران وقد ذكر ابن خلدون بدلا من مكران كرمان كما كتب طوران محرفه الى شنوران وسنوران وان غياث الدين الغورى قدصحب معه فى سنة ٤٧١ھ الجيش الخراسانى والخلجى وتوجه بهما الى غزنين ثم الى لاهور(٢) و كان قد استولى على مكران وطوران وكرمان هذه كانت تقع بين غزنين والهند و ليست الملك المشهور.

(١) الكامل لابن الاثير ج ٩ ص ٧٨
(٢) تاريخ ابن خلدون ج ٤ ص ٣٩٩

ايل

وعرفنا كذلك انه قد تعاقبت عدة حكومات فى مكران فاستقل مطهر بن رجاء بالحكومة فى "مشكى"، وآخر يدعى "ايل"، على منطقة اخرى نسبت اليه واشتهرت به وقد كتب الاصطخرى : ايل اسم رجل تغلب على هذه الكورة فنسبت اليه(١) ـ

وكانت منطقة ايل عامرة بالمسلمين والبوذيين ويكثر بها العنب ولكننا لا ندرى من هو ايل هذا ؟

نظام حكومة امراء طوران

تشير حالات السلاطين والامراء فى طوران الى انه لم تكن هناك منذ البداية وحتى النهاية حكومات ذات مسئولية ونظام، وقد ساعد على ذلك طبيعة المنطقة وفقرها من العلم والحضارة علاوة على ان اغلب سكانها كانوا من الخوارج الذين يكفرون مرتكب الكبيرة ، ولهذا لم يتعرضوا لاى حاكم و آثروا الصمت والسكوت ـ

وقد كان للمتغلبين عهدان : اولهما عندما استولى الرؤساء العرب على قنابيل الذين انهى امرهم عمران بن موسى واقام محمد بن الخليل حكومته، وقد مضت بعد ذلك مئات السنين دون فتن او ثورات فى منطقة طوران، و ظلت تابعة للخلافة العباسية مرتبطة بها ارتباطا مباشرا ـ ثانيهما : ابتدا فى عام سنة ٣٤٠ﻫ

(١) مسالك الممالك ص ١٧٨، ذكر حمزة الاصفهانى ان الكورة اسم فارسى بحت يقع على قسم من اقسام الاستان وقد استعارتها العرب كما استعارت الاقليم من اليونانية، والكورة كل صقع يشمل على عدة قرى ولابد لتلك القرى من قصبة او مدينة او نهر يجمع اسمها فذلك اسم الكورة ـ)

بغلبة المغيرة بن احمد وانتهى على يد غياث الدين الغورى سنة ٤٧١ وعلى الرغم من طول هذه الفترة التى تبلغ ١٢١ سنة تقريبا، تناول الحكم فيها عدة امراء فانه لم تكن هناك حكومة منظمة، واذا كان هناك مايثبت ان المغيرة كان خطب باسم الخليفة العباسى فاننا لانجد دليلا على ذلك بالنسبة لمن اتى بعده ـ

وليس هناك كذلك ما يدل على وجود عمل خالد لهم يستحق الذكر، حتى فى المجالين الدينى والعلمى قبل القرن الخامس ـ

الحدود واهم الامكنة

تبعا لما ذهب اليه الجغرافيون العرب القدامى فان اول ولايات السند كرمان التى تتصل بمكران وتاتى بعدها طوران، اما صحراء سجستان وسلطنة كرمان فانها تقع فى غرب طوران وفى الشرق بحرالعرب و فى الشمال بلاد الهند و فى الجنوب الصحراء الواقعة بين مكران وبلوجستان، وهكذا كتب الجغرافيون ـ

اما الاصطخرى فقد اورد اسماء المدن فى منطقة طوران على الوجه الاتى : محالى كيزكان، سوره ، قصدار، وفعل مثله المقدسى وذكر ان قصدار هى العاصمة ـ

وسنتناول فيما يلى بعض هذه المدن والامكنة المشهورة بشئ من التفصيل حتى نلقى بعض الضوء على الحالة العامة فى طوران ـ

(١) قصدار او قزدار

دار السلطنة فى طوران ، ومن اهم المدن بها ، و تكتب بالصاد والزاى وقد فتحها سنان بن محبق الهذلى فى عهد معاوية، وكانت بلدة صغيرة و موقعها الجغرافى غير مناسب بالمرة ـ

وقد كتب ابن حوقل انه مثل القرية، ومعتها قليلة وفي اكنافها بساتين صغيرة كما كتب المقدسى عنها، و من يريد المزيد فعليه بمراجعة صور الارض و احسن التقاسيم -

(٢) قندابيل او قند بيل

وقد عدها بعض الجغرافيين من بلاد البدهة وكانت تقع في وسط منطقة حارة ولكن المقدسى عدها من منطقة طوران، وذكر ابو الفدا(١) في تقويم البلدان انها عاصمة الحكومية في طوران -

(٣) ابل

وهي في المنطقة الواقعة بين كيزكانان، وقندابيل وقد استولى عليها شخص يدعى ابل فسميت باسمه و نسبت اليه و كانت تضم المسلمين والبوطيين وتعتمد على المطر ومن المدن الشهيرة كذلك كيزكانان وجرو ياكثرو، ورستاق،

وقد كتب ياقوت الحموى عن السكر النباتى ماياتى : ولا يوجد الفانيد بغير مكان الابهذا الموضع وقليل منه بناحية قصدار واليه ينسب الفانيد الماسكاني وهو اجود انواعه والفانيد نوع من السكر لايوجد الابمكران ومنها يحمل الى سائر البلدان(٢)

والفانيد اسم لنوع من الحلوى وهو معرب من اللفظ الفارسى "پانيد"، وقد جاء في كتاب الالفاظ الفارسية المعربة تاليف ادى شير رئيس اساقفة

---

(١) وهي بلدة صغيرة كالقرية في وهدة على تليل وحولها بستينات هكذا اخبرني به شفاها من رآها في زمننا هذا وقال ابن حوقل وقزدار قصبة طوران ثال في التيه و قصدار ناحية من نواحي الهند بينها وبين بست ثمانون فرسخا ويقال لها ايضا قصدار بالصاد المهملة وبين قزدار والملتان نحو عشرين مرحلة ١ه ص ٣٤٩ طبعة باريس سنة ١٨٤٠

(٢) احسن التقاسيم ص ٤٨١

سعرد الكلدان طبعة بيروت سنة ١٩٠٨ ص ١٢١ ماياتى : الفانيد معرب پانيد وهو نوع من الحلوى تصنع من السكر ودقيق الشعير والترنجبين (م)

وهو الان يصنع في ولاية مسقط العربية مع شئ قليل من التغيير -

المناخ والمحصولات

تعتبر منطقة طوران حارة جافة في مجموعها والارض هناك صحراوية، وكانت منازلها كلها مبنية من الطين، ويعانى اهلها قلة الماء لانعدام الانهار فيها، وقد كتب المقدسى عن قصدار انها خضراء مثمرة والاشياء بها رخيصة ويكثر فيها العنب وليس بها نخيل -

التجارة

وبالرغم من فقرها هذا فقد كانت مركزا هاما للتجارة وخاصة المنطقة المشهورة فيها باسم "بودين"، التى كان يفد اليها التجار من ايران وكرمان وخراسان والهند لكثرة ما يحققون فيها من ربح وما يجنونه في اسواقها من منفعة وقد ذكر المقدسى ان الرسوم التى تحصلها قد بلغت الرقم الاتى : ودخل ذلك في كل سنة الف الف درهم ياخذه على تاويل العشور(٢)-

و تصريح المقدسى هذا لاينفى ماذكرناه سابقا من ان الحكومات هناك لم تكن منظمة ولم يكن لها ادارة ونسق لان كلام المقدسى هذا قبل سنة ٣٧٥هـ-

الحياة الاجتماعية

وقد كتب الاصطخرى فيما يتعلق بزيهم وانواع البستهم ما ياتى :

---

(١) احسن التقاسيم ص ٤٨١
(٢) احسن التقاسيم ص ٤٨١

وزى المسلمين والكفار بها واحد فى اللباس وارسال الشعر ولباسهم الازر والميازر لشدة الحر ببلدانهم(١)۔

اما فيما يتعلق باللغة فلا نجد فى شانها تصريحا، ولكن يغلب على الظن ان اللغة هناك كانت خليطا من الفارسية و البلوصية، ولم يكن للعربية رواج ۔

الحالة الدينية والاخلاقية

لما كانت هذه المنطقة تحت سيطرة الخوارج، وحكامها ينتسبون الى هذه الفرقة فقد اثر ذلك على الحياة العامة تاثيرا مباشرا، ونشا التصلب والتقشف والزهد بين عامتهم و خاصتهم كما ان الامن والامان صار مستقرا مستتبا و كانت القيم الدينية والاخلاقية لها وزنها واعتبارها، ونذكر فيما يلى واقعة تكشف لنا كثيرا من هذا الجانب فيذكر لنا القاضى ابوعلى التنوخى المتوفى سنة ٣٨٤ ان ابا الحسن بن لطيف المتكلم المعتزلى قد اخبره بانه كان مجتازا منطقة قصدار وطن الخوارج فرای فى احدى القرى رجلا عجوزا بالمسجد فوضع امتعته فى رزمة بجواره وقال له ''احفظ هذه عندك حتى اعود، فاجابه هذا العجوز قائلا : ضعها فى المحراب وامض حيث شئت، ففعل ذلك ثم خرج من المسجد وتوجه الى حقل من حقول الشلغام فاكل فساءت صحته بضعة ايام و لما اعتدلت طبيعته وعادت اليه صحته رجع الى المسجد فوجد بابه مفتوحا والرجل غائبا ورزمة الثياب لازالت مكانها فى المحراب فتعجب من تصرف هذا العجوز وتركه الامانة على هذا الوجه، فحملهامعه و حضر فى نهار اليوم الثانى وقابل هذا العجوز معاتبا له لتركه هذه الرزمة وبها ملابسه هكذا فرد عليه العجوز وهل ضاع منها شئ فاجابه

---

(١) المسالك و الممالك ص ١٧٧

بالنفى، وهكذا تمضى القصة لتوضح عن مدى امانة القوم حتى ان الناس لا يغلقون ابواب المنازل فى الليل ۔

العلوم الدينية والعلماء

لا يظهر لنا اى نشاط علمى، او تقدم تعليمى فى عهد انتشار الفوضى فى طوران ونظرا للشدة التى اتسم بها الخوارج ۔ وغلوهم فى الامر بالمعروف والنهى عن المنكر فقد حسنت الحالة الدينية بين العوام ۔

وقد ظهر فيها جماعة من اهل العلم بعد سنة ٤٠١ھ و منهم :

(١) رابعة بنت كعب القصدارية : وكانت شاعرة فى العربية والفارسية تكلم عنها ابن حوقل وهى من مفاخر الدولة المتغلبة ۔

(٢) ابو محمد جعفر بن خطاب القصدارى البلخى، وكان فقيها عالما عابدا زاهدا نشا فى قصدار، ثم نزح الى خراسان، واقام فى بلخ وتلقى الحديث على ابى الفضل عبدالصمد بن محمد بن نصير العاصمى ومن تلاميذه ابو الفتوح عبدالغافر بن على الكاشغرى ۔

(٣) ابو داود سيبويه بن اسماعيل القصدارى المكى، وكان عالما خرج من قصدار الى مكة واقام هناك وقد ترجم له العلامة السمعانى فى كتابه ''الانساب،، ۔



الحكومات العربية فى الهند والسند

(١٣)

تأليف : القاضى أطهر مباركپورى
ترجمة : الأستاذ عبدالعزيز عزت عبدالجليل

نظرة عامة و تبصرة موجزة

ان ارتباط الهند والسند بمركز الخلافة قديما كان يسير مع الزمن ويدور معه وقد توطدت هذه العلاقة فى عهد الخلافة العباسية، وتدعمت الروابط حتى فى الفترات التى انفصلت فيها ولايات و حكومات عن الخلافة ـ

وقد أدى محمد السندى بن شاهك مولى الخليفة أبى جعفر المنصور هو وأسرته دورا كبيرا فى عهد العباسيين فاسندت إليهم المناصب العالية، والوظائف الخطيرة وكان لا بن اخيه أبى طوطة ابراهيم بن عبدالسلام السندى دخل كبير فى الحكومة زمن المهدى، ولاخيه الثانى ابراهيم بن عبدالله السندى دور فى عهد المامون و كذلك لخيار بن يحيى السندى، و سندى بن يحيى الحرشى فى عهد هارون الرشيد وقد صار واليا على "واسط" حتى عد من كبار القواد والرواد ـ

وفى عهد الخليفة الواثق بالله كان لحسين الخادم السندى قدر جليل فى تسيير الحكومة و كان ابراهيم بن سندى بن شاهك فريد عصره فى الطب والفلسفة والخطاب والتنجيم و قد تكلم عن ذلك الجاحظ ـ

أما نصر بن سندى بن شاهك فقد عين مامورا على السجون فى عهد هارون الرشيد و مراقبا كذلك على جسر بغداد وغير ذلك من الوظائف الهامة ـ

و مهما يكن من أمر فان أهل السند قد قاموا ولا شك بخدمات جليلة، ولعبوا دورا خطيرا فى مجريات الأمور فى عهد الخلافة العباسية، حتى ان بعضهم قد أسهم فى الثورات التى قامت ومن هؤلاء نصر السندى الذى ترأس الفتنة التى حدثت مع صاحب الزنج الثالث والتى أحدثت اضطرابا شديدا فى البصرة ونواحيها سنة ٢٦٧هـ.

وعند ما قامت الثورة فى عمان سنة ٣٦٢ و قتل حاكمها عمر بن بنهان الطائى من قبل الخليفة عضدالدولة كان من بين الثوار رهط من الهنود فأنفذ اليهم عضدالدولة جيشا من كرمان لتأديبهم فقاتلهم فى صحار وانتصر عليهم.

اما الزط الذين اصيبوا بالقحط فنزحوا بأعداد كبيرة إلى كرمان، وفارس والاهواز وانتشروا حتى استطاعوا ان يستولوا على منطقة تمتد من البحرين حتى البصرة، وأن يقفوا فى وجه الخلافة العباسية، وكان محمد بن عثمان الزطى وسماق الزطى ممن يتزعمان الثوار فى القرن الثانى فسير اليهما المأمون سنة ٢٠٥ جيشا لمقاومتهما و كذلك المعتصم فانه سير إليهم حملة اخرى سنة ٢١٩

اما اهل السند فلم يحاولوا معاونة الثوار ضد الخلافة العباسية بأى نوع من المساعدة بل على العكس وقفوا دائما مع الخلافة، وكان يمكن لهم انتهاز الفرص فى الحصول على الحكم، او اية مآرب اخرى، ولكنهم لم يفعلوا شيئا من ذلك وقد ذكرنا سابقا الخدمات الجليلة التى قدمها سندى بن شاهك وأسرته للخلافة ومقاومتهم لكل الحركات ضدها.

والآن سنتعرض بالحديث عن العلاقات بين الحكومات العربية فى الهند بجيرانها من الحكومات الاسلامية الأخرى المعاصرة لها، بما يلقى ضوءا على

هذه العلاقات فنقول: ان بعض هذه الحكومات الاسلامية التى كانت تعاصر الحكومات العربية فى الهند والسند، كان حكامها يرتبطون ارتباطا مباشرا بالخلافة العباسية فى بغداد كما كانت هناك علاقات ودية كتلك التى كانت بين الصفارين والسامانيين والديلميين والغزنويين والغوريين.

ومن اكبر الحكومات واوسعها فى ذلك الوقت حكومة بنى بويه فى الديلم و حكومة بنى سبكتيكين فى غزنين.

ومن المعروف انه كان لبنى بويه قوة وشوكة، ونظرا لأنهم كانوا من الشيعة فلم تكن عندهم عاطفة نحو الحكومات السنية فى المنصورة والملتان أو حكومة الخوارج فى مكران و طوران، ولكنهم لم يتعرضوا لأى منها، وانما سعوا لاكتساب ود جيرانهم، ووجهوا عنايتهم وبذلوا جهودهم للاستيلاء على مركز الخلافة فى بغداد ولم تشخص ابصارهم او تتطلع نفوسهم لبلاد السند لانشغالهم فى الهدف الاول بينما كان يمكنهم الاستيلاء على السند بكل سهولة نظرا لقوتهم وقربهم.

و نهج آل سبكتكين على خلاف ذلك، فقد كانوا من أهل السنة والجماعة مرتبطين بمركز الخلافة عاملين على نشر الاسلام و تبليغه فى كل من السند والهند، وفى سبيل ذلك وجهوا عنايتهم للقضاء على مؤامرات الرجوات الذين كانوا يمدون الثوار و يعاونون القائمين بالفساد والافساد من الملاحدة والقرامطة والرافضة والاسماعيلية وقد استطاعوا بفتوحاتهم القضاء على كل الحكومات العربية التى كانت موجودة آنذاك.

دولة آل بويه

وقد تطلع سلاطين الديلم من آل بويه الى بلاد السند ولم يكن ذلك الا

بقدر تعقب المخالفين لهم، الذين هربوا من بلادهم ولجاؤا إلى البلاد المجاورة لهم وقد حمل الديلميون على السند و مكران، وبعد ذلك بمدة ثار البولصيون فارسلوا إليهم كورتكين و عابدين لتاديبهم فحصروهم فى "جيرفت"، وفر باقى الثائرين، وقبض عابدين على الف ثائر من البلوصيين بعد ان اقتحم عليهم مدن تيز مكران ولم يتركهم حتى اعلنوا الطاعة لعضد الدولة، واقامة الحدود الشرعية(١)۔

وفى سنة ٣٨٣ حدث بين بهاء الدولة واخيه صمصام الدولة نزاع و وصل الامر الى درجة ان صمصام الدولة قد امر فى سنة ٣٨٥ھ بقتل جميع الترك الموجودين فى فارس فقتل منهم عددا كبيرا و من استطاع الفرار منهم اشاع الثورة والفساد، و كانت طائفة كبيرة منهم قد اجتازت السند، و وصلت الى كرمان فقتلوا هناك(٢)۔

ومن المؤكد انه قد منحت الفرصة مرتين لبنى بويه لد خول السند ولكنهم لم يحاولوا التدخل۔

دولهٔ آل سامان

بزغ عهد آل سامان فى سنة ٢٧٢ وصاروا حكاما على ماوراء النهر، وكان الامير نوح بن منصور السامانى قد عين سبكتكين حاجبا له فى سنة ٣٦٥ وقد استطاع ان يقيم حكومة فى غزنين بعد السامانيين۔

و فى آخر عهد السامانيين استولى على "بست"، شخص يدعى امير طغان فقام فى مواجهته شخص آخر يدعى "ابو ثور"، وعند ذلك طلب طغان من سبكتكين معاونته، فوعده واقبل عليه بجيشه و مكن له، ثم توجه الى قصدار و قبض على حاكمها، ولما اعلن الطاعة أرجعه إلى منصبه وكانت هذه الواقعة سنة ٣٨٤ھ۔

(١) ابن خلدون ج ٤ ص ٤٤٦

(٢) تاريخ ابن خلدون ج ٣ ص ٤٦٥

ويعتبر الأمير نوح بن نصر السامانى الأمير الرابع من سنة ٣٣١ الى سنة ٣٤٣ھ وكان حاجبه فى تلك الفترة رشيق الهندى۔

دولهٔ آل الصفار

بدأت حكومة بنى صفار على يد يعقوب بن ليث بن صفار سنة ٢٥٣ الذى توفى سنة ٢٦٥ وبالرغم من قصر مدة حكمه فقد حدثت فى عهده فتوحات كثيرة من المناطق التى كانت قد انحرفت عن الخلافة العباسية، ولذلك منحه الخليفة الحكم على سجستان والسند و ورث الحكومة من بعده اخاه عمرو بن ليث الذى اكد للخليفة المعتمد ولاءه وكانت حكومة الهباريين قائمة بالمنصورة فى ذلك الوقت۔

دولهٔ بنى سبكتكين فى غزنين

ونتج عن سقوط السامانيين وجود حكومتين جديدتين احداهمافى بخارا (لبقرا خان)، وثانيهما فى غزنين۔

وقد صحب سبكتكين ابنه محمود الى الهند ففتحا كثيرا من المناطق التى لم يكن الفتح الاسلامى قد امتد اليها، وكان سبكتكين قد حكم على غزنين ٢٠ عاما وتوفى سنة ٣٨٧ھ واعترف جيشه بابنه اسماعيل من بعده، وكان أصغر من محمود الذى كان فى نيسابور فى هذه الايام فجاء وحاصر اسماعيل وتم له الاستيلاء على غزنين، ولقب بالسلطان وحارب الحكام الباطنيين فى الملتان سنة ٣٩٦ھ، واستولى على قصدار۔

الدولة الغورية

وقامت الدولة الغورية على اعقاب الدولة الغزنوية، فورث ابو الفتح

غياث الدين الغورى الملك سنة ٥٥٦؛ وفى عام ٥٧١؛ ضم الى سلطنته مكران و طوران وكان لتلك الدولة روابط طيبة و علاقات ودية بالحكومات الاسلامية الاخرى المعاصرة -

الرجوات المعاصرون للحكومات العربية

فى الوقت الذى كانت تقوم فيه الحكومات العربية فى الهند كانت توجد الى جانبها حكومات هندوكية متعددة وكانت العلاقات بينها عموما طيبة للغاية و بعضها دخل فى حروب و منازعات بل ان بعض الحكومات العربية كان بداخل اراضيها حكومات هندوكية، على نحو ماكان فى ”ألور“ اثناء خضوعها لحكام المنصورة و حكومة راجا قنوج فى الملتان التى كانت من اشد المعاندين للحكومات العربية و فى البنجاب كانت هناك حكومة اخرى غير اسلامية (لراجا ويهند) وكان بها ولقنوج حاكم مسلم بجوار الراجا الهندوكى يرعى مصالح المسلمين -

(ويهند (٢)) حسب قول الاصطخرى منطقة فى بلاد الهند ولعلها (بهتنده) فى البنجاب التى كانت تضم المدن الآتية : تاءهل وكنبائت وسوباره و سندان وصيمور والملتان وحبذراود و بسمد وان كانت بعض هذه البلاد قد انضوى تحت حكومة الملتان فيما بعد -

أما المقدسى فقد عد فى زمانه من بلاد ”و يهند“، و دهان و بتير و نوج لوار وكوج (٢) و ذكر ان السكان هناك غير مسلمين، وهم قلة يلى امرهم حاكم مسلم بجوار الحاكم الهندوكى، وانه فى سنة ٣٩٢ حاصر السلطان محمود الغزنوى ”و يهند“، وأدب راجا جى بال، وفتحها قسرا وعنوة -

(١) راجا قنوج و قد استمر حاكم قنوج واهلها فى حروب مستمرة مع

---

(١) انظر سليمان الندوى : عرب و هند كے تعلقات ص ٣٩٧

المسلمين خاصة مع بنى سامة وقد ذكر المسعودى أنها انضوت أخيرا تحت لواء الاسلام ولذلك عدها من بلاده، واوضح أن بها قلة من المسلمين لهم حاكم مستقل، وقد فتحها السلطان محمود الغزنوى واخضعها تحت حكومة غزنين -

(٢) راجا بلهرا وكان يحكم على منكرو فى كجرات، و يكرم المسلمين و يجلهم فاقام لهم محاكم خاصة بهم، يرجع اليها المسلمون فى معاملاتهم، وخصوصياتهم، وكان يطلق على قاضى تلك المحاكم ”هزمن“، وهو بمثابة نائب الراجا -

وقد اعتقد حكام بلهرا ان اعمارهم تطول بسبب اكرامهم للمسلمين وقد بلغ من حرصهم على تكريم المسلمين ومراعاةشعورهم، انهم احلوهم من التقيد والالتزام بجلسة ”برسيلا“ امام ”بلهرا مهار جكان“، وكان من العادة انه اذا خالف اى هندوكى ذلك فانه توقع عليه غرامة كبيرة -

راجا جزر : وكان حاكما على منطقة فى كجرات وقد ذكر ابن رسته ان العدل والانصاف يعم مملكته وان التجار العرب يلقون منه كل حبة و تكريم بعد عهد سليمان التاجر - راجا سليمان وقد ذكر ابن رسته ان لهذا الراجاجيش كبير يصل الى سبعين الف، ولما بلغ السلطان الغزنوى انه يعادى المسلمين قام عليه و فتح ”تهانيسر“، و حاربه وانتصر عليه -

راجا طانن : وهو فى جنوب الهند مثل بلهرا فى غربها يحب المسلمين و يجلهم راجا قمار : وقد كتب عنه ابن رسته انه من كبار الظلمة -

راجا سرانديب : وكان كل رجوات سرنديب يعتقدون فى المسلمين و كان التجار العرب ياتون ويذهبون الى هناك و منهم من اقام بها وقد مرينا امر

الوفد السرنديبى الذى سافر الى المدينة و وصل اليها فى عهد عمر۔

وغير هؤلاء من ذكرنا راجا رهمى ورتبيل و كان كل من يحكم فى البنغال يدعى ''رهمى،، نسبة الى اسرة رهمى وكان هؤلاء الملوك يملكون قوة كبيرة من الفيلة و يحرصون على صفوالعلاقات مع الحكام المسلمين ۔

كما كان يطلقه على رجوات و مهراجات الحدود الشمالية الغربية للهند ''رتبيل،، واشتهر حكام هذه المنطقة بذلك اللقب و منهم من كان يعرف اللغة العربية و سياتى الكلام على ذلك۔

غفلة المسلمين

لا شك ان كثيرا من الرجوات الهندوك كانوا يحبون المسلمين و يقتربون من الا سلام حتى ان منهم من سعى الى الاتصال بالرسول فارسل احدهم بهدية من زنجبيل(١) اكل منها النبى واهدى اصحابه منها ۔

وعند ما فتح محمد بن القاسم بلاد السند اصبح الاسلام قريبا منهم فرأوا محاسنه ولمسوا أحقيته حتى ان خمسة عشر راجا قد اسلموا فى وقت واحد فى عهد عمر بن عبد العزيز و تركوا اسماءهم الهندية وتسموا باسماء عربية ۔

و فى سنة ٢٥٩ اسلم احد حكام السند واهدى للكعبة(٢) نذرا وقد مضى

---

(١) روى المحدث ابو عبدالله الحاكم فى المستدرك عن ابى سعيد الخدرى ''اهدى ملك الهند الى رسول رسول الله صلعم جرة فيها زنجبيل فاطعم اصحابه كلا منهم قطعة قطعة واطعمنى قطعة،، و يعقب الحاكم على ذلك بقوله :۔

لم اخرج من اول هذا الكتاب لعلى بن زيد بن جدعان حرفا واحدا ولم احفظ فى اكل الرسول الزنجبيل سواه فخرجته ۔

(٢) ذكر الفاكهى ان مما اهدى الى الكعبة طوق من ذهب مكلل بالزمرد والياقوت مع ياقوتة خضراء ارسله ملك السند لما اسلم سنة تسع وخمسين ومائتين نعرض امره على المعتمد على الله فامر بتعليقها فى البيت الشريف نعلقت ''الاعلام باعلام بيت الله الحرام،، عن نسخة خطية بمكتبة الازهر الشريف۔

الحديث عنه وفى عهد الخليفة المعتصم اسلم راجا عسيقان عن رضا ورغبة واستدعى بعض التجار المسلمين ليفقهوه فى الدين على نحو ماذكرنا آنفا ۔

وقد بلغ من اعتدالهم وعدم تعصبهم انهم اقاموا التماثيل للقواد المسلمين الفاتحين والشخصيات العظيمة منهم مما لازال بعضه موجودا حتى الآن ۔

وفى القرن الرابع امر احد الرجوات الهندوك باعداد تصوير للبحار الشهير محمد بن بابشاد السيرافى لمهارته وتفوقه فى علم البحار۔

ونستخلص من مجموع ما ذكرنا، ان الرجوات والزعماء الهندوس قد استقبلوا الاسلام بروح طيبة وعاطفة لا باس بها، ولكن مما يؤسف له اشد الأسف ان الخلافات التى حدثت بين المسلمين، والمنازعات التى وقعت بينهم لم تدعهم يلتفتون الى ذلك او يهتمون بالتبشير بالاسلام، ولو انهم فعلوا لكان خيرا لهم، ولصارت كل القارة الهندية امة مسلمة قوية، ولكن كما قلنا ان الحروب الاهلية والعصبية القبلية والثورات العلوية، والمؤامرات الشيعية، والنشاط الخارجى، كل ذلك قد حال دون تلك الغاية الكبيرة(١) ولقد كان بعض الرجوات فى السند والمناطق الشمالية والغربية يعرفون اللغة العربية ويحفظون اشعارا للصحابة، ومنهم راجا رتبيل الذى انشد شعرا لحسان بن ثابت، كان قد انشده فى حق الحارث بن هشام، وذلك على وجه التعريض بعبد الرحمن بن اشعث الذى كان قد وصل الى ملوك الهند بعد هزيمته فى موقعة ''خرابى بسيار،، فقال :

ترك الاحبة ان يقاتل دونهم   و نجا براس طمرة و لجام

---

(١) وفى عصرنا الحديث شئ يقارب من ذلك فقد كان المنبوذون جميعا سيدخلون فى الاسلام تحت زعامة رئيسهم الدكتور ''امبيدكار،، ولكنه تحول اخيرا عن الاسلام بسبب ماراه من تفكك المسلمين ۔

فلما سمع ذلك ابن اشعث قال لراجا رتبيل وألم تسمع جواب هذا البيت في شعر حارث بن هشام، فاجابه رتبيل وماذا قال الحارث -

فاسمعه ابن اشعث الابيات الآتية :

الله يعلم ما تركت قتالهم   حتى رموا فرسى باشقر مزبد

وعلمت انى ان اقاتل واحدا   اقتل ولا يضرر عدوى مشهدى

فصددت عنهم و الاحبة فيهم   طمعا لهم بعقاب يوم مرصد

فلما سمع رتبيل ذلك قال لاشعث : انكم يامعشر العرب قد زينتم كل شئ حتى الفرار جعلتم فيه حسنا و جمالا،،(١) -

و كتب عبدالله بن مروان الى رتبيل ان ابن اشعث قد خرج ضدى واعلن انشقاقه عنه، وقد أراد أن يقيم عندك، فرده علينا، فقال رتبيل لمصاحبيه وبطانته ان ابن اشعث رجل مخالف للملوك وليس من المناسب ان يقيم هنا بيننا، فقبض عليه و ارسله الى الشام مع مائة رجل ثقاة -(٢)

العلاقات العربية بالهند

لاشك ان العلاقات بين العرب والهند كانت موجودة فى عهد الرسالة بكثير من الوجوه وفى عهد الخلفاء الراشدين ظلت محصورة و محدودة، فلما كان عهد معاوية امتدت هذه العلاقات من الهند الى الصين، حتى ان ملك الصين ارسل الى معاوية بهدايا ثمينة، و فى عهد عمر بن عبدالعزيز تطورت العلاقات فشملت كتابة الرسائل، وتوجيه الوفود، واسلم كثير من الرجوات وفى العهد الاموى كان دور بنى ثقيف فى الهند -

---

(١) كتاب الاغانى ج ٤ ص ٧٤، طبع دارالثقافة بيروت ١٩٥٨ -
(٢) الاخبار الطوال ص ٣٠٩

و كان تعيين الولاة والعمال وعزلهم فى السند يأتى من الخلفاء انفسهم، كما كانت تؤخذ من تلك الولايات البيعة للخليفة الجديد او ولى عهده كباقى الامارات و بالطبع كان الولاة والعمال يسيرون بولاياتهم و يسوسونها وفقا لهدى مركز الخلافة - ونحن نعرف انه عندما هاجم محمد بن القاسم على السند فقد تسلم فى اليوم الثالث من الحملة رسائل وردت اليه من مقر الخلافة فى العراق تشتمل على ارشادات و توجيهات -

كما انه عندما حدث زلزال الديبل فى سنة ٢٨٠ أبلغ أمره الى الخليفة، وهكذا نجد كثيرا من الامور التى تدل على مدى ارتباط تلك البلاد بمركز الخلافة -

علاقة الهند الثقافية بالعالم الاسلامى قديما

وكان النشاط العلمى فى الهند سائرا، وبرز كثير من الهنود فى الفقه والحديث والتفسير والطب والنجوم و الفلسفة وعلم الكلام، وقد كتب البيرونى فى كتابه الهند عن ذلك، و اوضح دور الهند فى مجال العلوم العقلية والنجوم والرياضيات -

كما تعرض بزرج بن شهريار ناخدا فى كتابه عجائب الهند للحالة الدينية والاقتصادية والاخلاقية، وكثير آخرون من الرحالة والتجار والملاحين ومن هؤلاء -

(١) سليمان التاجر فى رحلته سنة ٢٣٧
(٢) ابو زيد السيرافى فى رحلته سنة ٢٦٤
(٣) الاصطخرى سنة ٣٤٠ فى المسالك والممالك
(٤) ابن حوقل فى كتابه صور الارض
(٥) ابو دلف الينبوعى البغدادى فى رحلته
(٦) ابن رسته فى كتابه الاعلاق النفيسة

(٧) ابن خرداذبه سنة ٢٥٠ فى المسالك والممالك

(٨) ابن فقيه الهمدانى سنة ٢٨٠ فى كتابه البلدان

(٩) المسعودى فى كتابه مروج الذهب

(١٠) بشارة المقدسى سنة ٣٧٥ احسن التقاسيم

(١١) بزرج بن شهريار ناخدا فى عجائب الهند

(١٢) البيرونى سنة ٤٠٠ فى كتاب الهند

(١٣) ابو حامد الغرناطى فى تحفة الالباب

(١٤) الشريف الادريسى فى عجائب البر والبحر

(١٥) زكريا القزوينى سنة ٦٨٢ فى آثار البلاد

(١٦) ياقوت الحموى سنة ٦٢٦ فى معجم البلدان

(١٧) ابو الفدا فى تقويم البلدان

وقد تناول كل من ابى الفدا و ياقوت الحموى مدن و قرى السند و جبالها و وديانها وانهارها و طرقها وصحاريها بالبيان والتفصيل، وقدرا المسافات وذكرا الحدود

المؤرخون والهند

ولقد كتب المؤرخون المسلمون كتبا مستقلة عن الهند وفتوحاتها ، علاوة عما ذكروه عنها ضمن كتبهم الاخرى، فكتب الواقدى المؤرخ المشهور ''اخبار فتوح السند،، و كتب ابوالحسن على بن محمد المدائنى سنة ٢٢٥ كتاب '' ثغر الهند،، وكتاب فتح مكران، و كتاب ''عمال الهند،، وقد خصص البلاذرى فى كتابه فتوح البلدان بابا مستقلا جعل عنوانه ''فتوحات الهند،، وادرج فيه معلومات جيدة وحذا حذوه ائمة التاريخ من بعده كالامام الطبرى و ابن الاثير وابن خلدون

كما كتب عن رجالات الهند فى تاريخ بغداد للخطيب البغدادى والسمعانى فى كتابه ''الانساب،، وابن عساكر فى ''تاريخ دمشق،، وابن كثير فى ''البداية والنهاية،، وياقوت فى ''معجم البلدان،، و ''معجم الادباء،، و ابن عماد فى ''شذرات الذهب،، وابن النديم فى كتابه ''الفهرست،، والقفطى فى كتابه ''اخبار العلماء باخبار الحكماء،، - ٥

العلماء والمحدثون

كان لأهل الهند باغ طويل فى العلوم الاسلامية، ومن الاسر العلمية التى توارثت العلم آل معشر السندى من القرن الثانى الى القرن الرابع، فكانت لهم الامامة فى الحديث والسير والمغازى فى كل من بغداد والمدينة المنورة ومنهم ايضا ابو معشر نجيح بن عبدالرحمن السندى المدنى، وقد ظلت الديبل منارة للعلم والعلماء فترة طويلة من الزمن و منها خرج الامام ابو جعفر محمد بن ابراهيم الديبلى محدث مكة المتوفى سنة ٣٢٢ھ وابنه ابراهم والامام ابوعبدالله محمد بن عبدالله الديبل وغيرهم كثير و كثير۔

الشعراء والادباء

ومن الشعراء ابو عطاء السندى الحماسى و سندى بن صدقة و منصور الهندى وابو أضلع السندى و محمد بن سندى المكى، وغير هم ممن كان لهم مقام فى الشعر العربى فى صدر الاسلام و من بينهم كذلك رابعة بنت كعب التزدارية و محمد بن حسن السندى بن شاهك المعروف بكشاجم و مسعود بن سعد بن سليمان اللاهورى و لكل منهم قصص وروايات لم نجد ضرورة لذكرها۔

الطب والنجوم والرياضة والعلوم

كتب كل من ابن صاعد الاندلسى والبيرونى و ابن أبى أصيبعة وابن النديم

والقفطى والشهرستانى عن علوم و فنون الهند، وعند ما انشئ بيت الحكمة في عهد هارون الرشيد على يد البرامكة كان به عدد وافر من العلماء والحكماء الهنود الذين عهد اليهم بترجمة الكتب ونذكر منهم " بهلة "، توقشتل كاركا، بك ساسور، مسروتا، كنكا سندا، صكه، صبنجل ناقل، نهق، وقد افاد الطب الهندى في ذلك واستفاد.

وقد صارت امامة الطب فى بغداد للطبيب الهندى "بهمله"، ثم لصالح ابنه و من ثم لحفيده حسن ولا نجدنا فى حاجة الى ذكر كتاب كليلة ودمنة الذى ترجمه عبدالله بن المقفع و غيره من كتب الزيج والرياضيات والفلك فهذا امر مشهور معروف غنى عن البيان والتعريف.

الحكومات العربية في الهند والسند

تأليف

القاضي اطهر مباركپوري

ترجمة

الدكتور عبد العزيز عزت عبد الجليل

« الاهداء بالسيد المؤلف على الكتاب »

الى السيد الاستاذ عبد العزيز عزت عبد الجليل مع التحية والاحترام
واجزته لترجمة هذا الكتاب والاخذ والاقتباس منه
والطبع والنشر كلا وجزءا على ابقاء اسم المصنف وله
منى على هذا الجهد العلمي الشكر ...

اخوكم المخلص
القاضي اطهر المباركفوري
بومباي
٩ / ٤ / ١٩٦٨م

« كتاب الحكومات العربية في الهند » ليس من نوعه اول الصنيف
علمي تحقيقي تفصيلي في بابه » ...
من مقدمة الكتاب للشيخ احمد العثماني

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله وعلى آله واصحابه ومن تبعهم باحسان
الى يوم الدين — وبعد

فنسبني [illegible] بعد مولانا القاضي اطهر المباركفوري مصنف هذا الكتاب حفظه الله عند قدومه
الى الهند في عام ١٩٦١م والمطالعة في القاهرة ١٩٦٥ شيئا في ترجمة كتاب «العرب
والهند في عهد الرسالة» العرب والهند في عهد الرسالة والمبعث منه وترجمة
لهذا الكتاب المؤلف بالقاهرة للنشرة وانظار للندوة من موضوعه وشيء من التاريخ
العربية لكنه عرضت بذلك لذا على طبعه بالرغم من خطط مطبوعاتها ثم الثقافة
الى لغة من هذه المؤلفات للعلماء الهنود التي تصنف في موضوعها صفحات جديدة
في كل العرب ~~وعن الاحمد~~ وصورا حية من صور امجادهم ومآثرهم في الحضارة
الحديثة وفي النهضة البشرية تضاف الى الصور الرائعة الاخرى فقمت بترجمة
كتاب العلامة المرحوم السيد سليمان الندوي «العرب والهند» الى «العلاقات العربية
الهندية» والثقافات العربية، وقد نشر فضل تقديمه وتحويصه على طبع بسعادة
الجمهورية العربية المتحدة في الثلاثاء للنشر على المرافق خشية
تم عادني الحنين الى الالتقاء مرة اخرى بالقاضي اطهر في جانب من جوانب العلم
الوسيط وتحقيقاته التاريخية الاسلامية، وكان قد صدر الكتاب الثالث «
الحكومات العربية في الهند» الذي اهداني نسخة منه مجيزا لي ترجمته او الاخذ
او الاقتباس منه كلا وجزءا، فلما قرأته احسست رغبة الكتب في ترجمة
وتقديمه للمكتبة العربية فقد نال المؤلف منه مجهودا كبيرا اخصنا لسد الفراغ
نقدا لانه صور تاريخية متكاملة من بداية التاريخ الاسلامي في الهند
ولا تزال مبعثرة في الكتب.
ولما كشف عن احوال اهم حكومات عربية في اقليمي الهند والسند، هي
حكومة آل ماهان في سندان من سنة ١٩٨ الى ٢٢٧هـ، وحكومة آل هبار
في المنصورة من سنة ٢٢٧ الى سنة ٤١٦هـ وحكومة آل سامة في الملتان من
سنة ٢٨٠ الى سنة ٣٠٦ وحكومة آل معدان في مكران من ٣٠٤ الى

مقدمة المؤلف

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على رسوله الكريم سيدنا محمد وآله وأصحابه أجمعين.

فقد كانت لنا أسفار في أرجاء الهند والسند بين القرنين الثالث والرابع الهجري نتجول بين آثارها وأطلالها.

لا شك أن هذه الرحلة الطويلة والسفر الشاق في أعماق التاريخ يحتاج إلى مضي سنين قد عاش كثير من رجالنا مشاعل مضيئة لنا ونهتدي بها، إن رحلتنا هي الحقيقة الدينية والثقافية سوف تبدأ من سواحل العربية حتى تنتهي بنا إلى أقصى حدود السند.

وسيحط بنا خلال تلك الرحلة في منازل تاريخية وستكون أهم هذه الوقفات في سندان والملتان والمنصورة ومكران والديبل وتلك الديار التي حطت فيها قوافل المسلمين الأولين قرونا ثم دفنت تلك الصروح الشامخة ولقد تطلب منا ذلك مطالعة التاريخ والعودة ألف سنة إلى الوراء، ونعترف أننا سوف تعترضنا صعوبات وتقابلنا مشكلات لأنه ليس لدينا في تحول هذا من الأسباب والمراجع شيء يذكر ما عدا مصابيح خافتة من الرحالة والجغرافيين المسلمين القدامى، وعلى كل فإننا استعرنا ذاكرتنا مستلهمين ولا شك من هذه تلك الأضواء الخافتة لنأخذ العبرة البالغة من أحوال آل ماهان في سندان ومن سبقهم في الملتان ومن صار في المنصورة ومن تعداهم في مكران وغيرهم. فقد هؤلاء الحكام العرب كملوك للتاج والسلطان ولكن المؤرخين المسلمين القدامى لم يفسحوا لذلك في كتبهم فتجاهلوا في تأليفاتهم وضيقوا عليهم في مصنفاتهم فلا نذكر أعمالهم الجليلة إلا لماما ولهذا فإن مؤرخينا الذين سطروا تاريخ السلطانات الإسلامية تركوا كثيرا من هذه الحكومات وسجلوا القليل من مآثرها وما سنخطه في هذا الكتاب أغلبه شتات وذلك لأننا استخلصناه من بين السطور التي وردت في كتبهم بالإضافة إلى المؤرخين الهنود القدامى إلا أننا استخلصنا سطرين أو أربعة كما أن التواريخ الغائبة لم تعط صورة صحيحة عن هذه الحكومات.

سنة ٢٣٧ هـ، وحكومة آل المتغلب في طوران من حدود ٣٤٠ الى ٣٧١ هـ.

وقد وضح السيد المؤلف العالم المؤرخ الأدوار التي قامت بها هذه الحكومات والأعمال التي أنجزتها والنتائج التي حققتها، ثم بين الأسباب التي أدت إلى زوالها، ونضيف إلى ذلك لم يغفل ذكر رجالات العلم والفقه في أي فن منها سواء من المفسرين أو المحدثين والأدباء والشعراء، ومدى إسهاماتهم في نشر الثقافة الإسلامية في ربوع تلك الديار، وعن حياة البلاد ~~[illegible]~~ وقد بذلت قصارى جهدي حرصا على أن تكون الترجمة صورة أمينة للكتاب بل لم أترك لفظا ولم أهمل حرفا.

ولا يفوتني في هذه المناسبة أن أشكر كل من ساهم في إنجاز هذا العمل.

والله أسأل أن يجعل هذا العمل خالصا لوجهه وينفع به.

كراتشي - باكستان

عبد العزيز عزت عبد الجليل

٢٦/٤/١٩٧٠م

الحمد لله فهذا هو كتابي الثالث في سلسلة دراسة التاريخ الإسلامي في الهند
يم سنة ١٣٧٧ هـ نشر كتابي رجال السند والهند إلى القرن السابع في سنة
ـد وصل إلى أيدي الباحثين والمحققين في الهند والبلاد العربية وأوربا، وله
م منزلة وتقدير، وأما كتابي الثاني العرب والهند في عهد الرسالة فيقوم بترجمته
ـه عالم مصري فاضل، وهذا كتابي الثالث «الحكومات العربية في الهند» أقدمه خدمة
للمكتبة الإسلامية، ونعم وإنه لم يكن قد رأينا في العصر الزاهر، ولكنه تستطيع
ـهور الخرافة أنه تشتمل لقول الشاعر العربي.

وأذكر أيام الحمى ثم أنثني ... على كبدي من خشية أن تصدعا

قاضي أطهر المباركفوري
ليلة العيد سنة ١٣٨٤
٣ فبراير ١٩٦٥م

المسافات

رقم التسلسل	المرحلة	إلى	المرحلة	المسافة بالمراحل
١	تيز مكران	〃	كيز	٥
٢	كيز	〃	قنزبور	٢
٣	قنزبور	〃	درك	٣
٤	راسك	〃	فهل فهرة	٣
٥	فهل فهرة	〃	اصفقة	٣
٦	اصفقة	〃	بند	١
٧	بند	〃	به	١
٨	ته	〃	قصرقند	١
٩	كيز	〃	ارمائيل	٦
١٠	ارمائيل	〃	قنبلي	٢
١١	قنبلي	〃	الديبل	٤
١٢	المنصورة	〃	الديبل	٦
١٣	المنصورة	〃	الملتان	١٢
١٤	المنصورة	〃	طوران	١٥
١٥	قصدار	〃	الملتان	٢٠
١٦	المنصورة	〃	البدهة	٥
١٧	كيز	〃	البدهة	١٠
١٨	البدهة	〃	تيز مكران	١٥
١٩	تيز مكران	〃	قصدار	١٢
٢٠	الملتان	〃	حدود باميان	١٠
٢١	قندابيل	〃	مشنج	٤
٢٢	قصدار	〃	قندابيل	٥
٢٣	قندابيل	〃	الملتان	١٠
٢٤	[illegible]	〃	[illegible]	[illegible]

الطرق البرية والمسافات بينها

طرقت القوافل التجارية منذ القدم على امتداد الطريق من خراسان الى الهند ليلا ونهارا، وكانت المسافة من مكران الى المنصورة تبلغ ٢٥٨ فرسخا في طريق ابن ... وكان هذا الطريق يمر بجوار المدن التي نصبوا حفاظا عليها وحفظا لحراستها ... وكانت المسافة من مدينة زرنج في سجستان ومن الملتان تقطع في شهرين وقد عد ابن خرداذبه المنازل والمحطات الكبيرة بين طوران والمنصورة، وذكرها وقدر المسافات بينها على النحو الآتي :

رقم التسلسل	اسم المدينة من	الى	اسم المدينة	المسافة مقدرة بالمرحلة
١	فهرج	"	طوران	١٠ فراسخ
٢	طوران	"	قلمان	٦ فراسخ
٣	قلمان	"	باسورجان	١٤ فرسخا
٤	باسورجان	"	سراي فلك	٤ فرسخا
٥	سراي فلك	"	يحيى بن عمر	١٠
٦	قرية يحيى بن عمرو	"	قزلور	٣
٧	[illegible]	"	در [illegible]	٩
٨	سندوسان	"	[illegible]	١٠
٩	قرية سلمان	"	منقطع البلوص	٢٠
١٠	المنصورة	"	جبال الملح	٦
١١	قزلور	"	هزار	١٠ ف
١٢	هزار	"	جيشه	١٠ ف
١٣	جيشه	"	مدر	١٠
١٤	مدر	"	قصدار	١٠
١٥	قصدار	"	سوبارة	١
١٦	سوبارة	"	الجور	٤٠
١٧	ديلو بانوجه	"	سندرسان	٤٠
١٨				

٢	كنبائت	"	سمندر	فرسخ
٢١	كنبائت	"	سوبارة	٤
٢٨	سوبارة	"	البحر	½ فرسخ
٢٩	سوبارة	"	سندان	٥
٢	بسمند	"	الور	٣
٢١	سندان	"	البحر	½ فرسخ
٢	صيمور	"	سندان	٥
٢٢	صيمور	"	سرنديب	١٥
٢٤	الملتان	"	بسمد	٢
٢٥	الور	"	ازرى	٤
٢	ازرى	"	قلرى	٢
٢	قلرى	"	المنصورة	١
٢	الديبل	"	بيرون	٤
٢	بروند	"	منجابرى	٢
٤	قلرى	"	بلرى	٤ فرسخ
٤	بانية	"	المنصورة	١
٤	قندابيل	"	المنصورة	٨

بين العلامة ابن خرداذبة الطرق والمسافات على الطرق البحرية لبلاد السند في القرن الثالث :-

رقم التسلسل	اسم المحطة	إلى	اسم المحطة	المسافة
١	تارا	"	الديبل	٨ أيام
٢	الديبل	"	مصب نهر السند	فرسخان
٣	نهر السند	"	اوتكين	٤ أيام
٤	اوتكين	"	المند	فرسخان
٥	كولي امشكبه	"	سندان	١٨ فرسخا
٦	سندان	"	ملي	٥ أيام
٧	ملي	"	بلين	يومان
٨	بلين	"	لجة العظمى	يومان

ثم يختلف الطرق من بلين .

بلغت السفن التي كانت تنقل بين الهند والبلاد العربية عدد كبير للغاية ، وكان يسافر عليها مئات من المسافرين ، معهم أمتعتهم وسلعهم حتى ليبلغ عددهم ألف شخص وقد كتب المسعودي في اخبار الزمان عن السفن المتجهة الى الصين أنه من المحمول الضخمة نساء وعشرات على خمسمائة جندي منهم يحرسونها وبحارتها ضد اللصوص بالقتال القراصنة المحتمين عليهم ، ومن البحارة الذين كانوا لهم تقدم واسم في البحر

١) بزرج بن شهريار ناخدا ، وكان من سكان مدينة رامهرمز في ايران وله من أشهر الملاحين في القرن الرابع فيما بين البلاد العربية والهند والصين ، وله كتابه المشهور " عجائب الهند "

٢) الوليد محمد بن بابشاد بن حرام بن حمويه السيرافي ، ونظرا للشهرته وخبراته البحرية فقد أقام له أحد البرهمان في الهند لوحة تذكارية .

٣) اسماعيل بن ابراهيم بن مرداس ناخدا ، وكان مشهورا بلقب اسماعيلويه واشتهرت رحلاته في العالم فيما بين كجرات والبلاد العربية ، وهو صاحب المركب " سكينة " ص٦١

٤) أبو محمد حسن بن عمر

٥) أحمد بن علي بن منير ناخدا السيرافي ، وكان له نشاط ملاحي في مختلف البحار

٦) أبو الحسن محمد بن أحمد بن عمر بن السيرافي ، وكان في ٣٠٠ هـ

٧) أبو زهر برختي ناخدا ، وكان من المجوسي في عمان ، وكان الناس يستغربون أحواله وأمانته ، وكان على المذهب الزرادشتي أولا ، ثم أسلم وحسن إسلامه وأدى فريضة الحج

٨) ابن الشيرفو ، وصل الى الزهر برختي

٩) أبو الحسن علي بن شاذان السيرافي

١٠) عبهرة الرباني ، وكان من سكان كرمان ، وكان يرعى الغنم أولا ، ثم صيادا ، ومهنة الصيد واحترف الملاحة ، واكتشف طرقا بحرية جديدة ، وسافر الى الصين سبع مرات .

١١) شهريار، وكان من الملاحين المشهورين

١٢) عمران الأعرج

١٣) سوروا ابن شاه، وقد ظل ستة سنة بدون أولاد ثم ولد له ولد اسماه فورمابان، وكان يستصحبه معه في كل رحلاته.

١٤) يزيد العماني، رحل من عمان إلى بلاد الزنج

١٥) راشد بن غلام بن باشاد، وكان من أشهر الملاحين، وسافر

من سيراف إلى البصرة على قارب صغير.

١٦) احمد بن [illegible]، وقد هلك في البحر

١٧) جوهور كوتاه، وكان من الملاحين المشهورين، وعمر طويلا، وكان التجار جميعهم يجلّونه ويقدرونه، وفيما يحكى عنه أن حاكم كجرات كان يفرض على كل شخص يتقدم عليه أن يجلس أمامه جلسة خاصة يقلص فيها رجليه بحيث لا يسمح لأي شخص أن يمد رجليه، ومن يخالف ذلك توقع عليه غرامة، ولكن جوهور كوتاه عندما دخل عليه، جلس في حضرته ومد رجليه، وعند ذلك غضب [?] هذا الحاكم تلك الشروط من الزام المسلمين واهلهم بها

١٨) مردويه بن زار بخت، وكان من الملاحين فيما بين الصين وكجرات

١٩) ابو محمد حسن بن عمرو بن حموية، وكان يقيم في البصرة، وفي ٢٨٨هـ رحل إلى المنصورة، وجمع من الشيخ الشاذلي صالح لموافقته الإسلام إجابة دعوته من الله.

بعض التجار الهنود المسلمين

كانت تقيم في مناطق عديدة من بلاد الهند كثير من تجار سيراف وعمان والبصرة، ويصل تجار عمان وسيراف والبحارة منهم إلى جزر الهند البعيدة، وما يأتيه من هذه الجهات ليس عندهم اشتغال بشيء فقد منع مشائخ سيراف الشباب من السفر

وقد ذكرت المصادر أنه في سنة ٣٠٤هـ كان يقيم في صيمور قريبا من بومباي حوالي عشرة آلاف من العرب من بينهم كبار التجار مثل موسى بن اسحاق الصندالوري من سكان جرات، وابو سعيد معروف بن زكريا الذي كان قاضيا للمسلمين من قبل راجا بلهرا [illegible]، وقد اطلعه على العرب المقيمين في هذه الجهات البياسرة(١) من التجار المشهورين كذلك محمد بن مسلم السيرافي الذي اقام في تهانه اكثر من عشرين عاما، وطوف في بلاد الهند، وعرف عادات أهلها، لغاتهم وسافر [illegible] وغيرها، ومنهم أيضا يولس بن مهران السيرافي وغيره كثير.

وقد ذكر ابو زيد السيرافي في رحلته أن مئات التجار الهنود يأتون إلى سيراف.

(١) البياسرة جمع بيسر وبيسري، وهي كلمة من الهند، كانوا يولدون في البلاد العربية، وفي لسان العرب: والبياسرة قوم من السند، وقيل من جيل من السند يؤجرون أنفسهم لأصحاب السفن لحرب عدوهم، ونعني قولنا بياسرة يراد به من ولد من المسلمين بأرض الهند.

واقعة

كتب بزرگ بن شهريار في سلسلة كتاباته عن تجار العرب مع الهند قصة عجيبة مفادها أن شخصا من سكان عمان يدعى سعيد الفقير كان له ثلاثة أولاد يعيشون جميعا في ضيق وفقر شديدين، وذات مرة قابله صديق له، وقال له إني مسافر إلى كله(1) في جنوب الهند للتجارة، فإذا كانت لك حاجة لأشتريها من هناك فإني مستعد للقيام به فلما سمع ذلك منه سعيد قام واشترى قلة مطلية بالزيت من الخارج، وملأها بالحلاوة من الداخل، وأعطاها لصديقه هدية، وقال لصديقه هذا حين وصلت هناك اشتر لي بركة، فحملها صديقه معه، وذات يوم وهو يتجول في السوق رأى شخصا يحمل سمكة كبيرة، وسارع إليه ليشتري البركة؟ وتذكر وصية سعيد، فذهب توا إلى المركب وأخرج القلة، واستفهم من الصياد عن ثمن السمكة فذكر له أنه صيد ليقال له بركة فتذكر أن صاحبه طلب منه أن يشتري له بركة فاشترى السمكة وأعطى الصياد القلة بما فيها، ولما فتح بطن السمكة وجد فيها قطعة من اللؤلؤ فأخذها وأداها إلى سعيد، فظل يحس بأن خيانة شكر سعيدا، وعند ثوبه ذهب بها إلى الخليفة المعتضد في سامراء، فأخذها منه بمائة ألف درهم.

---

(1) كله قال الحموي: فرضة من الهند وهي منتصف الطريق من عمان والصين وتقع اليوم من مجموعة خط الاستواء، وقال المحلي: ... ماليزيا ... السلمون وغيرهم، ... والسنة الأكلوي.

الموانئ والأسواق

كانت المراكب التجارية التي تنطلق من الهند إلى البلاد العربية تمر بالموانئ المشهورة التالية:

١) رأس جمجمة: وكانت من الموانئ المشهورة العريقة من عمان وعدن، وهي بلد البحرين، وهناك يستخرج اللؤلؤ، وترسو الأساطيل.

٢) والمحاذي بين البصرة وعبادان ثم خربت حتى تليفات، وقامت الأبلة قريبا من عند محرزه

٣) الجار: وهي مرفأ المدينة المنورة على البحر الأحمر، وكانت ترسو لدى المراكب من مصر والحبشة وعدن والصين والهند

٤) سيراف: وكانت من أكبر وأهم الموانئ بين العرب والهند

٥) جزيرة قيس: قد تبوأت مكانة سيراف فيما بعد، وخاصة بالنسبة للتجارة الهندية، وكان يقيم بها سلطان عمان، وكان يمتلك كثيرا من أنواع السفن مما جعل ملك الهند في رعب منه وهيبة زائدة.

٦) عدن: وكانت قديما قفرة موحشة، وبالرغم من هذا فقد كانت من أهم الموانئ للتجارة الهندية، وكان هناك كثير من الأغنياء، وقد أورد الإمام ابن الجوزي بعض الواقعات في كتابه المنتظم ٣٨٠ هـ.

والآن ينتهي هذا الكتاب بحكم الطويلة التي رجعنا فيها إلى الماضي من ألف سنة إلى الوراء، أعدنا فيها البحار والمحيطات وأتينا بالتجارة لنفاخر بالماضي ولعل ذلك مما يولد في قلوبنا حرارة ويدفع بحياتنا الراكدة دفعة قوية إلى الأمام. وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله وصحبه أجمعين. والحمد لله ...

تمت الترجمة العربية لهذا الكتاب في العاصمة لكنو في صباح يوم الخميس الموافق ٢٠ من ذي القعدة ١٣٨٩ هـ الموافق ٣٠/١/١٩٧٠ م والحمد لله أولا وآخرا

وقد تم نسخ مبيضة هذا الكتاب بحمد الله تعالى وتوفيقه في ... من يوم ٢/١/١٣٩٠ الموافق ٩ مارس ١٩٧٠ والله الموفق

توقيع محمد الشريف ... عبد الجليل ... كراتشي - باكستان.

المراجع والمصادر

الكتاب	المؤلف	الطبع
إسعاف الأعيان في أنساب أهل عمان		طبع مصر
الإصابة في تمييز الصحابة	لابن حجر	"
الإكمال	لابن ماكولا	حيدرآباد
الأعلاق النفيسة	ابن رسته	ليدن
كتاب الأنساب	السمعاني	أوربا
الأغاني	أبو الفرج الأصفهاني	بيروت
أحسن التقاسيم في معرفة الأقاليم	المقدسي	ليدن
أخبار الزمان	المسعودي	مصر
الأضداد في اللغة	ابن الأنباري	الكويت
[illegible]	[illegible]	نولكشور
الأخبار الطوال	أبو حنيفة الدينوري	
بغية الملتمس في رجال أهل الأندلس	الضبي	مدريد
تاريخ بغداد	الخطيب البغدادي	مصر
تاريخ الملوك والأمم	الطبري	مصر
تاريخ الكامل	ابن الأثير	"
تاريخ ابن خلدون	ابن خلدون	مصر
تحفة المجاهدين	زين الدين المعبري	حيدرآباد
تقويم البلدان (ص ٢٦٦)	أبو الفداء	باريس
تاريخ الخلفاء	السيوطي	طبع الهند
تجارب الأمم	ابن مسكويه	طبع مصر
ذيل تجارب الأمم	الوزير أبو شجاع	"
جمهرة أنساب العرب	الإمام ابن حزم	" "
جمهرة أنساب قريش وأخبارها	الزبير بن بكار	"
رحلة سليمان التاجر	سليمان التاجر	منقول عن طبع أوربا

رقم	الكتاب	المؤلف	الطبع
٢٨	الذخائر والتحف	الرشيد بن الزبير	الكويت
٢٩	شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام	تقي الدين الفاسي	مصر
٣٠	الصليحيون والحركة الفاطمية في اليمن	حسين الهمداني	مصر
٣١	العبر في خبر من غبر	الذهبي	الكويت
٣٢	عجائب الهند	بزرك بن شهريار الناخذا	ليدن
٣٣	عيون الأنباء في طبقات الأطباء	ابن أبي أصيبعة	مصر
٣٤	العرب والهند في عهد الرسالة ص ٢٦٩	قاضي أطهر المباركفوري	الهند
٣٥	علاقات العرب والهند	سليمان الندوي	الهند
٣٦	كتاب الفهرست	ابن النديم	مصر
٣٧	فتوح البلدان	البلاذري	بيروت
٣٨	لسان العرب	ابن منظور الإفريقي	بيروت
٣٩	مآثر الإنافة في معالم الخلافة	القلقشندي	الكويت
٤٠	مرآة الزمان		حيدرآباد
٤١	مروج الذهب	المسعودي	مصر
٤٢	المسالك والممالك	ابن خرداذبه	ليدن
٤٣	مسالك الممالك	الإصطخري	"
٤٤	الموطأ	الإمام مالك	مصر
٤٥	معجم البلدان	ياقوت الحموي	"
٤٦	كتاب المعارف	ابن قتيبة	"
٤٧	الملل والنحل	الشهرستاني	"
٤٨	المنتظم	الإمام الجوزي	حيدرآباد
٤٩	كتاب المنمق	محمد بن حبيب البغدادي	"
٥٠	كتاب المحبر	أبو جعفر محمد بن حبيب البغدادي	"
٥١	كتاب المشتبه في أسماء الرجال وأنسابهم ص ٢٧	الذهبي	ليدن
٥٢	كتاب نسب قريش	مصعب الزبيري	"
٥٣	كتاب الولاة والقضاة	الكندي	"
٥٤	وفيات الأعيان	ابن خلكان	[illegible]

تقديم

الفاضل أخونا القاضي أطهر مباركبوري عالم من علماء الهند عنوا بتاريخ
قبل أن تسمى الهند وباكستان بأي تاريخها القديم في القرون الإسلامية الأولى
وله في ذلك عدة كتب مفيدة لمن أراد الإلمام بالتاريخ الإسلامي في هذه
المنطقة، وعلاقتها بالعرب والحكم الإسلامي في هذه الفترات..

وكتب التاريخ الإسلامي الحديثة قلما تعرج على هذه الناحية التي عني
بها المؤرخ الإسلامي القاضي أطهر مباركبوري، وبذل الكثير من الوقت في تقصي ما تناثر
في مصادرنا العربية القديمة.

وذلك لأن أحداثها كانت على هامش أحداث الدول الإسلامية الكبرى في ذلك
الوقت، ولأنه لم تقم فيها دولة قوية تستقر لفترة كبيرة تلفت
أنظار الباحثين والمؤرخين، ولذلك يمر عليها المؤرخون المحدثون دون ذكر لها
وإذا ذكروها فبكلمة عامة لا تقصي أخبارها بالتفصيل لا يمكن أن يتم
في كتاب تاريخي عام يسير مع كتب التاريخ الإسلامي، فلا يتوقف كثيرا عند هذه
هذه المنطقة وأحداثها كما فعلت في كتابي "تاريخ الإسلام في الهند".

وقد جاء المؤرخ الهندي القاضي أطهر مباركبوري من كبار العلماء والمؤرخين بالهند
فعكف على هذا الذي تركه غيره ووجد فيه صيدا رمى عليه شباكه فأخرج
لنا مؤلفات تاريخية قيمة تسد فراغا في تاريخ هذه الفترة لهذه المنطقة
ومن هذه المؤلفات هذا الكتاب: "الحكومات العربية في الهند والسند" والذي ت[رجم]
من الأوردية وقدم له أخونا العالم الأزهري الدكتور عزت عبد الجليل، وقد جمع فيه المؤ[لف]
الكثير من أقوال المؤرخين المسلمين القدامى، ووضع أمام القارئ مائدة يختار من ألوان[ها]
ما يشتهي.

وكنت وأنا أتصفح هذا الكتاب، ولي شيء من المعرفة بتاريخ الهند
وما سماء البلاد فيها.. كنت أتوق إلى أن تكون معه خريطة أو خرائط غير
خريطة ابن حوقل، يبين عليها أسماء المدن والمواقع وحدود الولايات
التي قامت، ويذكر لنا ما يكون قد تغير الآن من الأسماء القديمة.

ونحاول قدر المستطاع عدم التكرار في ذكر الأحداث ، على انني وانا أتابع الحملات الإسلامية العربية على بلاد السند طوال عنايتي من المورخ بحملة القائد الشاب محمد بن قاسم الثقفي التي تعتبر اولى الحملات القوية التي تركت آثارها الراسخة في بلاد الهند وعلى اساس حكمها قامت الحكومات الإسلامية..

وهذه كلها مسائل هينة بجانب ما جمعه الكتاب من معلومات قيمة ولعل المؤلف الفاضل تيدار كها ، وله منا دائما كل التقدير لعلمه ودأبه وعنايته العربية بالتاريخ لهذه الفترة التي اهملها المورخون .

دكتور عبد المنعم النمر

دار الانصار

القاهرة ١٩٨٠/٨/١٨

الحكومات العربية في الهند والسند

لـ اطهر مباركپوري

تحقيق وترجمة الدكتور عبد العزيز عزت

(١) شرط الدكتور عبد العزيز عزت وخطاب موجه لدار الانصار

(٢) لقد جمعت لعمل كتابة الكتاب ورسل خطاب للاستاذ كمال اطهر المباركپوري نطلب تحويل خمسة نسخة من الكتاب

(٣) ننتظر شهادة صاحب الاستاذ كمال وبعد موافقة حسب وصول الشيك

(٤) بمجرد وصول الشيك ندفع الكتاب الى المطبعة .